پیدا کرنے کا جوش پیدا ہو۔ جب اپنے نیک توسل سے طلبا مین اول قصد مصمم قائم
ہوگا تو ضرور کار عظیم و نیک ظہور مین آوینگے۔

کس شائق علم کو ایک ایسے بے نظیر انسان کی سرگذشت و طرز معاشرت
وجودت و ذہانت و نادر ہمت و بہادری کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے
کی آرزو نہو گی ۔ جسنے ہندوستان مین عظیم الشان سلطنت انگلشیہ کی بنا
قائم کی۔ اور وہ وہ کار عظیم انجام دیے جو کبھی اُسکے ہموطنون کے خواب خیال
مین بھی نہین آئے تھے۔ لارڈ کلایو کے حالات مین اکثر ضخیم کتب انگریزی مین
موجود ہین۔ مگر ہم لارڈ مکالے کے مضمون سے جو بطور نظر ثانی نہایت حسین
و دلپسند عبارت مین نہایت راستی و منصفی کے ساتھ مرقوم ہے ترجمہ کرکے
ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ اس نہایت لائق و زبردست مصنف نے لارڈ کلایو
کی سوانح عمری کے ضمن مین شروع عملداری انگریزی کے زمانہ کی مفصل کیفیت
و ملازمان کمپنی کے جور و انتظام و ظلم فرنگ و بے سامانی و تمام رعایا کی ترسناک
حالت و انتظام کی ابتری و ویرانی کو بلا رو سے رعایت قومی ارقام کیا ہے۔

ترجمہ حتی الوسع نہایت سلیس زبان مین لکھا گیا ہے مجھے یقین ہے کہ عام
ناظرین کتب اردو کو یہ کتاب ہر طور دلچسپ و نئی قسم کی ثابت ہوگی۔ اور
طلبہ علم تواریخ اسکو نہایت مفید و رکارآمد سمجھینگے۔ اگر عام شائقین
مین اس ترجمہ کو کچھ بھی قدر و منزلت حاصل ہوگی۔ تو یہ احقر پُرہمت ہوکر بہت
جلد اس قسم کے دیگر ترجمات شائع کرنے کی کوشش کریگا۔

اخیر مین یہ غریب مترجم نہایت با ادب و تعظیم اپنے عالی سر پرست

و مربی جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر الدولہ وزیر اعظم
ریاست پٹیالہ۔ و جناب منشی گنگا سرن صاحب منصف سہارنپور۔ و جناب
منشی زین العابدین صاحب منصف کرنٹاڈیہ ضلع غازیپور کا شکریہ تہ دل
سے ادا کرتا ہے جن کے خاص ترغیب و ایما و وعدہ امداد کی بدولت
یہ ترجمہ ختم کر کے مشتہر کیا گیا۔

کاشی ناتھ کھتری
سرسا ضلع الہ آباد
۲۰۔ مئی ۱۸۸۸ عیسوی
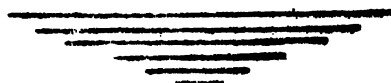
سوانح عمری لارڈ روبرٹ کلایو بانی سلطنت انگلشیہ درمیان ملک ہند مصنفہ لارڈ مکالے

ہر شخص جو بنظر عمیق دانصاف لارڈ کلایو کی سرگذشت کو دیکھیگا ضرور تسلیم کریگا کہ جزیرۂ برٹانیا مین اگرچہ ہمیشہ اعلی درجہ کے بہادر و مدبر بلک پیدا ہوتے رہے ہین - مگر فی زمانہ کوئی ایسا نہین ہوا جو اسکے مانند میدان جنگ و نظم و نسق ملک مین یکسان عالی رتبہ کا دانشمند بزرگ ہوا ہو - ہمارا قصد ہے کہ اسکی مختصر سوانح عمری تحریر کرین -

ضلع شروپ شایر کے مقام مارکیٹ دریٹن کے نزدیک ایک کمقدر علاقہ مین صدی دوازدہم کے درمیان کلایو کے آبا اجداد آباد ہوئے - بادشاہ جارج اول کے عہد مین یہ قدیم میراث رچرڈ کلایو کے قبضہ مین تھی - یہ شخص سادہ طبیعت و اوسط درجہ کی لیاقت کا تھا - وہ پیشہ وکالت اور اپنی جائداد کا بندوبست بھی خود کرتا تھا - اسنے مینچسٹر کے ایک باشندہ کی دختر بنام گیسکل کے ساتھ شادی کی - جس سے کثرت سے اولاد ہوئی - اسکا سب سے بڑا بیٹا روبرٹ جسنے ہندوستان مین

انگریزون کی عملداری کی بناڈالی اپنے آباواجداد کے قدیم مقام پر ۲۹ ستمبر سنہ ۱۷۲۵ عیسوی کو پیدا ہوا۔

بچپن مین ہی رابرٹ کلایو کی وہ خاصیتین جنکے لیے وہ مین بعد کی زمانہ کے درمیان مین مشہور ہوا نمایان ہونے لگین۔ اُسوقت کے لکھے ہوے جب کہ وہ سات سالہ بچہ تھا اُسکے خاندان والون کے چند خطوط موجود ہین جس سے واضح ہے کہ وہ اُس سن مین بھی نہایت تندمزاج وضدی تھا۔ یہان تک کہ اسکے باعث اُنکو نہایت تردد رہتا۔ اُسکے ایک چچا نے ایک خط مین لکھا ہے "وہ ہردم دنگا وفساد کرتا رہتا ہے۔ یہی اسکی عادت پڑ گئی ہے۔ اور ایسا سرزور و تندمزاج ہے کہ ذرا ذرا بات پر بھاگ جاتا ہے"۔ بستی کے ضعیف لوگون کو ہنوز اپنے والدین سے سُنا ہوا یاد ہے کہ ایک مرتبہ کلایو مارکیٹ ڈریٹن کے گرجے کے بلند مینار کی چوٹی پر جا کر بیٹھ گیا۔ جس سے تمام موضع مین تہلکہ پڑ گیا۔ اور کامل اندیشہ ہو گیا کہ وہ وہان سے گر کر پُرزے پُرزے ہو جائیگا اور یہ بھی بیان کرتے ہین کہ اُسنے موضع کے کل شریر اور آوارہ لڑکون کو جمع کر کے لُٹیرون کی ایک فوج جمع کر لی تھی۔ اور ہر دوکاندار سے بطور خراج سیب یا نصف پیسہ وصول کرتا۔ بعوض اسکے وہ اُنکی کھڑکیون کے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری کر لیتا۔ وہ ایک مدرسہ کے بعد دوسرے مین پڑھنے کے لیے بٹھایا گیا۔ مگر خاک نہ پڑھا۔ ہر جگہ ازحد شرارتی لڑکا کہا جاتا۔ کہتے ہین کہ ایک مدرس نے اُسکی وضع وچلن دیکھکر پیشین گوئی کی تھی۔ کہ وہ دنیا مین ضرور کوئی بڑا بہادری کا کام کریگا۔ مگر تاہم تمام ہمسایون کی یہی راے قرار پا گئی تھی کہ وہ نکما و کودن لڑکا ہے

گویا بالکل خراب و خستہ شین ہے۔ والدین اسکو محض بے مصرف سمجھتے۔ انکو ذرا امید نہ تھی کہ اس ضدی و شریر لڑکے سے کوئی کار مفید ہو سکیگا۔ لہذا یہ کوئی جاے حیرت نہین ہے کہ جب وہ اٹھارہ سال کا ہوا تو والد نے اپنی جان چھڑانے کے لیے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت مین اُسکو ایک محرر کی اسامی دلا کر جہاز پر بٹھا کر مدراس روانہ کر دیا۔ تا کہ یا تو وہان روٹی کما کھائے یا بخار سے مر کر رہجاے۔

گلائیو کی آیندہ امیدین ان نوجوانون سے بالکل مختلف تھین جو اب ایسٹ انڈیا سے تیار ہو کر ہمارے ایشیائی قلمرو مین بھیجے جاتے ہین۔ اُس زمانہ مین یہ کمپنی محض ایک تجارتی گروہ تھا۔ اسکی کل جائداد ہندوستان مین اُسوقت چند مربع میل تھی جسکا سالانہ خراج دیسی حکام کو دیا جاتا تھا۔ اُسکے تحت مین اسقدر سپاہ نہ تھی جو اُن دو تین کمزور بوسیدہ قلعون کے مورچون پر کھڑے ہو سکین جو مال تجارتی کی حفاظت کے لیے تعمیر کرا لیے گئے تھے۔ سپاہ کے اس قلیل شمار مین زیادہ تر دیسی لوگ تھے جنکو ہنوز ممالک یورپ کی قواعد دانی مین تربیت نہین ہوئی تھی۔ اِنہین سے کسی کے پاس تلوار و کسی کے پاس تیر و کمان ہتیار تھا۔ ان ایام مین ملازمان کمپنی کا کام کا نظم و نسق وسیع ملک نہ تھا۔ بلکہ جلاہون کو پیشگی دادنی دینے و مال تجارت خریدنے و جہاز پر روانہ کرنے اور دیگر تجاران کی نگرانی کرنے کا تھا۔ جو اُنکے اجارہ مین مخل ہونے کا قصد کرتے تھے۔ ادنے محررونکی تنخواہین اسقدر قلیل تھین کہ وہ بیچارے بلا قرضدار ہوئے اوقات بسری نہین کر سکتے تھے

عالی عہدے کے علاوہ ان خود تجارت کرکے امیر بنے رہے۔ اُنمین سے اکثر قلیل
سے عالی عہدہ پر پہونچکے بہت روپیہ کما چکے تھے۔

اُسوقت کمپنی کے کل ہندوستانی نوآبادیون مین مدراس جہان
کلائیو مقرر ہوکر آیا تھا سب سے اول تھا۔ صدی گذشتہ مین سمندر کے
ایک بنجر کنارے پر قلعہ سینٹ جورج تعمیر کرایا گیا۔ اُسکے قرب مین ایک شہر
جلد انًا فانًا آباد ہو گیا۔ جیسا کہ اکثر مشرق مین ہوتا رہتا ہے۔ شہر کے گرد نواح
مین بہت آراستہ بنگلے و باغ بنگئے۔ جہان کمپنی کے مالدار گماشتہ دن بھر
گودام و حساب کتاب کے محنت کے بعد شام کو سمندر کی فرحت و تازگی بخش
ٹھنڈی ہوا کھانے کے لیے چلے آتے تھے۔ ان امرا کے ترک و احتشام
و سامان عیش و آرام ان عالی عہدہ داران ملکی و حکام عدالت سے بدرجہا
برتر تھا جو انکے بعد ہوئے ہین۔ مگر تاہم اہلی ارام جو اب ہے تب میسر نتھا
جو اب گرمی کی سختی رفع کرنے و صحت جسم قائم رکھنے و ایام زندگی بڑھانے
کے لیے کیمیا ہی ہین تب ایجاد و دریافت نہین ہوئی تھین۔ زمانے
موجودہ کی بہ نسبت تب اسقدر سہولت و شتابی کے ساتھ یورپ کی آمد و رفت
جاری نہ تھی۔ زمانہ ماضی مین سفر جہاز براہ کیپ بجائے تین ماہ کے جو اب
لگتے ہین چھ ماہ مین بلکہ بعض اوقات ایک سال مین طے ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے
زمانۂ حال کے ہندوستان مین رہنے والے انگریزون کی بہ نسبت زمانہ
ماضی والے وطن سے بہت زیادہ علیحدہ رہتے۔ و مشرقی طور و طریق زیادہ
اختیار کرتے۔ اور یورپ واپس جاکر وہان کے لوگون مین بہت کم ملتے کے

لائق ، ہجاتے تھے۔

ولیسی حکام کی اجازت سے انگریزون کو اپنے قلعہ اور اُنکے
گرد و نواح مین باشندگان پر اسقدر حکومت حاصل تھی۔ جس قدر دیگر ولیسی
علاقہ دارون کو عطا ہوتی ہے۔ مگر انکے خواب و خیال مین بھی کبھی یہ نہ آتا
تھا کہ ایک روز ہماری قوم کل ملک پر تسلط کر کے شہنشاہی کا ڈنکا بجائیگی
بلکہ انکو اوائل حکومت تک حاصل کرنے کا گمان نہ تھا۔ گرد و نواح کے ملک پر
نواب کرناٹک کا راج تھا۔ وہ دہلی کے اُن بادشاہون کا جنکو ہمارے
بزرگ مغل اعظم کے نام سے پکارتے تھے۔ جنوبی نائب السلطنت نواب نظام کا
نائب تھا۔ یہ نام و لقب جو اُس زمانہ مین عظیم الشان تھے ہنوز باقی ہین۔
اب تک ایک نواب کرناٹک ہے جو اپنی گذر اوقات اُس پنشن پر کرتا ہے
جو سرکار انگریزی اُس وسیع ملک کی آمدنی سے اُسکو عطا کرتی ہے۔ جسپر
اُسکے آبا و اجداد حکمران تھے۔ اب تک ایک نواب نظام ہے جسکی دار الحکومت
ایک انگریزی لشکر سے لرزہ کرتی ہے۔ اور جسپر انگریزی رزیڈنٹ
صلاح کے نام سے حکم صادر کرتا رہتا ہے جسکی اطاعت و تعمیل سے گردن
موڑنا اُسکے امکان سے باہر ہے۔ اب تک ایک مغل بادشاہ کے نام سے
موسوم ہے جسکو دربار کرنے و عرائض سماعت کرنے کی ہنوز اجازت ہے
مگر جسکو کمپنی کے ایک ادنے سول سرونٹ (ملازم ملکی) کے مثل بھی نیکی
و بدی کرنے کا اختیار حاصل نہین ہے۔ ×

+ یہ مضمون جنوری [illegible] مین تحریر ہوا لہذا اُسی وقت کے مطابق سب تحریر ہے جب سے ملک
مین [illegible] انقلابات عظیم پیدا ہو گئے ہین۔

کلائیو کا سفر جہاز اس زمانہ کے مطابق بھی نہایت تاخیر کے ساتھ ہوا۔ اسکا جہاز چند روز تک برزل مین لنگر ڈالے رہا۔ یہان اس نوجوان سپاہی نے کچھ زبان پورچگیز سے واقفیت حاصل کرلی۔ اور جو کچھ گرہ مین سرمایہ تھا سب خرچ کرڈالا۔ وہ انگلینڈ سے روانہ ہوتے کے ایک سال بعد ہندوستان پہونچا۔ مدراس مین اُسکی حالت نہایت دردناک تھی۔ گرہ مین ایک پیسہ نہین تنخواہ قلیل قرض ہوگیا۔ رہنے کا مکان نہایت تنگ و غلیظ۔ ہندوستان مین ایک یوروپین کے لیے مکان کی تنگی آفت عظیم ہوتی ہے کمرے خلاصہ و وسیع ہوتے پر گرمی کے دن کٹتے ہین۔ وہ انگلینڈ سے ایک شریف کے نام خطوط سفارشں لایا تھا۔ مگر بدبختی سے اُسکے پہونچنے کے قبل وہ انگلینڈ روانہ ہوگیا۔ اگر وہ موجود ہوتا تو اُسکی مدد کرتا۔ اب یہان اِسکا کوئی یگانہ نہ تھا۔ اس متکبر لڑکے کا تیز مزاج و محجوب و شرمیلی عادت اجنبی لوگون سے ملاقات کرنے مین مانع تھی۔ قبل کسی ایک خاندان مین مانوس ہونے کے اسکو ہندوستان مین رہتے ہوئے کئی ماہ گذر گئے تھے۔ ملک کی گرم آب و ہوا نے اسکی صحت جسمانی و طبیعت پر بداثر پیدا کیا۔ اُسکا کاروبار منصبی اسکی پرجوش و بہادر طبیعت کے موافق نہ تھا۔ وہ اب ہر دم وطن کو یاد کرکے روتا۔ اُسوقت جو خطوط اُسنے وطن روانہ کیے اُنسے اُسکی آزردگی و دلگیری و کم ہمتی آشکارا ہے جیساکہ اُسکے لڑکپن کی شوخی و آیندہ عمر کی پختگی و مضبوطی سے ہرگز امید نہین ہوسکتی تھی۔ وہ ایک خط مین لکھتا ہے "جب سے مین نے وطن چھوڑا ہے

ایک دن بھی خوشی و آرام مین نہین گذرا۔ جب کبھی مجھے عزیز وطن کی یاد آجاتی ہے رویا کرتا ہون۔ اگر مجھے پھر وطن وخصوصاً منچسٹر جو میری کل خواہشون کا مرکز ہے جانا نصیب ہوجاوے۔ تو میری سب آرزوین یکساتھ برآئین۔"

اس دلگیری و مایوسی مین اُسکو ایک عمدہ تسلی میسر آئی۔ حاکم قلعہ کے پاس عمدہ کتب خانہ تھا۔ اُسنے کلایو کو اجازت دیدی کہ وہان سے لاکر جو کتاب دل مین آئے پڑھے۔ یہ نوجوان فرصت مین کتابین پڑھکر دل بہلاتا جس سے اُسکو معقول واقفیت حاصل ہوگئی۔ لڑکپن مین وہ سُست و غافل رہا و جوان ہونے پر مشقت کے کام مین مشغول ہوگیا۔ لہذا جو کچھ اسکو علم ہوا صرف اُنھین ایام کے مطالعہ کتب سے ہوا۔

لیکن نہ آب وہوا نہ مفلسی نہ کتب بینی اس بیچارے جلاوطن کی تند طبیعت کو زیر وپست کرسکی۔ وہ کئی مرتبہ اپنے افسرون سے ایسے طور پیش آیا جسطور اپنے مدرسون سے آیا تھا۔ لہذا کئی بار اُسکو موقوف ہوجانے کا اندیشہ ہوا۔ مگر ان کے مکان مین رہتے ہوئے دو مرتبہ اُسنے خودکشی کرنے کا قصد کیا۔ اور دونون ہی مرتبہ پستول کی گولی جسکو اُسنے اپنے گلے پر چلائی نشانہ سے چوک گئی۔ اس عجیب واقعہ سے اسیطور اسکے دل پر بہت اثر ہوا جسطور وبسٹر کے دل پر ہوا تھا۔ جب اسنے دیکھا کہ مین نے بخوبی پستول بھر کر اپنے اوپر چلائی اور پھر بھی محفوظ رہا۔ تو وہ جوش مین آکر کہنے لگا۔ فی الحقیقت خدا کی مرضی ہے کہ میری ذات سے دنیا مین کوئی کام عظیم ہو اس لیے ہی اُسنے مجھے محفوظ رکھا ہے۔

اُسوقت ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ جو ولا اُسکی زندگی کی کل امیدونکو غارت
کرتا ہوا معلوم ہوا مگر اُس سے ماحصل اُسکے لیے عالی مرتبہ حاصل کرنے کہ ایک
نئی راہ جاری ہو گئی - چند سال سے ملک اسٹریا کی تخت نشینی کے باعث
تمام یورپ مین جنگ جدال ہونے سے پریشانی برپا تھی - جورج سویم
صریا تھا کا معاون و مددگار و خاندان بوربن طرف ثانی سے ملا ہوا تھا -
اگرچہ اس زمانہ مین انگلینڈ کی جہازی فوج زبردست تھی - مگر تاہم
زمانۂ حال کے مثل ایسی نہ تھی کہ دنیا کی تمام ملی ہوئی فوجون سے
سمندر مین مقابلہ کر سکے - چنانچہ اسکو اب فرانس و اسپین کی متحد
جہازی فوج سے زیادہ عرصہ تک جنگ جاری رکھنا نہایت دشوار تھا
شرقی سمندرون مین فرانس نے اختیار جمالیا - لیبورڈ نے گورنر
جزیرہ موراسیس نے جو عالی لیاقت و خوبی کا انسان تھا ہندوستان پر
چڑھائی کی اور باوجود انگریزی جہازون کے مقابلہ کرنے کے فوج
اوتار کر مدراس کا محاصرہ کر کے دونون شہر و قلعہ کو تحت مین کر لیا - خزانہ و گودامون
کی چابیان حملہ آور سردار کے حوالہ ہو گئین اور فرانس کا نشان قلعہ پر چڑھایا
گیا - انگریزی باشندے قید کر لیے گئے اور یہ شرط ہو گئی کہ اگر کچھ جرمانہ دیا جاوے
شہر فرنچ لوگون کے زیر تحت بنا رہے - لیبورڈ نے صرف ایمانداری سے
قلیل جرمانہ وصول کرنے کا وعدہ کیا -
لیبوڈونے کی فتح دیکھکر اسکے ہموطن ڈپلیو حاکم پانڈیچری کو رشک
پیدا ہوا - اسنے عظیم الشان تجاویز کین کہ جنکا اصل مقصد یہ تھا کہ مدراس

آپ انگریزون کو نہ ملے - اسنے اعلان کیا کہ لبوردینی نے اپنے اختیارات خصی
سے تجاوز کیا کل فتح جو فوج سے کے وسیلے سے ہندوستان مین ہوئی
گورنر پانڈیچری سے کے زیر تحت و تجویز ہونی چاہیے - لہذا ہمارا حکم ہے
کہ مدراس بالکل نیست و نابود کر دیا جاوے - لبوردنین کو مجبوراً اسکے حکم کے
تابع ہونا پڑا - عہد شکنی کے علاوہ ڈیلیو کی بدسلوکی سے جو عالی ملازمان کمپنی
کے ساتھ کیے گئے انگریزون کا غصہ فرانسیسیون کے اوپر بے انتہا
بھڑکا - گورنر و کئی عالی درجہ کے انگریز فوج کی حراست مین پانڈیچری
روانہ کیے گئے اور وہان پچاس ہزار تماشبین لوگون کے سامنے بطور قیدیان
جنگ شیخی کے ساتھ نہایت ذلت کی صورت مین سر بازار گھمائے گئے -
اس طور جب فرانسیسیون نے عہد شکنی کی تو باشندگان مدراس نے بھی
اپنے وعدہ کو جو لبوردینی کے ساتھ کیا تھا پورا نہ کیا - کلایو شب کو ایک
مسلمان کا بھیس بنا کر قلعہ سینٹ ڈیوڈ کو بھاگ آیا - یہ ایک اونے آبادی
مدراس کے زیر تحت تھی -

اس حالت مین اسکی تند و تیز طبیعت مقتضی ہوئی کہ تجارتی
اسباب کی گٹھریون کو جانچنے و حساب تیار کرنے کے کام کو ترک کر کے
پیشہ سپاہگری اختیار کرے - اسکو عرضی کرنے پر نشان برداری کا ایک
عہدہ کمپنی کی ملازمت مین ملگیا - چنانچہ ۲۱ سال کے سن سے اسکا جنگی دور شروع
ہوا - ایام ملازمت محرری مین ایک ونگے باز سپاہی سے جو قلعہ سینٹ ڈیوڈ
کے رہنے والون کا ناک مین دم کیے رہتا قصہ تکرار ہونے مین اسکی ذاتی ہمت

و بہادری کا ثبوت سیکڑون بہادر سپاہیون کے درمیان ہوچکا تھا
نئے پیشہ مین اسکے دیگر نیک اوصاف امتیاز و دانائی و دوراندیشی واطاعت افسر
جو اول نمایان نہ ہوسے تھے اب حسب موقع کھلنے لگے۔ فرانسیسی لوگون کے
ساتھ جنگ ہونے پر اسنے کئی کام بڑی شجاعت کے کیے۔ میجر لورنس نے
جو اُسوقت ہندوستان مین سب سے لائق افسر تھا پہچان لیا کہ یہ نوجوان
ہونہار ہے۔

کلایو کو فوج مین نوکر ہوسے چند ماہ ہی گذرے تھے کہ یہ خبر
آئی کہ فرانس وانگلینڈ کے درمیان صلح ہوگئی۔ لہذا ڈویلیو کو مجبوراً مدراس
انگریزون کو بحال کردینا پڑا۔ اس نوجوان نشان بردار کو آزادی ملگئی کہ اپنے
اصل کام پر واپس چلا جاوے۔ اگرچہ وہ چند روز کے لیے پھر محرری کے
کام پر واپس چلا آیا مگر جلد میجر لورنس نے اُسکو دیسیون کے چند ادنے دنگے
وفساد فسخ کرنے کے لیے طلب کرلیا۔ وہان کام کرکے وہ پھر اپنے کام پر واپس
آیا۔ جبکہ وہ اسطور جنگی وتجارتی پیشہ کے درمیان ٹھہرا رہا تھا چند واقعات
پیش آئے جنھون نے تصفیہ کردیا کہ اُسکو پیشہ سپاہگری زیادہ پسند ہے۔ اب
ہندوستان مین ان یوروپین تجارتی گروہون کے کاروبار کی صورت دوسری
نظر آنے لگی۔ اگرچہ انگلینڈ وفرانس کے شاہون کے درمیان صلح قائم
ہوگئی تھی مگر ان دونون ملکون کی تجارتی کمپنیون کے درمیان ایسی جنگ وجدل
شروع ہوئی جس مین فتحیاب کے لیے خاندان تیموریہ کی عظیم الشان میراث
انعام مین ملنے کے لیے موجود تھی۔

وہ سلطنت جو بابر اور اسکے نامور جانشین مغلون نے سولہوین صدی کے
اوائل مین قائم کی دنیا مین مدت تک سب سے وسیع و عالیشان و پُر رونق رہی ۔
یورپ کی کسی سلطنت مین ایک بادشاہ کے زیر تحت اسقدر بیشمار آبادی کسی زمانہ
مین نہین ہوئی ۔ اور نہ اسقدر زر کثیر ایک خزانہ مین بطور آمدنی ملک کبھی جمع ہوا
ہندوستان کے شاہون کی تعمیر شدہ عمارت کی خوبصورتی و عظمت و شوکت
دیکھکر اُن مسافرون تک کو چکا چوندھ ہوتی تھی جنھون نے یورپ مین سینٹ پیٹر
کا بڑا گرجا معائنہ کیا تھا تخت دہلی کے متعلق بے شمار فوجین و شان و حشمت
و آراستگیان دیکھکر وہ لوگ تک حیرت کے عالم مین ہو جاتے تھے جنھون نے ورسائے
کے طمطراق و احتشام دیکھے تھے ۔ مغل شہنشاہون کے بعض نائبون کی شوکت
و حشمت و اختیارات و ملک شہنشاہ جرمنی و بادشاہ فرانس سے برتر ان نائبون
کے ماتحتون تک کے ملک و آمدنی سکسنی کے گرینڈ ڈیوک یا سکینی کے رئیس سے
بدرجہا زیادہ تھی ۔

مگر اسمین ذرا کلام نہین کہ گو یہ عظیم الشان سلطنت سرسری نظر
سے دیکھنے مین نہایت زبردست و پرشان معلوم ہوتی ہے مگر عروج کے عین ایام
مین بھی اسکے نظم و نسق کا طریق زمانہ حال کی کسی ناقص سے ناقص بادشاہت
یورپ کے طریق حکومت سے بدتر تھا ۔ حکام مغلیہ کے سیاست و انتظام ملک مین
مشرقی نظام کی کل خرابیاں اور وہ سب بدیاں جو ایک قوم کے دوسرے پر حکمران ہونے سے
ہوتی ہین موجود تھین ۔ شاہی خاندان کے شہزادون کے تنازعہ و دعویون کے باعث
سنگین جرائم و عام آفات کے طویل سلسلہ دائم بنے رہتے ۔ بادشاہ کے بعض حوصلے

وعزم وبا وقعت آزادہو کیلیے سدا جابستے رہتے۔ ہندوٗن کی بہادر اقوام غیر لوگون کے ظلم حکومت سے تنگ آکر اکثر خراج شاہی دینے سے انکار کرتے اور اپنے پہاڑی قلعون سے شاہی حملہ آور فوجون کو مار کر ہٹادیتے اور وسیع میدان مزروعہ مین آ کر غارتگری پھیلا کر بھاگ جاتے۔ باوجود ایسی بدانتظامی اور ایسے انقلابات کے جس سے کل ملک مین تہلکہ برپا تھا۔ یہ بادشاہت کئی پشت تک ظاہرا صورت مین قوت و اتحاد و رعب داب شاہی سے رکھے رہی۔ مگر اورنگ زیب بادشاہ کے عہد مین یہ سلطنت زوال پذیر ہونی شروع ہوئی اگرچہ وہ نہایت حکمت و قوت سے کل خرابیون کے روکنے مین ہمیشہ ساعی بنا رہتا۔ ۱۷۰۷؁ء مین اسکے انتقال ہوجانے پر سلطنت مغلیہ کی بربادی روز بروز زیادہ ہوتی گئی۔ اندرونی خانہ جنگی کے ساتھ یکایک بیرونی حملہ ہونے شروع ہوگئے جسکا چند ایام مین یہ انجام ہوا کہ کل حکومت بے جان و مثل بودی دیوار کے ہوگئی۔

تھیوڈوسیس شہنشاہ روم کے جانشینون کی تواریخ اورنگ زیب کے جانشینون سے بہت کچھ مشابہ ہے وخاندان کالر لونجیپ کا زوال خاندان مغلیہ کے زوال کے مساوی ہے۔ چارلیمن کو مدفون ہوئے قلیل عرصہ ہی گذرا ہوگا۔ جبکہ اسکی اولاد کی نامردی و کمزوری کے باعث اُس زمانہ کی رعایا پر بربادی ہونے لگی۔ فرنگ لوگون کی وسیع بادشاہت ایک آن کے آن مین ہزارون ٹکڑے ہوگئی۔ اس عظیم الشان خاندان کے نالائق ورثا چارلس گنجہ و چارلس فربہ و چارلس سادہ لوح کے لیے بجز برائے نام

سلطنت کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ تند وحشی حملہ آور جو ایک دوسرے سے قومیت و مذہب مین مختلف تھے دنیا کے دور و دراز گوشہ سے اُن صوبون کو لوٹنے و غارت کرنے کو چڑھ آئے جنکی حکام اب حفاظت نہین کرسکتے تھے۔ شمالی سمندرون کے ڈاکوون نے دریاے ایسٹ سے لیکر پہاڑ پیرنیز تک تمام ملک مین غارتگری پھیلادی۔ اور آخرش کو دریا سین کے زرخیز وادی مین اپنا قیام مستقر کیا۔ ھنگرین لوگ جنکو خوف زدہ یورپ وہ لوگ بیان کرنے لگے جنکے بارے مین پیشین گوئی ہوئی ہے لمبارڈی کے شہرون کی لوٹ و غنیمت پہنوین جنگلون کے درمیان لے گئے۔ سارسین لوگون نے جزیرہ سسلی مین حکومت جمائی اور کمپنیا کے زرخیز میدان کو غارت کردیا اور روم کی دیوارون تک لوٹ مار کرتے چلے گئے۔ ان مصائب کے درمیان ایک بڑی تبدیلی بادشاہت پر ہونی شروع ہوئی۔ جب کوئی بڑا جسم موت سے مرتا ہے تو اُس مین چھوٹی چھوٹی نئی جانین اور پیدا ہوجاتی ہین۔ یہی حال بڑی بڑی سلطنتون کا ہوتا ہے۔ تاریخ یورپ کے اس بنجر و خونناک میدان مین کل موجودہ امیر خاندانون و حقوق تعلقہ داری کی بنا قائم ہوتی ہے۔ انھین ایام مین وہ شاہ پیدا ہوئے جو اگرچہ برائے نام باتحت حاکم تھے۔ مگر دراصل آزاد اختیارات کے ساتھ بلقب ڈیوک و مارکوئیس وکونٹ کی اس بڑی سلطنت پر حکومت کرتے تھے جو ایک زمانہ مین چارلمین کے زیر تحت تھی۔

بعینہ ایسی تبدیلی سلطنت مغلیہ پر اورنگ زیب کی وفات سے

چالیس سال پیشتر تک ہوتی رہے۔ اس درمیان مین پے در پے برائے نام ایسے بادشاہ تخت دہلی پر بیٹھے جو محلون مین پڑے ہوے کاہل و عیاشی مین تمام زندگی گذرانی۔ کسبیون کے مثل نار کیا کرتے و پان چبایا کرتے و نقالون کے تماشے سے دل بہلایا کرتے۔ کئی وحشی و تند حملہ آورون نے مغربی پہاڑی راستون سے اُترکر ہندوستان کی غیر محفوظ دولت کو لوٹا۔ ایک ایرانی فتحیاب دریاے سندھ کو عبور کرکے دہلی کے دروازے تک چلا آیا۔ اور فتح کے نشان اُٹھاتا پھر اُن خزانون کو لیے گیا جسمین وہ تخت طاؤس بھی تھا جسمین گولکنڈہ کے بیش قیمت جواہرات یورپ کے کاریگرون کے ہاتھ سے مرصع ہوئے تھے۔ اور جنکو دیکھکر برنیر صاحب کی آنکھین تلملا گئی تھین۔ اُسمین لاثانی بیش بہا ہیرا کوہ نور بھی تھا جو بہت زمانہ کے انقلابات کے بعد رنجیت سنگھ کی پہونچی مین لگا۔ (اور اب ملکہ معظمہ وکٹوریا کے تاج کی زیبایش ہے) مابعد جو کچھ ایرانیون کے ہاتھ سے غارت ہونے سے بچ رہا تھا۔ اُسکو ایرانی حملہ آورون نے برباد کیا۔ راجپوتانہ کی جنگلی اقوام مسلمانون کی حکومت سے منحرف ہو گئین۔ روزگاری سپاہ کے ایک گروہ نے روہیلکھنڈ پر قبضہ جما لیا۔ سکھ لوگون نے دریاے سندھ تک اپنا نشان نصب کر دیا۔ جاٹون نے جمنا کے کنارے کے کل ملک مین آفت برپا کر دی۔ پہاڑی زمین جو ہندوستان کے مغربی سرحد پر سمندر کے کنارے واقع ہے۔ اس ملک مین ایک ایسی زبردست قوم آباد ہے۔

جو ہمیشہ سے باشندگان ہند کے لیے باعث خوف بنی رہی۔ وہ بھی
اسی سمت یہان حملہ آور ہوے۔ یہ لوگ صرف انگریزون کی قوت وذہن سے
ہمسر ہوئے ہین۔ اور اورنگزیب کے عہد مین یہ کوہستانی اول اپنے پہاڑیون سے
اُترے تھے۔ مگر اُسکی وفات ہونے پر ہندوستان کا ہر گوشہ مرہٹون کے
نام سے لرزنے لگا۔ اکثر زرخیز صوبے بالکل انکے زیر تحت ہو گئے۔ انکا
راج جزیرہ نما مین ایک سمندر کے کنارے سے دوسرے سمندر تک ہو گیا
مرہٹے سردار پونا و گوالیار و گجرات و برار و تنجور مین حکمران ہو گئے
مگر بایں ہمہ جو بادشاہون کے مثل ہونے کے وہ ڈاکہ زنی سے باز نہ آتے۔
انمین تا ہنوز اپنے بزرگون کی خو باقی رہی۔ ہر صوبۂ ہند جو اُنکے دخل مین
نتھا انکی یورش سے غارت ہوتا۔ جہان کہین اُنکے نقارہ کی آواز سنائی دیتی
غریب کسان اپنے دھان کے بورسے کو کندھے سے ٹیک کر و اپنے قلیل
سرمایہ کو کمر مین باندھ کر عیال و اطفال کو ہمراہ لیکر جنگل و پہاڑون مین بھاگ جاتے
جہان درندے انکی جانین نہین لیتے اور ان مرہٹون سے اپنے تئین زیادہ رحیم ہمسایہ ثابت کرتے اگر صوبہ دار سالانہ
جزیہ ادا کرکے اپنی فصل کو محفوظ رکھتے۔ اس کمبخت پتلے کو بھی جو تا ہنوز
برائے نام بادشاہ کہلاتا اس قبیح و معیوب محصول کو ادا کرنا پڑتا تھا۔
تاکہ اُنکے لوٹ مار سے ملک محفوظ رہے۔ مرہٹون کے ایک خونخوار غارتگر
سردار کے لشکر کی آگ دہلی کے محلون سے نظر پڑتی تھی۔ ایک دوسرا
اپنی بیشمار فوج رسالہ کو لیکر بنگال کے وہان کے کھیتون مین اُتر جاتا۔
یورپین کوٹھی وال تک اپنے مال و اسباب محفوظ رکھنے کے لیے متردد ہوتے

قریب سو برس کے گذرا ہوگا کہ کلکتہ مین برار کے سوارون کی یورش سے پناہ دینے کی غرض سے قلعہ بندی کرنا ضرور سمجھا گیا۔ اب تک قلعہ کی خندق مرہٹون کے نام سے کہی جاتی ہے جس سے اس زمانہ کے خطرہ کی یادگار بنی ہوئی ہے۔

جہان کہین مغلون کی بابت اپنا اختیار قائم رکھ سکے خود مختار بادشاہ ہوگئے۔ گو تاہنوز برائے نام خاندان تیموریہ کی ماتحتی تسلیم کیے ہوئے تھے جو گاہے ماہے کچھ نذر بھیجدیتے۔ اور اس سے کوئی خطاب و عظمت پانے کی التجا کرتے۔ در اصل وہ اب ایسے نائب نہ رہے جو بادشاہ کی مرضی کے مطابق موقوف ہوسکین۔ بلکہ آزاد و موروثی حاکم ہوگئے۔ اس طور ان شاہی خاندان کی بنا قائم ہوئی جو بنگال و کرناٹک مین حکمران تھے۔ اور جو تاہنوز+ لکھنؤ و حیدرآباد مین راج کرتے ہین۔ گو ماتحتی جاتی رہی

مگر کیا ممکن ہے کہ زیادہ عرصہ تک یہ بدعملی و ابتری جاری رہتی؟ کیا ممکن تھا کہ صدیون تک خانہ جنگیان بنی رہتین؟ کیا انکا خاتمہ کسی دوسرے بڑے خاندان کے تخت نشین ہونے پر ہوتا؟ کیا مسلمان یا مرہٹے ہندوستان کے بادشاہ ہوتے۔ کیا کوئی پٹھانی کوہستان سے اُتر کر کابل و خراسان کی جنگی اقوام کو دولتمند مگر کمزور ہندوستان کی اقوام پر چڑھا لاتا؟ ان مین کوئی بات غیر ممکن نہ تھی۔ مگر کسی انسان کے خواب و خیال مین بھی نہ آیا ہوگا۔ کہ ایک تجارتی کمپنی جو ہندوستان سے پندرہ ہزار میل کے فاصلے پر واقع تھی اور ملک مین صرف چند انگریز زمین پر تجارت کی غرض سے قبضہ رکھتے تھے

+ جس زمانے مین یہ سوانح عمری تحریر ہوئی لکھنؤ مین نوابی موجود تھی۔

سو برس کے درمیان مین راس کنیا کماری سے لیکر کوہ ہمالیہ تک اپنا تسلط جما لیگی- وہ مرہٹون و مسلمانون کو زیر کر کے تابع کر لیگی- وہان زبردست جنگی اقوام تک کو جوئے اطاعت مین جوت دیگیئن جنھون نے زور آور مغل بادشاہون تک کے سامنے سر نہ جھکایا- اور کروڑہا بنی انسان کو اپنے قانون کے زیر تحت کر کے دریا برھم پتر سے مشرق تک اور سندھ سے مغرب تک فتح کرتی چلی جاویگی وادا کے دروازے پر شرائط صلح لکھا دیگی- اور قندھار کے تخت پر اپنا تحت بادشاہ بٹھا دیگی-

اول ڈپلیو نے گمان کیا تھا کہ مغل بادشاہت کے آثار پر ایک یوروپین بادشاہت کی عمارت کھڑی کر دینا ممکن ہے- اسکے ہی تیز و ذہین دل نے یہ تدبیر باندھی تھی جب کہ انگریزی کمپنی کے عالی ترین ملازمین صرف مال لدوانے و بیچک بنانے مین مصروف تھے اسنے اس کار عظیم پر صرف کمر ہی نہین باندھی بلکہ ان وسائل پر بھی خوب غور کر لیا تھا جن سے یہ کام پورا ہونا ممکن تھا- و خوب سمجھ لیا کہ دیسی نوابون و راجاؤن کی بڑی سی بڑی فوج ان سپاہ کے سامنے جو مغربی طریق کے مطابق قواعددانی و فن صف آرائی مین تربیت دی گئی ہی ہرگز نہین ٹھہر سکتی- اسنے تجربہ سے یہ بھی خوب جان لیا کہ دیسی سپاہ بھی یوروپین سرداروں کے زیر کمان ایسی ہی کارآمد و بہادر ہو سکتی ہین جیسے سیکس و فریڈرک کی سپاہ تھی- وہ بخوبی آگاہ تھا کہ ایک یوروپین خانہ بدوش کو ہندوستان مین حکومت کرنے کے لیے سب سے آسان طریق یہی ہے کہ کسی پر حشمت و ندین پتلے کو جو نواب یا نظام کے نام سے

تعظیم و تکریم کیا جاتا ہو پوشیدہ نچاتا رہے - اور اُسکے منھ کے ذریعہ سے
اپنے حکم نافذ کرتا رہے - جنگ و مصلحت زمانہ کے فن جنکو چند سال بعد نہایت
کامیابی سے انگریزون نے استعمال کیا اول اُس پر حوصلہ و عزم و زیرک و دانا مین
فرانسیسیون سے کام مین لائے گئے -

اسوقت ہندوستان کی ایسی حالت ہو رہی تھی کہ کوئی حملہ و پیشدستی
مشکل سے ایسی ہو سکتی تھی جسکے ساتھ کوئی معقول حیلہ قدیم یا رواج حال کے
روسے نہ ساخت کیا جا سکتا ہو - کل حقوق محض بے قیام ہو رہے تھے -
اور یورپ مین لوگون نے جو دیسیون سے قصہ و تکرار مین شریک ہو گئے
تھے اس ابتری و درہمی و برہمی کو ایشیائی نظم و نسق کے ساتھ یورپین قوانین
و دستورات کو ملا کے اور زیادہ بڑھا دیا - اگر مصلحتاً کسی نواب کو آزاد حاکم
قرار دینے کی حاجت ہوتی تو اُسکے لیے معقول وجہ پیدا کر لیجاتی - واگر اُسکو صرف
دربار دہلی کا نائب سمجھنے مین مطلب برآری ہوتی تو اُسکے لیے بھی کوئی وجہ
نکالنے مین بھی دقت نہوتی صرف کہنے مین وہ اپنا بنا ہی رہے - اگر اُسکے عہدے
کو موروثی تصور کرنے کی ضرورت ہوتی یا صرف وہ ما.پیٹ کے لیے ہی خیال
کیا جاتا - گو کوئی دشواری نہ تھی - ان سب کے لیے دلائل و نظائر پیش کر دیجاتین -
وہ فریق جو وارث خاندان بابر کو ہاتھ مین لیے ہوئے تھا - اُسکو جائز و یقینی
و مسلم بادشاہ قرار دیتا اور دعوی پیش کرتا کہ کل حکام پر اُسکی اطاعت و
فرمانبرداری لازم ہے - مگر فریق ثانی جسکے زیر کرنے کے لیے یہ دعوے
پیش ہوتے - اس امر کے معقول حیلہ پیش کرنے مین نہ چوکتا کہ بادشاہت مغلیہ

نیست ونابود ہوگئی۔ اور یہ کہ اگرچہ وارث خاندان مغلیہ کی تعظیم وتکریم
عالیشان بادشاہون کی اولاد ہونے کی وجہ سے مناسب ہو مگر اسکو
اب ہندوستان کا مالک سمجھنا محض لغو ہے۔

۱۷۴۸ عیسوی مین ہندوستان کے نئے حکام مین سے سب سے
برتر نظام الملک نائب السلطنت دکن انتقال کرگیا۔ اُسکا پسر ناظر جنگ
جانشین ہوا۔ کل صوبون مین جو اُسکے زیر تحت تھے کرناٹک سب سے زیادہ
زرخیز ومالدار ووسیع تھا۔ اُسکا حکمران ایک قدیم نواب تھا جسکو انگریز
ورد ی خان کے نام سے لکھتے ہین۔

لیکن دونون نہایت سلطنت وماتحت نوابی کی گدی کے دیگر دعویدار
بھی تھے۔ میر جعفر جنگ نظام الملک کا پوتا ناظر جنگ سے اور چندہ صاحب
نواب متوفی کا داماد انور دی سے ہمسری کرنے کو آمادہ ہوگئے
ہندوستان کی موجودہ درہم برہم وبے قیام حالت مین دونون
دعویدارون کو اپنا اپنا حق گدی ثابت کرنا محال نہ تھا۔ ایک بے ترتیب
جماعت مین بہت لوٹ ومار کے بھوکے لوگون کو ایک نشان کے پیچھے
جمع کرلینا مشکل نہین ہوتا۔ ان دونون نے اپنی فوجون کو متحد کرکے
کرناٹک پر حملہ کیا اور فرانسیس لوگون سے جنکی شہرت مال مین انگریزون کے
اوپر ساحل کارومنڈل پر فتح پانے سے بڑھ گئی تھی مدد کے خواستگار ہوئے
فطرتی وپر عزم ڈپلیو کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے تھا۔ وہ نواب
سے موقع کو دیکھ ہی رہا تھا۔ اسکو کرناٹک کا نواب ونائب سلطنت دکن بنا تے

اور لنکھے نام سے کے حیلہ سے کل ملک پر خود حکومت کرنے کی امید
نہایت دل پسند اور کشش کرنے والی تھی ۔ وہ فوراً اُن دعویداروں
کے ساتھ ملگیا ۔ اور چار سو فرنچ اور دو ہزار پولیسی سپاہ کو جو
یورپ کی قواعد دانی مین تربیت یافتہ تھی ۔ انکی مدد کے لیے
روانہ کر دی ۔ جنگ ہوئی جسمین فرنچ سپاہ نے نہایت بہادری
دکھلائی ۔ الاورہ خان کو شکست ہوئی اور جنگ مین قتل
ہوا ۔ اُسکا بیٹا محمد علی جو بعدہ انگلینڈ مین نواب ارکٹ
کے نام سے مشہور ہوا ۔ اور جسکا نہایت فصاحت آمیز تقریر مین برک
صاحب نے ذکر کیا ہے ۔ اپنی بچی ہوئی فوج کو لیکر ترچناپولی
کو بھاگ آیا ۔ اب فتحیاب کرناٹک کے صوبہ پر قابض ہو گئی ۔

۔ ڈپلیو کی اقبالمندی کا یہ عمل تھا ۔ چند
ماہ کے جنگ و عہد و پیمان و کارروائی و منصوبہ بازی و سازش
و لیاقت و نیک اثر کے اسکا رعب و اب کل کرناٹک کے
اوپر جم گیا ۔ ناظر جنگ اپنی سپاہ کے ہاتھ سے
قتل ہوا ۔ پھر مظفر جنگ دکیس کا نائب سلطنت کی گدی پر بیٹھا ۔
چنانچہ فرنچ فوج و پولیسی کے چار طرف فتح کامل ہو گئی ۔
پونڈیچری مین نہایت شادمانی و خوشی منائی گئی ۔ قلعہ پر سے
فتح کی سلامی داغی گئی ۔ اور شکرگزاری مین گرجے مین بھجن گانے گئے ۔ تخت نشین

نظام وہان اپنے مددگار دوستون سے ملاقات کرنے آیا۔ اور اسی مقام پر
رسم تخت نشینی نہایت تزک و احتشام کے ساتھہ ادا کی گئی۔ ڈپلیو
اعلے درجہ کے مسلمان امرا کی پوشاک پہنکر نظام کے ساتھہ پالکی پر سوار
ہوکر شہر مین داخل ہوا۔ اور دربار کے سب سے اعلی امیر کی جگہہ پر شاہی سواری
مین نمایان ہوا۔ وہ دریا کرشنا سے لیکر راس کنیا کنواری تک کل ملک
ہند کا حاکم مقرر ہوا۔ ملک کا یہ حصہ فرانس کے برابر تھا۔ اسکو کل وہی
اختیارات عطا ہوئے جو چندا صاحب کو حاصل تھے۔ ساٹھہ ہزار
سوارون کی فوج اسکے زیر تحت کردی گئی۔ اور یہ بھی اعلان کردیا گیا کہ
سوا ے پنڈوچیری کے کرناٹک مین اور کہین ٹکسال نہ رہے۔
اس بڑی دولت کا ایک جزو کثیر جسکو گذشتہ نائبان سلطنت دکن نے جمع کیا
تھا۔ فرنچ گورنر کو ملا۔ کہتے ہین کہ بیس لاکھ نقد روپیہ اور بہت بیش قیمت نقد
جواہرات اسکو نذر ملی۔ المختصر اسکے منفعت کی انتہا نہ رہی۔ اب اسکو بہانین
رعایا پر کامل اختیارات حاصل ہوگئے بجز اسکے سفارش و مداخلت کے کسی کو
کوئی عزت و اعزاز حاصل نہین ہوسکتا تھا۔ کوئی عرضی بلا اسکے دستخط ہوئے
نظام تک نہین پہونچ سکتی تھی۔ میر جعفر جنگ گدی نشین ہونے کے بعد چند
ماہ تک زندہ رہا۔ اسی خاندان کا دوسرا شہزادہ فرانسیس لوگون کے اختیار
سے گدی نشین کیا گیا۔ اور اُسنے بھی اول نظام کے سب عہدون و اعزاز کو بحال
رکھا اب تمام ہند مین ڈپلیو سے برتر کوئی زبردست حاکم نظر نہین آتا تھا۔
اسکے ہموطن از راہ شیخی کہتے کہ ڈپلیو کے محلون تک مین اُسکا نام بلا لرزے

نشین کیا جاتا تھا۔ دیسی لوگ نہایت تعجب و حیرت کرتے کہ ایک یورپین پر کسیکو
کو چند سال کے عرصہ مین اسقدر عظیم الشان اختیارات و ملک و دولت حاصل
ہو گئی مگر اس خود پسند و متکبر فرانسیس کو اسقدر اصلی اختیارات و دولت
حاصل کرنے پر بھی قناعت نہ ہوئی۔ وہ نہایت شیخی کے ساتھ اپنی بزرگی
و شان و حشمت کو اپنے ہمسرون و رعایا پر ظاہر کرنا پسند کرتا۔ اسنے قصد کیا کہ
اس مقام پر جہان ناظر جنگ کو شکست دیکر اسنے فتح عظیم حاصل کی اور
میر جعفر جنگ کو گدی نشین کیا ایک مینار یادگار کے لیے تعمیر کرایا جاوے
جسکی چار طرف چار زبان مین کتبہ کندہ کیا جاوے تا کہ اقوام مشرق مین اسکی فتح کا
اعلان ہوتا رہے۔ فتح کی علامات کے تمغے اس عظیم الشان مینار کی بنیاد مین
رکھے گئے اور اسکے گرد ایک شہر بنام فتح اباد ڈیلیبو ڈپلیو کی فتح کی یادگار
مین آباد کیا گیا۔

انگریزون نے اپنی ہمسر کمپنی کی تیز و پُر اجلال ترقی کو ضبط کرنے کے
لیے کچھ کمزور و غیر مستقل کوشش کی اور محمد علی کو نواب کرناٹک تسلیم کیے
رہے۔ مگر اسکے تحت مین صرف ترچنا پلی ہی باقی تھا۔ اسکو بھی اب چند صاحب
اور اسکے فرنچ مددگارون نے آکر محاصرہ کیا۔ دشمن کو وہان سے اب ہٹانا
غیر ممکن تھا۔ ایک قلیل فوج جو مدراس مین مقیم تھی بلا لائق سردار کے تھی۔
میجر یوہنس انگلینڈ واپس چلا گیا تھا۔ باشندگان ملک اب انگریزون کو
نظر حقارت سے دیکھتے تھے۔ انھون نے بچشم خود دیکھ لیا تھا کہ فرانسیسیون
نے آکر ایک آن کی آن مین مدراس مین اپنا تسلط جما کر انکے خاص افسرون کو

قید کرکے پنڈیچری کی گلی کوچون مین گھمایا تھا۔ انھون نے ہر جگہ ڈپلیو کی فوج وحکمت کو کامیاب ہوتے دیکھا۔ وحکام مدراس نے جو کچھ مخالفت کی وہ صرف انکی کمزوری ونالائقی کی مظہر ہوئی۔ اس سے فرنچ وشمن کے اجلال کو اور زیادہ ترقی ہوئی۔ اس عین نازک وقت پر وعالم مایوسی مین ایک نامعلوم انگریز نوجوان کی قوت وہمت وذہن کی بدولت یکایک کچھ اور کا اور ہی نظر آیا۔

کلایو کی اسوقت ۲۵ سال کی عمر ہوگئی تھی۔ کچھ عرصہ تک جنگی وتجارتی ملازمت کرتے رہے۔ پھر وہ آخرش کو ایک ایسے عہدہ پر مقرر ہوگیا جو دونون صیغہ سے متعلق تھا۔ وہ کپتان کے مرتبہ کے ساتھ فوج کا رسیدرسندہ مقرر ہوا۔ حال کے موقع پر اُسنے اپنی کل قوت کا اظہار کیا۔ اسنے بگرمجوشی اپنے افسرون کے ذہن نشین کیا کہ تاوقتیکہ کوئی پرزور وپرہمت کوشش نکیجائیگی تو چناپولی ہاتھ سے نکل جائیگا واکاٹ رجیے کا خاندان غارت ہوجائیگا۔ اور اور فرنچ کل جزیرہ نما کے اصل مالک بن بیٹھینگے۔ یہ اشد ضرور تھا کہ بشجاعت کوئی زبردست ضرب وشمن پر ماری جاوے اگر ارکٹ دار الخلافت کرناٹک اور مقر سکونت نوابان پر حملہ کیا جاوے تو ضرور ہے کہ ترچناپولی پر سے محاصرہ اُٹھ جاوے۔ افسران مدراس ڈپلیو کی کامیابی سے نہایت خوف زدہ ہوگئے تھے اور انکو کامل اندیشہ ہوگیا تھا کہ اگر اب فرانس اور انگلینڈ کے درمیان جنگ ہوئی تو وشمن فوراً ہماری آبادی پر حملہ آور ہوکر اُسکو نیست ونابود کردیگا۔ چنانچہ ان سبنے کلایو کی تجویز کو پسند کیا۔

اور اُسکو پورا کرنے کا کل انصرام اسکے ہی ذمہ کر دیا۔ اس نوجوان کپتان کے زیر تحت ۳۰۰ گورہ اور ۳۰۰ دیسی سپاہ جو انگریزی وضع کی صف آرائی و تربیت پائے ہوئے تھی کر دی گئی۔ اس قلیل فوج کے آٹھ ماتحت افسرون مین دو تو کسی قدر آزمودہ کار تھے مگر چھ محض ناواقف تھے۔ وہ کلایو کے اسند کمپنی کے محیر و تجارتی ملازم تھے۔ مگر اُنھون نے بھی اب اسکے مثل جنگی ملازمت قبول کر لی تھی۔ موسم نہایت طوفانی تھا۔ مگر کلایو بلا لحاظ بارش و گرمی و آندھی طوفان برابر قدم مارتے ہوئے ارکٹ کے پھاٹکون تک پہونچ گیا۔ فوج قلعہ سے متحیر و خوف زدہ ہوکر فوراً قلعہ خالی کر دیا۔ کلایو بلا ایک گولی سر کیے اُسمین داخل ہوا۔

مگر کلایو بخوبی جانتا تھا کہ جلد مجھے یہان زبردست غنیم کا مقابلہ کرنا پڑیگا وہ مجھے یہان زیادہ عرصہ تک بلا خلل نہ رہنے دیگا۔ لہٰذا اسنے مستعدی قلعہ مین رسد جمع کرنا ور مورچہ بندی مضبوط کرنا و خندق درست کرنا شروع کر دیا تاکہ دشمن کا محاصرہ ہونے پر سب درستی رہے اور باطمینان مقابلہ ہوسکے۔ فوج جو قلعہ سے نکالدی گئی تھی زیادہ مدد لیکر واپس آئی تین ہزار سپاہ شہر کے باہر خیمہ زن ہوئی۔ کلایو نے شب کی خاموشی مین قلعہ سے نکلکر ناگہانی دشمن پر حملہ کیا۔ بہت آدمی کھیت رہے اور باقی درہم برہم ہوکر بھاگ گئے۔ کلایو بلا ایک سپاہی کے نقصان کے قلعہ مین واپس چلا آیا۔

ان واقعات کی خبر فوراً چندا صاحب کو پہونچی جو اپنے فرنچ مددگارون کو ہمراہ لیے ہوئے ترچناپولی کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اسنے فی الفور اپنے لشکر مین سے

چار ہزار سپاہ ارکٹ کو روانہ کی۔ انکے ساتھ وہ بھی سب ملگئی جنکو کلایو نے شب کو حملہ کر کے پراگندہ کر دیا تھا۔ ان مین ولودٹ سے دو ہزار سپاہ اور آکر ملگئی۔ اوسپنڈیچیری سے ۱۵۰ فرنچ سپاہ ڈپلیو نے روانہ کر دی۔ یہ فوج امدادی سب سے بہتر تھی۔ یہ کل فوج جو شمار مین دس ہزار تھی چندا صاحب کے پسر راجہ صاحب کے زیر کمان ارکٹ کو روانہ ہوئی۔

راجہ صاحب فوراً ارکٹ پر محاصرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ یہ قلعہ نہایت بودہ و مسمار تھا بالکل اس لائق نہ تھا کہ اسمین رہکر بکامیابی دشمن سے مقابلہ ہو سکے۔ دیوارین شکست و خندق خشک دیسی مورچے اسقدر تنگ تھے کہ توپین نہین چڑھ سکتی تھین۔ اور نہ قلعہ بندی ایسے درست تھی کہ سپاہیونکی حفاظت ہوسکے۔ فوج قلعہ کا شمار بیماری و زخمون کے باعث اور بھی زیادہ کم کم ہو گیا تھا اسمین ۱۲۰ گورے اور ۲۰۰ دیسی سپاہی کام کرنے کے لائق رہگئے تھے۔ افسر بھی چار باقی رہے تھے۔ رسد بھی کچھ زیادہ نہ رہی تھی اور بھی زیادہ مشکل یہ نظر آتی تھی کہ یہ قلیل فوج ایک ۲۵ سالہ نوجوان کپتان کے زیر کمان تھی جسکو صرف حساب کتاب کرنے کے سوا اور کوئی تعلیم نہ ملی تھی۔

۵۰ روز تک محاصرہ جاری رہا۔ اس اثنا مین اس نوجوان کپتان نے نہایت شجاعت و مضبوطی و مستعدی کے ساتھ مقابلہ کیا کہ گویا وہ کوئی پرانا جنگ آزمودہ یورپین کمانڈر تھا۔ اب سامان رسد کم ہونے لگا۔ ایسی صورت مین اکثر ہوتا ہے کہ سپاہ سرکشی و نافرمانی کرنے پر مستعد ہو جاتی ہے۔ یہ خطرہ اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے جب سپاہ مختلف زبان و طور و طریق و مذہب و قومیت کی

ہوتی ہے۔ مگر اس قلیل گروہ کی اطاعت و فرمان برداری قیصر کی فوج وہم
و نپولین کی قدیم سپاہ سے بھی بڑھ کر تھی۔ کلایو کے پاس سپاہی آئے کچھ
یہ شکایت نکرنے کو کہ سامان خوردنی کم ہے بلکہ یہ عرض کرنے کو کہ کل غلہ یورپین
سپاہ کو دیدیا جاوے۔ جنکو باشندگان ایشیا کی بہ نسبت زیادہ غذا کی
ضرورت ہوتی ہے۔ ہم صرف چاول کا ماڑ کھا کر گذر کرینگے۔ تمام دنیا کی
تواریخ مین ایسی سچی وفاداری و اطاعت کی دوسری تمثیل مشکل سے نکلیگی۔

گورنمنٹ مدراس نے مدد پہونچانے کا قصد کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔
لیکن ایک دوسری سمت سے امداد کی امید پیدا ہو گئی۔ چھ ہزار مرہٹون کا
ایک گروہ جو نصف سپاہ و نصف رہزن تھی مہاراجہ زادہ کے زیر کمان محمد علی کو
مدد دینے کے لیے کچھ معاوضہ پر راضی ہو گیا۔ مگر فرنچ سپاہ کی قوت کو
زبردست اور چندا صاحب کی فتح ہونے کو بلا شبہ سمجھکر وے کرناٹک
کی سرحد پر خاموش پڑے رہے۔ مگر جب انھون نے ارکٹ مین چند
انگریزی سپاہ کی شجاعت و جوانمردی کی شہرت سنی تو غفلت سے بیدار ہوگئے
مہاراجہ زادہ نے یہ خبر سنکر فوراً کہا مجھے ہرگز یقین نہ تھا کہ انگریزی لوگ
جنگ کرنا جانتے ہین۔ مگر چونکہ اب مجھے معلوم ہوا کہ انھون مین اپنی حفاظت
و مدد کرنے کی ہمت ہے۔ لہذا مین بھی اب انکی مدد کرونگا۔ راجہ صاحب کو
دریافت ہوا کہ مرہٹے اب اس سمت کو روانہ ہوئے۔ اس باعث ضرور ہوا
کہ از راہ دوراندیشی کچھ مناسب بندوبست کرلینا چاہیے۔ لہذا صلح
پیمان کرنے کی کوشش کی۔ اسنے کلایو کو ندکثیر برشوت مین دینے کے لیے

کہلا بھیجا مگر اسنے نہایت حقارت کے ساتھ اُسکو نامنظور کیا۔ راجہ صاحب
نے قسم کھائی کہ اگر میری تجاویز تسلیم نہ ہونگی تو مین فی الفور قلعہ پر حملہ کرکے
ہر کس کو جو اُسکے اندر ہے تہ تیغ کر ڈالونگا۔ کلایو نے اپنے معمولی زعم و
تکبر سے جواب مین کہلا بھیجا کہ تمہارا باپ غاصب و وست دراز ہے تمہاری
فوج محض بے ترتیب ہجوم ہے۔ تمھین انگریزی سپاہ سے قبل ایسی بزدلی
دکھینکی کا پیغام بھیجنے کے اول غور کر لینا چاہیے تھا۔
راجہ صاحب نے اب قلعہ پر ضرور حملہ کرنے کا قصد کیا۔
وہ روز جنگی مہم و عزم کے لیے نہایت موزون تھا جو محمدی لوگون کا ایک
دن تھا۔ وہ روز حضرت علیؓ کے پسر جناب امام حسین کی شہادت کا یادگار ہے
کل تاریخ اسلام مین اس سے زیادہ درد انگیز و ترسناک ماجرا واقع نہین ہوا
اس پر غم واقعہ کا اختصار یہ ہے۔ کہ جب سردار فرقہ فاطمہؓ کی وفادار سپاہ
جنگ کرتے کرتے کھیت رہی۔ تب آپ نے اخیر مین ایک گھونٹ پانی
پیا نماز پڑھی ذرا عرصہ مین جام شہادت نوش فرمایا۔ ملعون قاتلون نے
آپ کا سر دھڑ سے اُتار کر ظالم کے روبرو لیگئے۔ جسنے بے جان لبون پر
عصا مارے۔ ان مبارک لبون پر جنکو اکثر ضعیف لوگون نے رسول اللہ کو
چومتے دیکھا تھا۔ اگرچہ اس پر درد و حسرت ناک ماجرے کو گذرے ہوے
بارہ سو سال ہوگئے۔ مگر تاہم جب دینداروں کو اُسکی یاد آتی ہے
نہایت غم و رنج کرتے ہین۔ وہ اس وحشت ناک واقعہ کی یادگار سے
روز اکثر اسقدر جوش غم ظاہر کرتے ہین کہ کہتے ہین کہ بعض کی روح قالب

بخشی جاتی ہے۔ انکا عقیدہ ہے کہ جو شخص اس روز کافرون سے جنگ
کرتا ہوا شہید ہوتا ہے۔ اُسکی تمام زندگی کے گناہ بخشے جاتے ہین۔
اور بہشت ہین حورین نصیب ہوتی ہین ۔ چنانچہ اُس مبارک دنکا موقع پاکر
راجہ صاحب نے ارکٹ پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ مذہبی جوش و خروش
کو اضافہ کرنے کی غرض سے اشیاء منشی کا استعمال کیا گیا۔+ چنانچہ
سپاہ محاصرہ پر غضب ہو قلعہ پر حملہ کرنے کو آگے بڑھی۔

کلائیو کو اس تجویز کی خبر پوشیدہ پہونچ گئی تھی۔ لہذا اُسنے اپنا
سب سامان درست کر لیا تھا شب بھر سب درستی کرتا رہا صبح ہونے کے
قریب جب ماندہ ہو کر ذرہ لیٹا تھا کہ یکایک حملہ کا شور و غل شروع ہوا
وہ فوراً بیدار ہو کر اپنی جگہ پر موجود ہوا۔ دشمن زبردست ہاتھیون کو
جنکی پیشانی آہنی توؤن سے مسلح تھی آگے کیے ہوئے قلعہ کی طرف بڑھا۔
یہ پوری امید کی گئی تھی کہ یہ زندہ دیو ٹکرون سے دروازہ کو چور چور کر دینگے
مگر جبکہ ان عظیم الشان جانورون پر انگریزی سپاہ کی گولیون کی باڑھ کی
بوچھار ہوئی۔ وے وحشت ناک ہو کر اُسی انبوہ کو پامال کرتے ہوئے
پیچھے بھاگے جو اُنکو آگے کی طرف بڑھائے چلے آتے تھے۔ خندق کے
اُس حصہ مین جہان پانی تھا ایک بیڑا ناچھوڑ گیا۔ کلائیو نے دیکھا کہ وہان
ہمارے گولہ انداز اپنے کام کو بخوبی نہین سمجھتے۔ خود انتظام اپنے ہاتھ مین

+ مصنف کا یہ بیان محض لغو ہے۔ دیندار محمدی منشی اشیاء کو حرام سمجھتے ہین اُسنے اپنے
ہمقوم لوگون کے اجلال و شہرت بہادری کو زیادہ کرنے کی غرض سے ایسا لکھا ہے۔ مترجم۔

سے لیا۔ اور توپین چلا کر ایک آن مین کل بیڑے کو صاف کر ڈالا جسطرح
خندق خشک تھی اسطرت دشمن کی سپاہ نہایت دلیری سے قلعہ کی دیوارون
پر چڑھی۔ مگر اسقدر تیزی و درستی و نشانہ کے ساتھ انپر گولہ سر کیے گئے
کہ بڑے بڑے بہادرون کی ہمت پست ہوگئی پیچھے کی صف آگے کی
صف کو برابر گولیان بھر کر بندوقین دیتی جاتی تھین جو غنیم کی فوج مین
ہیبت ناک غارت گری پھیلاتی تھی۔ یہ زور شور کے سلے سار کر دشمن
کھائی سے پیچھے ہٹ گیا۔

یہ کشمکش ایک گھنٹہ رہی۔ حملہ آور فوج مین سے چار سو آدمی کام آئے
قلعہ کی فوج مین سے صرف پانچ و چھ آدمی کھیت رہے۔ وے شب بھر
نہایت فکر مین رہے کہ مبادا دشمن دوبارہ حملہ کرے۔ مگر جب صبح ہوئی تو
تمام میدان خالی نظر آیا۔ ایک بھی دشمن کا سپاہی کہین نہ رہا۔ وہ بہت
سامان جنگ اور کئی توپین چھوڑ کر کے بھاگ گئے۔

جب قلعہ سینٹ جوتام مین اس فتح عظیم کی خبر پہونچی تو نہایت خوشی
منائی گئی۔ کلایو ایک نہایت لائق سردار سمجھا گیا۔ اور سب کو یقین ہوگیا
کہ وہ نہایت اہم کام کو انجام دے سکیگا۔ فوراً دو سو گورے و سات سو
تلنگے اسکی مدد کے لیے روانہ کیے گیے۔ ان سب کو لیکر آپ اسنے دشمن پر
چڑھنے کا عزم کیا۔ اسنے قلعہ تمری کو فتح کر کے مرادی راو کی فوج کو اپنے
ساتھ کر لیا۔ اور ہتھیری کو کوچ کیا تاکہ راجہ صاحب پر جو پانچہزار دیسی اور
تین سو فرانسیسی سپاہ ساتھ لیے ہوے تھا حملہ کر کے شکست دے۔ کلایو نے

پیچھا کر کے فی الفور جنگ شروع کر دی۔ دونون طرف سے خوب بہادری ظاہر ہوئی۔ مگر آخرش کو کلایو کو کامل فتح حاصل ہوئی راجہ صاحب کا کل سامان جنگ فتحیاب کے ہاتھ لگا۔ دشمن کی فوج کی چھ سو سپاہ کلایو کے پناہ مین چلی آئی اور کمپنی کی ملازمت مین رکھ لی گئی۔ کنجوشہ ہم بلاجنگ کے ہاتھ مین آگیا حاکم اُسکا نے چندہ صاحب کو ترک کر کے محمد علی کو نواب کرناٹک تسلیم کیا۔

اگر کل انصرام جنگ کلایو کے حوالہ رہتا تو اغلب تھا کہ سب معاملہ بہت جلد طے ہو جاتا۔ مگر سوائے وہان کے جہان وہ خود موجود ہوتا۔ اور سب جگہ انگریزی افسرون کی بزدلی و ناقابلیت کے باعث جو انکے ہر کام مین نمایان ہوتی۔ جنگ زیادہ عرصہ تک بڑھتی گئی۔ مرہٹے باہم کانا پوسی کرتے کہ کلایو سپاہی اُن انگریزون سے بالکل مختلف معلوم ہوتا ہے۔ جو اور اور جگہ دکھائی پڑتے ہین۔ انکی کاہلی و سستی کا انجام یہ ہوا کہ قلیل عرصہ کے بعد راجہ صاحب ایک فوج کثیر کو لیکر جسمین چار سو فرانسیسی سپاہ بھی تھی قلعہ سینٹ جارج کے نیچے تک چلا آیا اور انگریزون کے باغ و بنگلے غارت کر ڈالے مگر کلایو نے پھر اسکا مقابلہ کر کے شکست دی۔ اس جنگ مین ایک سو فرانسیسی سپاہی قید کر لیے گئے یا قتل ہوئے۔ یہ نقصان ایکہزار دیسی سپاہ کے بہ نسبت زیادہ خیال کیا گیا۔

ظفریاب فوج جنگ میدان سے قلعہ سنٹ ڈیوڈ کی طرف روانہ ہوئے راہ مین ڈپیلیو فتح آباد بستی و ستون فتح طلاجسکو اپنی فتح کی یادگار قائم رکھنے کے لیے

ڈپلیو نے تعمیر کرایا تھا - کلایو نے حکم دے دیا کہ وہ مینار و آبادی دونون نیست
و نابود کر دیجاویں - ہم یقین کرتے ہین کہ اُسنے اس غارتگری کے کام کو ذاتی
یا قومی نفرت سے نہین کیا بلکہ اپنی مصلحت وقت کے لحاظ سے کیا - اس آبادی
و مینار کا تمائی سے نام و کتبہ ایک حکمت و فطرت تھی جسکے ذریعہ سے ڈپلیو
نے عام ہندوستانیون کے دلون پر اپنا اور اپنی قوم کا رعب و داب
جمایا تھا - کلایو نے مناسب سمجھا کہ مین بھی عام پر روشن کر دون کہ ہماری
قوم فرانسیسیون سے کسی امر مین کمتر نہین ہے - اور نہ وہ اس سے ذرا خوف
کھاتی ہے - دیسیون کو خود غرض لوگون نے یقین کرا دیا تھا - کہ یورپ مین
فرانسیسی سب سے زیادہ طاقتور و زبردست ملک ہے قوم انگریز اُسکی
ہمسری کا دعوی نہین کر سکتی - اس دھوکہ و فریب کو دور کرنے کے لیے
فرانسیسون کی فتح کی یادگار غارت کر ڈالنے کی بہ نسبت دوسری کوئی بہتر
تدبیر نہین ہوسکتی تھی -

ان واقعات سے پر ہمت ہو کر گورنمنٹ مدراس نے فوج قلعہ
ترچناپولی کے امداد کے لیے ایک مضبوط فوج کو کلایو کے زیر کمان روانہ
کرنے کا عزم کیا - مگر اسوقت میجر لورینس انگلینڈ سے واپس آیا اور کل فوج
انگلشیہ کے اول کمان پر مقرر ہوا - ہرگز امید نہ تھی کہ کلایو جسنے مدرسہ و
دفتر کوٹھی مین اسقدر شوخی و سرکشی ظاہر کی تھی ایسی عظیم الشان کار معرکہ کرنے
کے بعد بخوشی ماتحتی مین کام کرنے پر راضی ہو جائیگا - لیکن لورینس شروع مین
اسکے ساتھ نہایت شفقت و عنایت کے ساتھ پیش آتا تھا - کلایو کے بڑے

یہ کہنا حق بجانب نہے کہ باوجود شوخ و متکبر ہونے کے وہ ہرگز احسان فرموش نہ تھا۔ اسنے نہایت خندہ روئی سے اپنے قدیم مہربان دوست کی ماتحتی مین کام کرنا تسلیم کرلیا۔ اور ایسی گرمجوشی سے ماتحتی مین کام کیا۔ جیسے اول کیا تھا۔ لودلنس اسکی وکا بخوبی قدرشناس تھا۔ اگرچہ خود کوئی بڑا زبردست عاقل نہ تھا۔ تاہم مردم شناس تھا۔ اگرچہ اسنے فوج جنگ وصف آرائی کی باضابطہ تعلیم پائی اور ہمیشہ جنگ کو مدت الایام کرتا اور دیگر دست اندازون کو بنفرت دیکھتا تھا تاہم وہ کلایو کو عام قاعدہ سے مستثنی سمجھتا تھا۔ اُسنے ایک مرتبہ تحریر کیا "بعض لوگ کپتان کلایو کو خوش قسمت واقبال مند سمجھتے ہین۔ مگر مین اس شریف کو بخوبی جانتا ہون کہ جو کچھ واقع ہوا ہے اسکی عالی لیاقت کی بدولت ہوا ہے۔ وہ زبردست ہمت و پوری مستعدی و تند مزاج کا انسان ہی۔ خطرہ عظیم پیش آنے پر بھی نہین گھبراتا۔ وہ پیدایش سے ہی سپاہی ہے۔ بلاکسی قسم کی تربیت جنگی و تجربہ کے اسنے اپنی عالی سمجھ و امتیاز سے ایک کامل تجربہ کار افسر و بہادر سپاہی کے مثل فوج کی رہنمائی کی اور ایسی دور اندیشی ظاہر کی کہ جسکی بدولت کامل کامیابی حاصل ہوئی"۔

فرانسیسیون مین کوئی ایسا سپہ سالار نہ تھا جو ان دونون دوستون کے مقابلہ کرنے لائق ہوتا۔ اگرچہ ڈپلیو کسی یوروپین سے کاروبار فطرت مین کمتر نہ تھا۔ مگر میدان جنگ مین فوج کی رہنمائی کرنے کے

بخوبی لائق نہ تھا۔ اسکو سپاہی ہونے کی تربیت حاصل نہ تھی۔ اور نہ اسکو
سپاہی ہونے کی رغبت تھی۔ اِسکے دشمنون نے اُسکو بزدل کہا۔ وہ گولی
کی پہونچ سے باہر رہتا۔ کیونکہ اسکا قول تھا کہ خاموشی و آمن میری ذہنیات
سے مناسبت رکھتی ہین۔ توپ و گولون کے شوروغل کے درمیان
مین غور نہین کرسکتا۔ لہذا اُسکو اپنی جنگی تجویزون کو انجام دینے کا کام
دوسرون کے سپرد کرنا پڑتا تھا۔ اُسکو اکثر نہایت گلہ گزاری رہتی۔ کہ میری
مرضی مطابق کارروائی نہین ہوتی۔ تاہم اُسکو ایک نہایت لائق افسر
بنام بوسی سے مدد ملی۔ مگر وہ نظام کے ہمراہ جانب شمال روانہ ہوگیا تھا
اور اس بادشاہ کے دربار مین اپنے ذاتی و ملک کے فائدے کی فکر مین
تھا۔ ان افسرون مین جو ڈپلیو کے ساتھ رہ گئے تھے ایک بھی لائق
نہ تھا۔ اکثر اُن مین نادان نوآموز کم سن لڑکے تھے جنکی ناواقفیت وبیوقوفی
پر عام سپاہی قہقہہ اُڑایا کرتے تھے۔

اب انگریزون کی چارطرف فتح ہونی شروع ہوئی۔ ترچناپولی کے
محاصران خود گھیر لئے گئے۔ اور مجبوراً قول وقرار کرکے دشمن کے حوالہ
ہوئے۔ چندا صاحب مرہٹون کے ہاتھ پڑ گیا۔ اور غالباً محمد علی کے
ورغلانے سے قتل کر ڈالا گیا۔ تاہم ڈپلیو کی ہمت پست نہین ہوئی تھی
وہ بڑا منصوبہ باز تھا یورپ سے اسکے مالکان نے امداد روانہ کرنے
سے انکار کردیا۔ انھون نے اسکی پولیسی وتدابیر کو ناقص وبیہودہ
قرار دیا و مدد دینے سے قطعی گریز کیا۔ فوج بھی جو روانہ کی وہ بھی

ایسے لوگون کی بھرتی تھی جسکو جاڑون وکوچون کا فضلہ کہا جاوے تو بجا ہے۔ تاہم ڈپلیو نے ہمت نہ ہاری۔ اسنے رشوتین دین و سازشین کین اور اپنی ذاتی دولت کو صرف کیا۔ دہلی سے سندین حاصل کین اور چارطرف گورنمنٹ مدراس کے دشمن پیدا کردیے۔ جہانتک کہ خود کمپنی کے مددگار دوستون کو اپنی طرف ملالیا۔ مگر یہ سب عبث تھا۔ انگریزون کی قوت و اختیار رفتہ رفتہ روز بروز ترقی اور فرانسیسون کا تنزلی کرتا گیا۔

ہندوستان مین کلایو ہمیشہ مریض بنا رہتا۔ اب اسوقت اسکی صحت مین اسقدر خلل تھا کہ اسنے انگلینڈ واپس جانے کا قصد کیا۔ مگر قبل روانہ ہونے کے اسنے ایک نہایت اہم کار کو انجام دینے کا بیڑا اٹھایا۔ اور معمولی قوت و مستعدی سے ساتھ اسکو ختم کیا۔ قلعہ کولونگ و چنگلپٹ فرنچ فوج کے قبضہ مین سے تھے یہ مشورہ ہوا کہ انسے یہ چھین لیے جاوین۔ مگر اس مقصد کے لیے فوج موجودہ نہایت ابتر و خراب تھی بجز کلایو کے اور دوسرے کی جرات نہ تھی کہ اسکو لیکر ایسے دشوار کام کو انجام دینے کا قصد کرتا۔ اسمین نئی بھرتی کے ۵۰۰ دیسی سپاہ اور ۲۰۰ ایسے گورے تھے جنکو کمپنی نے لنڈن کی گلیون سے جمع کرکے ابھی ہندوستان کو روانہ کیا تھا۔ کلایو کو اسوقت نہایت ناتوان و بیمار تھا۔ تاہم اسنے اس بے ترتیب انبوہ سے ایک عمدہ تربیت یافتہ فوج بنانے کا ارادہ کیا۔ وہ اسکو ہمراہ لیکر قلعہ کولونگ روانہ ہوا۔ قلعہ کے ایک گولے سے ان عجیب سپاہیون مین سے ایک مارا گیا تو فوراً سب منہ پھیر کر بھاگنے لگے۔ نہایت دشواری و دقت سے کلایو نے

انکو جمع کیا اور روکا۔ ایک دوسرے موقع پر گولہ کی آواز سے سنتری ایسا
خائف ہوگیا کہ اُن مین سے ایک کونے مین چھپا ہوا ملا۔ کلایو نے
رفتہ رفتہ انکو خطرہ کا عادی بنا دیا۔ اور ہر وقت آپ خطرناک مقامات مین
حاضر رہکر انکو شرم دلا دلا کر ہمت ور بنایا۔ آخرش کو اُن بودے ویے جنگ
سپاہیون سے اسنے ایک درست فوج بنا لی۔ قلعہ کولوتنگ فتح ہوا۔
کلایو کو خبر لگی کہ چنگلپٹ سے ایک بڑی فوج ایک قلعہ کو واپس لینے کے
لیے آتی ہے۔ اسنے ایسی تدبیر کی کہ دشمن کو ظاہر نہ ہونے پاوے کہ قلعہ
فتح ہوگیا اور اُنکے آنے مین تاخیر ہوئی۔ چنانچہ وہ اُنکی راہ مین اپنی سپاہ کو
لیکر ایک مقام پر پوشیدہ ہو کر گھات مین بیٹھا۔ جونھین کہ دشمن کی فوج
قریب پہونچی اسنے ایک باڑھ مین سو سپاہ کو گرا دیا۔ تین سو گرفتار کر لیا
اور بھاگنے والون کا تعقب چنگلپٹ کے پھاٹک تک کرتا چلا آیا۔ وہی انھون
اس قلعہ کا جو ہندوستان مین نہایت مضبوط مشہور ہے محاصرہ کر لیا۔
اور گولون سے ایک مقام پر دیوار مین شگاف کر ڈالا۔ اور قریب تھا کہ
ہلّہ بولکر اُسپر چڑھ جاوے۔ جبکہ فرنچ سردار نے ہتھیار رکھ دیے اور اپنے
سپاہیون کو ہمراہ لیکر و جان کی امان پاکر چلا گیا۔

کلایو ظفریاب ہو کر مدراس واپس آیا۔ مگر اُسوقت اُسکی صحت جسمانی
مین اسقدر زیادہ خلل تھا کہ ممکن نہ تھا کہ وہ اب ہندوستان مین زیادہ عرصہ
ٹھہر سکے۔ اسنے اب اس عالی ریاضی دان کی ہمشیرہ بنام میکیلاین
سے جو شاہی نجومی کے عہدہ پر ممتاز تھا شادی کر لی تھی۔ وہ حسین

وصاحب کمال تھی۔ اسکے خاوند کے خطوط سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکو اسکے ساتھ کمال محبت تھی۔

شادی ہوتے ہی کلائیو دلھن کو لیکر انگلینڈ روانہ ہوا۔ دس سال قبل جب وہ ہندوستان مین روٹی کمانے آیا تھا۔ تب سے وہ اب بالکل دوسرا انسان ہوگیا تھا۔ اسکی اب صرف ۲۷ سال کی عمر تھی تاہم اسکا ملک اسکو اول درجہ کا سپاہی سمجھکر عزت وتعظیم کرتا تھا۔ کل یورپ مین صلح تھی۔ تمام دنیا مین صرف کرناٹک ہی تھا جہان انگریز اور فرانسیسی ایک دوسرے سے جنگ وجدال مین مشغول تھے۔ ڈپلیو کی عظیم الشان تدابیر وحکمات کے باعث لندن مین نہایت تشویش وتردد پھیل گیا تھا۔ لیکن اب جبکہ کلائیو کے لاثانی ہمت کی بدولت یکایک سب برعکس ہوگیا۔ اور ہرچہار طرف انگریزون کی فتح ہوئی تو نہایت شادمانی ہوئی۔ نوجوان کپتان کلائیو صاحبان ڈایرکٹر کی ضیافت مین جنرل کلائیو سے فخر کے ساتھ پکارا گیا۔ اور اسکی تندرستی نہایت اعلان خوشی کے ساتھ سنائی گئی۔ انگلینڈ واپس آنے پر ہر جگہ اسکی قدر ومنزلت وتعریف ہوئی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے نہایت گرمجوشی سے اسکی عالی خدمت کا شکریہ ادا کیا۔ اور ایک خنجر ہیرون سے مرصع بخشا۔ اسنے نہایت نازک خیالی سے شکرگزاری کی۔ اس نذر کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ تاوقتیکہ ایسی ہی خاطرداری اُسکے دوست وکمانڈر لارنس کی بھی کیجاوے۔

یہ آسانی خیال کیا جاسکتا ہے کہ کلائیو کے خاندان والون نے

نہایت شفقت و مہربانی سے اسکا استقبال کیا۔ انکو اسکی فتوحات کا حال
سُنکر نہایت مسرت حاصل ہوئی۔ مگر انکے قیاس مین ہرگز ہرگز نہین آتا تھا کہ
کس صورت سے اس شریر و کاہل لڑکے نے ایسے کار عظیم انجام دیے ہونگے
اسکے والد کو اسکا بالکل یقین نہین ہوتا تھا۔ جب ارکٹ کے محافظت و مقابلہ
کی خبر انگلینڈ پہونچی تو یہ ضعیف نہایت خوش ہوکر کہنے لگا کہ میرے لڑکے
مین کچھ لیاقت ہے۔ جب ایک فتح عظیم کے بعد دوسری کی خبر پہونچی۔
تو وہ اپنے پسر کی بہت تعریف و فخر کرنے لگا۔

کلایو کے رشتہ دارون کو اسکی واپسی پر خوش ہونے کی مناسب
وجہ تھی۔ انعام مین بہت بڑی رقمین اُسکو عطا ہوئی تھین۔ چنانچہ وہ
ایک معقول رقم وطن کو لایا جسمین سے ایک حصہ کو اُسنے اپنے والد کے
قرض کو ادا کرنے و موروثی جائداد کو فک رہن کرنے مین لگایا۔ اور
باقی کو دو سال کے درمیان صرف کر دیا۔ وہ نہایت شان و حشمت
کے ساتھ رہتا و نہایت بھڑکیلی پوشاک پہنتا۔ و گھوڑا سواری کا کھتا۔
ان طریق فضول خرچی پر قناعت نہ کرکے اسنے پارلیمنٹ کی ممبری کے
لیے منتخب ہونے کے لیے امیدواری کی جسمین کچھ بچا تھا۔ وہ بھی لگا
لگ گیا۔ مگر تاہم اُسکو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

اسطور پارلیمنٹ مین داخل ہونے سے مایوس اور مصارف سے
تنگ ہوکر اسنے پھر ہندوستان کی طرف نگاہ کی۔ کمپنی اور گورنمنٹ
دونون کی نہایت آرزو تھی کہ وہ انکی ملازمت کو قبول کرے ـــــ

کرناٹک مین ایک عہد پیمان مناسب حال انگلینڈ تحریر ہوا ڈپلیو
کی جگہ دوسرا شخص مقرر ہو کر آیا- چنانچہ وہ خستہ حال و آزردہ ہو کر
یورپ واپس آیا- جہان مذمت و لعن و طعن و حیلہ سازی سے جلد اسکا
کام تمام کیا وہ نہایت متردد و رنجیدہ خاطر رہنے کے باعث چند روز
تک مریض رہکر فوت ہوا- اب اکثر علامات نمایان نہین کہ جلد انگلینڈ
و فرانس کے درمیان جنگ ہوئے بغیر نہ رہیگی- لہذا یہ ضرور تھا کہ
ہندوستان مین کوئی لائق کمانڈر روانہ کیا جاوے ڈائرکٹران
کمپنی نے کلایو کو گورنر قلعہ سینٹ ڈیوڈ مقرر کیا- اور بادشاہ نے
اسکو انگریزی فوج مین لفٹننٹ کرنل کا عہدہ بخشا- لہذا وہ ۱۷۵۵ع
مین دوبارہ ہندوستان کو روانہ ہوا-

اول ہندوستان مین جہاز سے اترتے ہی اسکو قلعہ گریہ کو فتح
کرنے کا کام سپرد ہوا- یہ مضبوط قلعہ سمندر کے ایک چٹانی راس پر
تین طرف پانی گھرا ہوا بنا ہوا ایک سمندری ڈاکو تیام انگریا کا مسکن تھا
جسکے جہاز خلیج عرب مین آمدرفت کرنے والون کے لیے آفت عظیم
برپا کرنے والے تھے سپہ سالار واٹسن نے جو مشرقی سمندر مین انگریزی
جہازی فوج کا سردار تھا- اسکے جہازون کو جلا دیا- جبکہ کلایو نے براہ خشکی
اسکے قلعہ کو جا کر گھیر لیا- وہ جگہ آخر ش کو فتح ہوئی- اور ایک کروڑ پچاس
لاکھ روپیہ نقد فتحیابون کے ہاتھ لگا-

اس کار عظیم کو طے کرنے کے بعد کلایو قلعہ فورٹ ڈیوڈ کو روانہ ہوا

اسکو وہان کا کام کرتے صرف تین ماہ گذرے تھے کہ ایک ایسے واقعہ کی
خبر آئی کہ جسمین اُسکی ہمت و بہادری کمال کی کل قوت کا اظہار ہوا۔

ان کل صوبون مین جو خاندان تیموریہ کے زیر تحت تھے بنگال سب
سے زیادہ مالدار و زرخیز تھا۔ ہندوستان کے کسی دیگر حصہ مین کاشتکاری
و تجارت کے لیے ایسے عمدہ موقع نہین ہین جیسے اسمین ہین۔ دریا گنگ جو
یہان سینکڑون دھارہ ہوکر رواں ہے ایک ایسا زرخیز میدان بنائے ہوئی ہے
جو آب و ہوا گرم ہونے کے باعث اسقدر شاداب و سرسبز نبار رہتا ہے
جیسا انگلینڈ مین ماہ اپریل کے درمیان گلزار بہار رہتی ہے۔ دھان
کثرت سے ہوتا ہے ایسا دنیا کے کسی ملک مین نہین ہوتا۔ یہان شکر و
مصالحہ و نباتی روغن نہایت افزونی کے ساتھ پیدا ہوتے ہین۔ دریا و شیرین
خورش انسان کے لیے بے انتہا مچھلیان ملتی ہین۔ سمندر کے کنارے
بنجر و ویران جزائر جہان لنبی گھاسون کے درمیان شیر و چیتے و ہرنون کے
جُھنڈ چرتے ہین آباد میدان کے باشندون کے لیے کثرت سے نمک مہیا
کرتے ہین۔ وہ عالیشان دریا جو میدان کو زرخیزی بخشتا ہے مشرقی تجارت
کی شاہراہ بھی ہے اسکے اور اُسکے خراج گذار دریاؤن کے کنارے پر ملک
کے سب سے زیادہ دولتمند بازار و پر رونق و عظیم الشان دار الخلافت
اور پاک زیارت گاہین واقع ہین۔ وہ انسان کے ظلم و ستم سے ہر زمانہ
مین غارت ہوتا آیا ہے۔ مگر قدرت کی فیاضی سے ہمیشہ مالامال رہتا ہے
باوجودیکہ کہ مسلمان ظالم بادشاہ اسپر حکمران رہے۔ اور مرہٹے رہزنون نے

وقتاً فوقتاً اُسکو لوٹا اور برباد کیا لیکن ممالک مشرق مین نہایت زرخیز و دولتمند
صوبہ ممالغ ہند مشہور تھا۔ وہ نہایت کثرت سے آباد ہے۔ دور دراز
کے صوبہ کے باشندون کے شکم اُسکی پیداوار غلہ سے بھرجاتے۔ اور
لنڈن و پیرس کی نازک بدن امیرزادیان یہان کے بُنے ہوئے کپڑونکا
لباس پہننے مین فخر کرتی ہین۔ قوم جس سے یہ صوبہ آباد ہے پرعیش
و خوشگوار آب و ہوا کی تاثیر و شغل امن کے عادی ہونے کے باعث
دیگر اقوام ایشیائی کے ساتھ وہی نسبت رکھتی ہین جو ایشیا سے یورپ
کے مستعد و قوت ور باشندون کے ساتھ رکھتے ہین۔ کانسٹیبل
لوگون مین صوبہ ولنشیا کے بارے مین ضرب المثل ہے کہ وہان زمین
پانی اور مرد عورت ہین۔ بعینہ یہی حال گنگا کے اُس بڑے میدان کا ہے
جو کام بنگالی کرتا ہے سستی و کاہلی سے کرتا ہے اسکو زیادہ تر وہی شغل
پسند آتے ہین جسمین بہت محنت نہو۔ اور بیٹھا رہنا پڑے وہ جسمین
مشقت و کوشش ہے دور بھاگتا ہے۔ اگرچہ قصہ و تکرار مین نہایت
چرب زبان اور جنگ حیلہ سازی مین نہایت ضدی و حجتی ہوتا ہے۔ مگر
ذاتی مارپیٹ و جھگڑے مین کبھی شامل نہین ہوتا۔ آج تک کسی نے نہین
سُنا کہ بنگالی سپاہی ہوتا ہے۔ ہمین یقین نہین ہے کہ کل کمپنی کی فوج
مین ایک سو بنگالی ہونگے۔ تمام دنیا مین دوسری قوم بنی انسان شاید
ایسی نہوگی جو اپنی عادت و خلقت سے دوسرے قوم کی تابعداری کے
لیے لائق ہو۔

اکثر یورپ کی تجارتی کمپنیون کی کوٹھیان بنگال مین مدت سے قائم تھین فرانسیسونکا سمندر کے کنارے چندر نگر سے جہان وے اب تک مین اپنی کوٹھی قائم کئے ہوے تھے۔ آگے بڑھکر دریا کے کنارے چنسورہ مین ڈچ لوگ قبضہ کیے ہوے تھے سمندر کے نزدیک انگریزون نے قلعہ ولیم تعمیر کرالیا تھا۔ اسکے گرد ایک گرجا اور بہت گودام مال بنگلے تھے وسیع وخوبصورت مکانات دریا کے کنارے ایسٹ انڈیا کمپنی کے امیر گماشتون نے تعمیر کرالیے تھے۔

قرب مین ایک بڑا شہر رفتہ رفتہ آباد ہونے لگا۔ جہان اکثر امیر ہند و تجار نے اپنی بود و باش قائم کر لی۔ مگر اسوقت اسمقام پر جہان چورنگی کے محل کھڑے ہین چند پھوس کے چھپرون کی جھونپڑیان تھین۔ جہان اب شام کو سیرون کی بیشمار بگھیان دوڑ تی رہتی ہین وہان پر جنگل تھا جسمین درندے اور جانور پر خطر رہتے تھے اس زمین کی مالگزاری مثل دیگر زمیندارون کے انگریز نواب کے خزانہ مین ادا کرتے تھے۔ انکو اپنی زمینداری کے اندر دیگر دیہی تعلقدارون کے مانند کسی قدر اختیارات حاصل تھے۔

یہ عظیم الشان صوبہ بنگال معہ بہار و اوڑیسہ کے مدت سے ایک نائب السلطنت کے زیر تحت تھا جسکو انگریز اکثر علی وردیخان کے نام سے کہتے اور جو مثل دیگر نائبان مغل بادشاہ کے خود مختار ہو گیا تھا۔ وہ ۱۷۵۶ع مین انتقال کر گیا۔ اسکی گدی پر اسکا پوتا سراج الدولہ بیٹھا۔ یہ صرف بیس سال کا نوعمر لڑکا تھا۔ مشرقی خود مختار حاکم کل بنی انسان مین بدتر ہوتے ہین۔

اور یہ کمبخت لڑکا ان سب سے زیادہ بدتر تھا۔ اسکی سمجھ و عقل نہایت بودی و
ناقص مزاج چڑچڑا و ترش تھا۔ اسکی تعلیم ایسی ہوئی تھی کہ جس سے زبردست
عقل ہو تو بھی ماری پڑتی اور فیاض دل ہوتا تو بھی برعکس ہو جاتا۔ وہ نہایت
بے سمجھ تھا کیونکہ کبھی کسی کی جرأت نہین ہوئی کہ اس سے سمجھ کی بات کرے۔
اور دلیل کر کے راہ راست پر چلائے۔ وہ نہایت خود غرض تھا کیونکہ کبھی
اُسکو دوسرون کی نیک مزاجی پر منحصر ہونے کا موقع نہ ملا۔ شروع عمر کی لہو باشی
و بدفعلی نے اسکے دماغ و جسم کو خستہ و ابتر کر دیا تھا۔ وہ بے انداز نشئی اشیا کا
استعمال کرتا جس سے اسکا دماغ اور بھی زیادہ پراگندہ رہتا وہ ہر وقت مثل
دیوانہ کے بنا رہتا۔ اُسکے منتخب ہمنشین رذیل و کم ظرف و کمینہ خوشامدی
لوگ تھے جنہین بجز مسخرہ پن جھوٹی خوشامد کرنے اور دوسری صفت
نہ تھی۔ کہتے ہین کہ وہ رذالت و ابتری کے اخیر درجہ تک پہونچ گیا۔ جبکہ
اُسکو بے رحمی و درد دہی و سفلگی دل بہلاؤ ہو گیا۔ نیکی کی کوئی نیک جزا
و جرم کی کوئی سزا نہ رہی۔ شروع مین حیوانون و پرندون کی ایذا رسانی و
اذیت کا اُسکو شوق تھا۔ جب بڑا ہوا تو ہمجنسونکا درد و ایذا اُسکا دل بہلاؤ ہو گیا۔
بچپن سے سراج الدولہ کو انگریزون سے نفرت تھی۔ یہ اسکا ایک وہم
تھا۔ کسی کی جرأت نہ تھی کہ اُسکو سمجھا کر خام خیالی کو دور کرتا۔ اسنے دل مین
مبالغہ آمیز خیال کر لیے انکے لوٹنے سے زر کثیر ہاتھ آویگا۔ اسکا کمزور و
نااُتق دل یہ نہ سمجھ سکا کہ کلکتہ کی دولت اگرچہ اسکے خیال کرنے کی بہ نسبت
زیادہ بھی ہوتی تاہم اس نقصان عظیم کا پورا معاوضہ نہین ادا کر سکتی۔ جو تجارت

جو دہان ہوتی رہتی تھی بند ہو جانے سے اسکے خزانہ کو ہوتا۔ قصہ و تکرار کے
لیے جلد ایک حیلہ تلاش کر لیا گیا۔ انگریز لوگ فرانس سے جنگ شروع ہونے
کے اندیشہ سے بلا نواب کی خاص اجازت حاصل کیے قلعہ کلکتہ کی درستی کرنے لگے
ایک مالدار دیسی نے جسکو وہ لوٹنا چاہتا تھا کلکتہ مین آکر پناہ لی اور نواب کے
حوالہ نہین کیا گیا۔ چنانچہ ان وجوہات کی بنا پر سراج الدولہ ایک بڑی فوج
لیکر قلعہ ولیم پر چڑھ آیا۔

مدراس مین کمپنی کے ملازمان کو ڈیلیو کی دست درازیون نے
مجبوراً مدبر اور سپاہی بنا دیا تھا۔ مگر کلکتہ مین رہنے والے انگریز ہنوز سوداگر ہی
بنے ہوئے تھے۔ وہ اس خطرہ کو دیکھکر خوف زدہ و پریشان ہو گئے۔ گورنر
جسنے کہ سراج الدولہ کی بے رحمیون کا حال سُن رکھا تھا حد سے زیادہ گھبرا گیا
اور فوراً ایک کشتی مین کود کر قریب کے جہاز مین پناہ گیر ہوا۔ جنگی افسر نے
بھی دیکھا۔ کہ اس عمدہ مثال کی پیروی سے بہتر دوسری تدبیر نہین ہو سکتی۔ وہ
حضرت بھی اپنی جان بچا کر بھاگے۔ ذرا کمزور مقابلہ کرنے کے بعد قلعہ نواب کے
حوالہ کر دیا گیا۔ جسقدر انگریز موجود تھے سب قید کر لیے گئے۔ نواب کوٹھی
کے دالان مین بشان و حشمت گدی لگا کر بیٹھا۔ اور حکم دیا کہ ان قیدیون
مین جو سب سے عالی مرتبہ کا ہو حضور مین پیش کیا جاوے چنانچہ ھولول
حاضر کیا گیا۔ نواب نے انگریزون کی گستاخی و نہایت قلیل خزانہ ہاتھ لگنے کی شکایت
کی۔ مگر اُن سب کی جان بخشدینے کا وعدہ کیا۔ اور آرام کرنے کو چلا گیا۔
اب وہ جرم عظیم سرزد ہوا جو اشد شقاوت و بے رحمی و ہیبتناک

مکافات وپاداش کے باعث جو بیہودہ ہوا زمانہ مین مشہور و قابل یادہے
انگریز قیدی سپاہ گارڈ کے رحم پر چھوڑ دئیے گئے۔ انھون نے قصد کیا
کہ جیلخانہ مین جو خوفناک نام بلیک ہول (سیاہ کوٹھری) سے
کہا جاتا تھا انکو شب کو رکھین۔ یہ زندان ایسی گرم آب و ہوا مین
صرف ایک یوروپین مجرم کے لیے تنگ و پر مصیبت تھا۔ وہ صرف
۱۴۴ مربع فٹ تھا۔ اور ہوا گھسنے کے لیے سوراخ نہایت چھوٹے تھے
یہ بے انتہا گرمی کا موسم تھا۔ بنگال کی شدت کی گرمی انگلینڈ
کے باشندگان کو بلند دالانون اور شبانہ روز پنکھون کے چلنے سے
بدشواری برداشت ہوتی تھی۔ کل قیدیون کا شمار ۱۴۶ تھا۔ جب انکو
کوٹھری مین داخل ہونے کے لیے حکم دیا گیا۔ تو انھون نے خیال
کیا کہ سپاہی ٹھٹھہ کرتے ہین۔ چونکہ نواب نے جان بخشی کا وعدہ
کر دیا تھا لہذا وے خوش تھے۔ ایسے تنگ مکان مین رکھے جانے
کے خیال کی بیہودگی پر ہنسے۔ مگر انکو جلد معلوم ہو گیا کہ یہ ہماری غلطی
ہے۔ وے سنگدل درحقیقت اسی نہایت تنگ زندان مین حبس کرنیکا
ارادہ کیے ہوے ہین۔ انھون نے منت و سماجت جبر وکد
وگلہ گزاری کی۔ مگر ان قصایون کا دل ذرا نہ پسیجا۔ انھون نے
دھمکایا کہ جو ذرا بھی عذر کروگے تو فوراً تہ تیغ کرڈالے جاوگے۔
المختصر بدبخت قیدی برہنہ شمشیرون سے خوف دلاکر کال کوٹھری مین
بھر دیئے گئے۔ اور دروازہ بند کرکے قفل جڑ دیا گیا۔

تواریخ یا قصہ مین کوئی حال ایسا وحشت انگیز نہین ہے کہ
جیسا کہ اس قاتل شب کے بچے ہوون نے بیان کیا ہے - یہ ہیبت ناک
ماجرا اس سے بھی حد درنج مین برتر ہے جو برف کے درمیان اوگولینو
کو پیش آیا تھا - قیدی رحم کے لیے چلائے و روئے - انھون نے
دروازہ توڑ ڈالنے کے لیے کوشش کی ہولول نے جھکے ہواس ایسی
خوفناک مصیبت و خطرہ مین بھی خطا نہین ہوئے تھے - داروغہ جیل کو
بہت کچھ رشوت دینے کے لیے کہا - مگر یہی جواب ملا کہ بلا نواب کے
حکم کے دروازہ نہین کھل سکتا وہ سوتا ہے کسی کی جرأت نہین ہے
کہ انھکو جگا دے - بیچارے قیدی مایوسی سے دیوانہ ہو گئے - ایک نے
دوسرے کو پامال کیا - کھڑکی پاس ذرا ہو لینے کے لیے قیدی ایک ایک
قطرہ پانی کے لیے ترسے - وہ نہایت دردانگیز طور پر رحم کے لیے اپنے
قاتلون سے خواستگار ہوئے - منت کی کہ براہ نکی کی ہم پر گولیان
چلا کر اس مصیبت کا خاتمہ کر دو - محافظان قیدخانہ کھڑکی و کٹہرون کے
پاس مشعل روشن کرکے لائے - اور بدبخت قیدیون کی مجنونانہ کشاکش
و جانکندنی پر خوب کھلکھلا کر ہنسے - آخرش کو شور و غل و جھپٹ پٹاہٹ
کی جگہ دھیمی سسکیان و دردناک دم بیتے کی آواز سنائی دینے لگی
صبح ہوئی نواب بیدار ہوا اور دروازہ کھولنے کا حکم دیا - بمشکل سپاہیون
نے لاشون کو ایکطرف پھینکر جو شدت گرمی کے باعث سڑنی شروع ہو گئی
تھین زندون کو باہر گھسیٹ کر نکالا - ۲۳ - ایسے جن مین تاہنوز دم باقی تھا

قفتابخانہ سے باہر لائے گئے۔ انکی صورتین ایسی ہیبت ناک ہوگئی تھین
کہ خود انکی مائین یا جوروئین نہ پہچان سکین۔ کہ وے دراصل انکی اولاد مین
ایک گڑھا فوراً کھدوایا گیا۔ اور کل لاشین جو شمار مین ۱۲۳ تھین اسمین
ایک کے اوپر ایک ڈالکر دفن کر دی گئین۔

اگرچہ یہ وحشت ناک واقعہ آج سو برس کے بعد بھی بلا سخت افسوس
و رنج کے نہین کہا جاتا ہے۔ مگر اس وحشی و بیدرد نواب کے دل مین اسکے
سبب سے ذرا ترس و افسوس نہ ہوا۔ اسنے قاتلون کو کوئی سزا نہین دی
اور نہ زندہ بچے ہوئے قیدیون پر کوئی رحم ظاہر کیا۔ انہین سے چند
جنسے کچھ روپیہ وصول ہونے کی امید نہ تھی فی الحقیقت رخصت کر دیے
گئے۔ مگر وہ جنسے زر ملنے کی توقع تھی نہایت ملعون و کریہ بے دردی کے
ساتھ سلوک کیے گئے۔ ہولول جو خود چلنے لائق نہ رہگیا تھا گھسیٹ کر
ظالم کے سامنے لایا گیا۔ جسنے اُسپر لعنت ملامت کی اور دھمکایا۔ اور چند
دیگر انگریزون کے ساتھ جنپر شبہ کیا گیا تھا کہ وہ خزانہ کمپنی کو جانتے ہین یا
اور ظاہر نہین کرتے بیڑیان پنہاکر دار الخلافت کو روانہ کر دیا گیا۔ یہ سب
اگرچہ تاہنوز اس قاتل شب کے درد و مصیبت مین مبتلا تھے تاہم ان پر
ذرا رحم نہین ہوا۔ انکو صرف چبینا و پانی دیا جاتا اور ٹوٹے چھپرون مین
رکھے جاتے تھے۔ آخرش کو نواب کی عورتون نے اُن مصیبت زدون پر
رحم کر کے بمشکل کہہ سنکر رہا کرایا۔ ایک انگریز کی عورت اس ذریعے سے بچگئی
تھی کہ وہ مرشد آباد مین نواب کی حرم سرا مین رکھ لیگئی۔

اس اثنا مین سراج الدولہ نے دہلی کو اپتے براے تمام بادشاہ کو
خطوط روانہ کیے جنمین نہایت شد و مد سے اپنی فتح کا ذکر کیا۔
اسنے قلعہ ولیم مین ایک فوج مقیم کردی۔ اور انگریزون کو قرب وجوار مین بودوباش
کرنے سے ممانعت کردی۔ اور حکم دیا کہ ہمارے کار عظیم و فتح کے یادگار
مین کلکتہ اب علی نگر کہا جاوے۔

ماہ اگست مین کلکتہ کے ہاتھ سے نکلجانے واس مصیبت عظیم کی خبر پہونچی
جسکو سنکر ہر کس و ناکس کو نہایت صدمہ و رنج و غصہ ہوا۔ کل کی یہی راے
قرار پائی کہ فی الفور ان بیے قصورون کے قتل کا انتقام لیا جاوے۔
اس وحشت ناک خبر کے پہونچنے کے ۴۸ گھنٹے کے درمیان دریاھگلی پر
کلایو کے زیر کمان فوج روانہ کرنے کا قصد ہوگیا۔ جہازی فوج اڈمرل
واٹسن کے زیر کمان کی گئی۔ ۹۰۰ گورے پیادہ و ۵ رسالہ اور ۱۵۰۰ دیسی
سپاہی ایک ایسے بادشاہ سے انتقام لینے کے لیے روانہ ہوسے۔
جسکی رعایا لوئیس پنجم یا شہنشاہ سہراسہر سے زیادہ ہے۔ ماہ اکتوبر مین
جہاز روانہ ہوسے۔ مگر چونکہ ہوا مقابل ہمت کے تھی لہذا ۲۰ ماہ دسمبر مین
بنگال پہونچے۔

نواب بلا اندیشہ اپنے تئین مرشدآباد مین محفوظ سمجھے ہوسے اوباشی
مین پڑا ہوا تھا۔ وہ یہانتک غیرملکون کے حالات سے ناواقف تھا۔ کہ اکثر
کہا کرتا کہ کل یورپ مین دس ہزار مرد بھی نہ ہونگے۔ اسکے کبھی خواب خیال
مین بھی یہ ممکن نہین معلوم ہوا تھا کہ انگریز میرے ملک پر کبھی لشکرکشی کرنیکو

جرأت کر سکینگے۔ لیکن اگرچہ اُسکو انکی جنگی قوت کا کچھ خوف نہ تھا مگر تاہم
انکی عدم موجودگی مین اسکو اپنا نقصان ہونا معلوم ہوا۔ آمدنی پرمٹ بہت کم
ہوگئی۔ وزرا نے اب اُسکو سمجھا لیا کہ بعض اوقات حاکم کو تجار ان کی تجارت کو
محفوظ رکھنے مین بہ نسبت اسکے کہ دفینہ خزانہ ظاہر کرنے کے لیے اذیت
دینے کے زیادہ فائدہ ہوتا ہے اُسکی اب مرضی تھی کہ کمپنی پھر اُسکے ملک
مین تجارت کرے۔ مگر اسکو بعد کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک انگریزی فوج دریا
ھگلی مین آئی ہوئی ہے۔ اسنے فی الفور حکم دیا کہ کل فوج مرشدآباد مین
جمع ہوکر کلکتہ روانہ ہو۔

کلایو نے معمولی مستعدی و قوت کے ساتھ کارروائی کرنا شروع
کردی۔ اُسنے ولیم پر قبضہ کرلیا۔ قلعہ ولیم سے نواب کی فوج کو بھگا کر
کلکتہ پر دخل جما لیا اور ھگلی کو لوٹ لیا۔ نواب کو جسکی اول سے بھی انگریزون
کے ساتھ رعایت کرنے کی نیت تھی انکی ہمت و قوت کا یہ ثبوت پاکر اور بھی
زیادہ منظور ہوا کہ انکے ساتھ صلح رہے۔ چنانچہ اسنے حملہ آور فوج کے کمانڈر کو
پیغام کہلا بھیجا کہ ہم تمہاری سب کوٹھیون کو بحال کردینگے۔ اور جو کچھ نقصان
ہوا ہے اسکا معاوضہ دینے کو راضی ہین۔

کلایو کا پیشہ جنگ تھا۔ اسنے کچھ عذر کر کے سراج الدولہ سے تصفیہ
کرنے مین نہایت ذلت و بدنامی ہے۔ مگر اسکے اختیارات محدود تھے۔ کل امور
کاروبار کا اختیار ایک کمیٹی کو تھا جسمین خصوصاً وہی ملازمان کمپنی شامل تھے جو
کلکتہ سے مال بچا کر بھاگ گئے تھے۔ یہ لوگ نہایت آرزومند تھے کہ ہم اپنے

نقصانات کا معاوضہ پاکر اپنے اپنے عہدہ پر بحال ہوکر سابق دستور کام کرنے
لگین۔ گورنمنٹ مدراس کو خبر معلوم ہوئی کہ یورپ مین جنگ شروع ہوگئی ہے۔
لہذا اسکو نہایت اندیشہ تھا کہ مبادا اس موقع پر فرانسیس لوگ مدراس پر
حملہ آور ہون اس باعث پے در پے حکم آئے کہ بنگال کا معاملہ حتی الوسع بہت
جلد طے کرکے فوج کو واپس روانہ کرو۔ علاوہ برین نواب کے وعدے
نہایت فیاضانہ وحسب دلخواہ تھے اسکی فوج عظیم کے ساتھ جنگ کرنے
مین فتح کا حاصل ہونا انسان کے نظر نہین آتا تھا۔ کلایو عہد و پیمان کرلینے پر
راضی ہوگیا مگر اسنے اپنا نہایت افسوس ظاہر کیا کہ کل معاملہ اسطور ایسی عمدگی
واجلال وخوبی کے ساتھ انجام نہوگا جیسی اول مین سنے امید کی تھی۔
اس کارروائی کے ساتھ کلایو کی زندگی کا دوسرا پہلو نمایان ہوا۔ اتبک
وہ سپاہی تھا اور نہایت لیاقت و قوت ومستعدی کے ساتھ دیگر افسران کی
تجاویز کو انجام دیتا تھا۔ مگر اب وہ مدبر ملک ہوا۔ اور اسکی جنگی کارروائیان
اسکی ملکی بندشون و تدبیرون کے زیر تحت ہوئین۔ اسمین ذرا کلام نہین کہ
اس حیثیت مین جو کام اسنے کیے نہایت عالی لیاقت وکامیابی کے ساتھ انجام
دیے۔ مگر اسمین بھی ذرا شبہ نہین کہ اسوقت جو کارروائی اسنے کی وہ ہمیشہ کے
لیے اسکے نیک چلن مین داغ ہوے۔
اس بارے مین ہمین سرجان ملکم کے ساتھ اتفاق نہین ہے جو بجز
عزت وراستی کے کلایو کے چلن مین دوسری بات نہین دیکھتا اور
نہ ہم مل صاحب کا یہ قول واجب اور درست سمجھتے مین کہ کلایو

اس قسم کا انسان تھا کہ جب وغا و فریب کا کام کھلتا ہوا معلوم ہوتا تھا تو بلا دریغ
و افسوس اسکے کرڈالنے مین تامل نہین کرتا تھا - وہ خلقتاً دغاباز و عیار نہ تھا
بلکہ نہایت درجہ بیباور و سچا تھا - وہ ایک سال اپنے خانگی و سرکاری کاروبار مین
راست باز رہا - لیکن برعکس اسکے کل تنازعہ و قضیہ جس مین اُسکو شریک ہوناپڑا
مدرسہ مین پڑھنے کے زمانہ سے لیکر پارلیمنٹ اور دفتر ہند مین نشست کرنے
تک اگر اسمین کوئی عیب تھا تو یہی تھا کہ وہ بہت زیادہ فیاض دل و سچا تھا -
صرف اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسنے مشرقی نظم و نسق کو ایک ایسا کھیل
سمجھا جسمین کوئی حکمت عملی عیب نہین سمجھی جاتی تھی - وہ جانتا تھا کہ ویسی
لوگون کے قواعد اخلاقی باشندگان انگلینڈ سے محض مختلف ہین -
وہ یہ بھی جانتا تھا کہ مجھے ایسے لوگون سے سروکار پڑا ہے جو خیال عزت سے
بالکل غیر مانوس ہین - وہ بلا تامل ایک وعدہ کردیتے ہین اور بلا شرم
اُسکو شکست کرڈالتے ہین - اُنکو اپنی غرض پورا کرنے کے لیے رشوت
دینے و جھوٹی قسم کھانے و حیل بتانے مین ذرا پس و پیش نہین ہوتا - کلایو
کے خطوط سے آشکارا ہے کہ یورپ مین وہ ویسی لوگون کے اخلاق کا فرق
اسکے ذہن نشین تھا - ہماری دانست مین اسکا یہ تصور کرلینا محض
غلط تھا کہ اگر ہم ایسی پابندیون سے مقید رہتے جن سے ہمارے مخالفین
آزاد ہین - اور اگر ہم اپنا سراسر نقصان کرکے اپنے لوگون کے ساتھ
اپنے قول و قرار پورا کرتے جو خود ہمارے ساتھ اپنے اپنے قول و قرار
پورا نہین کرتے - جبتک اسکا فائدہ نہو تو ہم اُنپر کبھی حاوی نہ ہوسکتے

چنانچہ یہ شخص جو اپنے دیگر کاروبار مین ایک شریف و عزت دار انگریز
سپاہی کے مثل برتاو کرتا رہتا تھا۔ اب ہندوستانی فطرتی دغابازہ
لوگون کے ساتھ ملکر جھوٹ و فریب و جعل کے کام کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

نواب و انگریزون کے درمیان معاملہ کرنے کے لیے دو شخص
متعین تھے ایک کمپنی کا ملازم واٹ صاحب اور دوسرا ایک بنگالی
بنام امی چند۔ یہ بنگالی کلکتہ کے دیسی سوداگرون مین سب سے
زیادہ تونگر و مالدار تھا۔ اور نواب کے وہان یورش کرنے پر اسکا
سب سے زیادہ نقصان ہوا تھا۔ وہ اپنے تجارتی کاروبار مین انگریزون
سے بخوبی واقف ہو گیا تھا۔ لہذا نواب اور انکے درمیان معاملہ
طے کرنے کے لیے وہ بخوبی لائق تھا۔ اسکا رعب داب اپنی قوم کے
لوگون مین بہت زیادہ تھا۔ وہ صاحب غور و ہمت و مستعد و ثابت قدم
مگر کینہ خصلت و دغاباز و از حد طامع تھا۔

نواب نہایت تلون طبع و کجرو و بے ایمان تھا۔ اُسکا برتاو بعض
ایک ایسے بیہودہ و چھچھورے لڑکے کے مانند تھا جسکا دل و دماغ
خود پسندی و اوباشی سے کمزور پڑ گیا ہو۔ وہ کبھی وعدہ کرتا کبھی
پس و پیش کرتا کبھی بالکل انکار کر جاتا۔ کبھی لیت و لعل کرتا۔ ایک مرتبہ
وہ نہایت دھمکی کے ساتھ کلکتہ تک فوج کو لے آیا۔ مگر جب کہ اسنے دیکھا
کہ انگریز مستعدی مقابلہ کرنے کو تیار ہین تو خوف کھا کر پیچھے ہٹ گیا۔
اور انگریزون سے انکی سب شرط منظور کر کے صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

عہدنامہ تحریر ہوتے ہی اسنے انگریزون کے خلاف دیگر شرارتین کرنا شروع کردین۔ اسنے چند دنکو مین فرانس حکام کے ساتھ انگریزون کے برخلاف بندشین باندھنا شروع کیا۔ بشی کو دکھن سے ھگلی مین طلب کیا کہ بنگال پہونچکر انگریزون کو نکال دے۔ یہ سب واٹسن اور کلایو پر بخوبی آشکارا ہوگیا۔ دونون خشکی و تری کی افواج انگریزی نے ابھی حکمتین کین کہ چہار طرف کامل فتح ہوتی گئی۔ قلعہ و فوج قلعہ و جنگی سامان انگریزون کے ہاتھ مین آگیا۔ قریب پانچ سو یوروپین سپاہ انکی قید مین آگئی۔

نواب کو انگریزون سے قلبی حقارت و نفرت و خوف اُسوقت تھا جبکہ وہ انکے ہمسر فرنچ لوگون سے اسکا مقابلہ کرانے لائق تھا۔ مگر اب فرنچ پست ہوگئے۔ لہذا اُسکو اُنسے اور بھی زیادہ خوف و حقارت ہوگی۔ اسکا کمزور و ناتربیت یافتہ دل تکبر و سبے امتیازی و خوشامد و کینہ پن کے درمیان ٹھہراتا تھا۔ ایکروز اسنے ایک رقم کثیر بطور معاوضہ نقصان کے ایک حصہ کے کلکتہ روانہ کردیا دوسرے روز اسنے بسی سردار فرنچ کو چند جواہرات بطور نذرانہ بھیجکر التجا کی کہ فوراً بنگال مین آکر کلایو سے جو جنگ مین نہایت خونخوار ہے اسکی حفاظت کرو۔ خدا اس ملعون کو غارت کرے"۔ ایکمرتبہ اسنے اپنی فوجون کو انگریزون پر چڑھ جانے کا حکم دیا۔ مگر پھر اپنا حکم منسوخ کردیا۔ اسنے کلایو کے خطوط چاک کرکے پھینک دیے۔ و جواب نہایت خوشامدانہ رنگین عبارت مین لکھا۔ واٹسن کو اپنے سامنے سے نکالدیا

اور سولی دینے کی دھمکی دی۔ پھر اُسکو طلب کرکے اس ذلت کی معافی چاہی۔ اُسوقت اسکی کمبخت بدنظمی وابتری وبیوقوفی واوباشی وکمینگی لوگون کی صحبت سے رعایا مین ہر درجہ کے لوگ سپاہی وسوداگر وملازم سرکاری ومتکبر وذی حشمت مسلمان وبزدل ومطیع وچاپلوس وزرپرست بنگالی سب نواب سے متنفر رہتے تھے۔

نواب کے برخلاف ایک سازش کی گئی۔ جسمین سرامے درلبھہ وزیرخزانہ ومیرجعفر سپہ سالار فوج وجگت سیٹھ ہندوستان کا سب سے تونگر ومالدار مہاجن شریک ہوئے۔ یہ سب راز انگریزون کے کارندونپر جو مرشدآباد مین موجود تھے ظاہر کردیاگیا۔ چنانچہ انکے ذریعہ سے کمیٹی کلکتہ وشرکاومعاہدان کے درمیان معاملہ شروع ہوا۔ کمیٹی مین اس معاملہ پر نہایت پس وپیش وتشویش ہوئی۔ مگر کلایو کا اتفاق معاہدان کے ساتھ تھا۔ اُسکی قوت ومضبوطی دیکھکر سب نے رضامندی ظاہر کردی۔ لہذا یہ تصفیہ قرار پایا کہ کلایو۔ سراج الدولہ کو اوتار کر میرجعفر کو تخت نشین کرانے مین امداد کرے بعوض اُسکے میرجعفر نے کمپنی واسکے ملازمان کو خاطرخواہ معاوضہ نقصان اور افواج خشکی وتری وشرکاے کمیٹی کو معقول انعام عطا کرنے کا وعدہ کیا۔ سراج الدولہ کے مکروبدیون سخت ظلم وستم جو انگریزون پر کیے گئے وتجارت کو اُسکے رہنے سے آیندہ ضررعظیم پہونچنے کے اندیشہ کے لحاظ سے اسکو تخت سے اُتارنے کا تصفیہ مناسب تھا۔ مگر اس دغا وفریب کی

کوئی معقول وجہ نہین ہوسکتی جو کلایو نے کمینہ پن سے کیا۔ اسنے سراج الدولہ کو نہایت شفقت آمیز الفاظ مین خط لکھا جس سے وہ کمروز نالائق حاکم اپنے تئین کامل محفوظ سمجھ کر مطمئن ہوگیا۔ وہ قاصد جو نواب کے نام یہ تسلی بخش خط لیکر چلا واٹس کے نام ایک دوسرا خط بھی لیچلا جسکا مضمون یہ تھا "میر جعفر سے کہدو کہ ذرہ خوف نہ کھائے۔ مین ایسی پانچہزار زبردست و آزمودہ بہادر سپاہ لیکر اسکی مدد کے لیے آتا ہون جنھون نے کبھی پیٹھ نہین دکھائی۔ اسکو بخوبی مطمئن کردو کہ مین رات و دن چلکر اسکی مدد کو پہونچتا ہون۔ اور جب تک میرے پاس ایک بھی آدمی بچیگا اسکی مدد سے دریغ نہ کرونگا"

یہ غیر ممکن تھا کہ ایک سازش جسمین اسقدر شخص شامل ہون زیادہ عرصہ تک پوشیدہ رہ سکے نواب کے کانون تک اسقدر پہونچ گیا کہ اسکو بخوبی شبہ پیدا ہوگیا۔ مگر وہ مین امینچند کی سکستون و بات کی بناوٹ سے جو وہ نہایت مستعدی سے کہدیتا تو اسکا شک دور ہوگیا۔ سب بندشین پوری ہوگئین۔ اور ظاہرا خرخشہ و اندیشہ نہین رہا۔

مگر اب کلایو کو معلوم ہوا کہ۔ امینچند دغا کیا چاہتا ہے۔ اس فطرتی بنگالی سے وعدہ کیا گیا تھا کہ تمھین نقصان جو کلکتہ مین ہوا تھا۔ معاوضہ دیا جاویگا۔ مگر اسنے یہ سمجھکر کہ ہم نے اس بارے مین بہت کارگزاری کی ہے ہمے زیادہ کچھ ملنا چاہیے

اسکو اسقدر وعدہ کی ہوئی رقم کے پانے کی امید پر قناعت نہ ہوئی۔
کل بندش کی چابی اسکے ہاتھ مین ہے۔ سراج الدولہ کے کان مین اسکے صرف
ایک لفظ پھونک دینے سے کل بنا ہوا کھیل ایک لحہ مین بگڑ سکتا تھا۔ میر جعفر
و واٹسن اور کل دیگر شرکا سازش کی زندگی صرف اسکے رحم پر منحصر تھی۔ لہذا
اسنے قصد کیا کہ اس موقع پر سب کو دبا کر خاطرخواہ اپنے لیے شرائط منظور
کرا لون۔ اسنے کہا کہ مجھے تیس لاکھ روپیہ ملنے کا وعدہ ہو ورنہ مین ابھی سب
راز کھولے دیتا ہون۔ کمیٹی اس دغابازی پر نہایت غضبناک ہوئی۔ اور
خطرۂ عظیم سے جو اسطور راز کھل جانے پر نازل ہونے کا اندیشہ تھا نہایت
خائف ہوئی۔ کسی کی عقل مین نہین آیا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ مگر کلایو
امین چند سے فطرت و فریب مین کچھ کم نہ تھا۔ اسکا قول ہے کہ وہ بنگالی
نہایت بدذات فریبی تھا۔ جو حکمت اسکے دغابازی و فریب کو روکنے
کے لیے کیجاتی واجب و درست ہوتی۔ لہذا اسوقت نہایت مناسب و
مصلحت یہی ہے کہ جو وہ طلب کرے دینے کا وعدہ کر دیا جاوے کل
کام طے ہو جانے کے بعد امین چند ہی قابو ہو کر ہمارے اختیار مین ہو جائیگا
تب ہم صرف اس رشوت کو بھی دینے سے انکار نہ کر دینگے بلکہ وہ معاوضہ
بھی نہ دیگے جو اوروں نقصان کا دیا جائیگا۔ اسکے دغا کی سزا دینگے۔
اسکی راے تسلیم ہوئی۔ لیکن کسطور پر وہ ہوشیار و دوراندیش
بنگالی فریب دیا جاوے۔ اسنے چاہا کہ ایک شرط سے دعوی کے قیمت
معین جعفر و انگریزون کے درمیان کے عہدنامہ مین داخل کر دی جاوے

اور مین اُسکو خود دیکھ لون۔ کلایو نے فوراً ایک حکمت سوچی۔ دو نقلین عہدنامہ کی تیار کی گئین ایک سفید کاغذ پر اور دوسری سرخ پر ایک اصل اور ایک غلط اول مین امین چند کا ذکر تک نہ لکھا گیا اور دوسری مین جو اسکو دکھائی گئی اسکے حسب دلخواہ شرط لکھ دی گئی۔

اور ایک مشکل پیش آئی۔ ایڈمرل کو جعلی عہدنامہ پر دستخط کرنے پر اعتراض ہوا۔ امین چند ایسا چالاک و باریک بین تھا کہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس اعلی افسر کے دستخط موجود نہ ہونگے تو وہ ضرور شبہ کر بیٹھیگا۔ مگر کلایو اس قماش کا انسان نہ تھا جو کسی کام کو نصف کر کے ترک کر دے۔ ہمین بیان لکھتے بھی شرم آتی ہے کہ اسنے واٹسن کے جعلی دستخط بنا دیئے۔

اب سب معاملہ تیار ہو گیا۔ واٹسن خفیتاً مرشدآباد سے بھاگ آیا۔ کلایو نے فوجون کا کوچ شروع کر دیا۔ اور نواب کو اپنے اول خطوط کا مخص مختلف وضع کے ساتھ لکھا۔ اسنے ان سب بدعتون کا ذکر کیا۔ جو انگریزون پر ہوئے اور کہا کہ ہم ان سب کا تصفیہ میر جعفر پر منحصر کرتے ہین۔ چونکہ بارش قریب ہے۔ لہذا مین خود جواب کے لیے حضور مین حاضر ہوتا ہوتا ہون۔

سراج الدولہ نے فوراً اپنی سب فوج کو جمع کیا اور انگریزون سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ یہ تصفیہ ہو گیا تھا کہ جب مقابلہ ہو تو میر جعفر اپنی فوج کو علیحدہ ہو کر کے کلایو سے آکر ملجاوے۔ مگر جب کہ عین موقع آیا۔

کل ہمراہان کو خوف زدہ دیکھکر اسکی ہمت پست ہوگئی اور حوصلہ ہوا کہ گھبرا گیا
کلایو۔ قاسم بازار تک چلا آیا۔ نواب زبردست فوج کو لیے چند میل
فاصلہ پر پلاسی مین پڑا ہوا تھا۔ میر جعفر نے اپنا وعدہ پورا کرنے مین
تاخیر کی اور جب نہایت آرزو کے ساتھ انگریزی سپہ سالار نے گلہ گزاری
کی تو مذبذب جواب دیے۔

کلایو نہایت دردناک و متفکر حالت مین تھا۔ اسکو معدلوگون کی
صداقت و ہمت پر ذرا بھروسہ نہ تھا۔ اگرچہ اسکو اپنی جنگی لیاقت اور فوج کی
عمدہ قواعد دانی و بہادری پر بہت کچھ اعتماد تھا۔ تاہم اپنی فوج سے شمار مین
بیس مرتبہ زیادہ فوج کے ساتھ بھڑ جانا کوئی ادنی بات نہ تھی۔ اسکے اور دشمن
کے درمیان بڑا دریا واقع تھا جسکو عبور کرکے چلے جانا تو آسان تھا لیکن
اگر شکست ہوتی تو کل انگریزی فوج مین سے ایک سپاہی کے بھی زندہ واپس
آنے کی امید نہین ہوسکتی تھی۔ اسموقع پر اسکی بہادر و بیخوف طبیعت چند
گھنٹہ تک اس نابرابر جنگ کی ذمہ داری کو اپنے اوپر لینے سے ذرا پس و پیش
مین ہوئی۔ کل ایام ملازمت کمپنی مین صرف یہی ایک موقع ہوا جسمین وہ اپنی
بڑی ذمہ داری کو سر پر لینے مین خائف ہوا۔ اسنے مجلس جنگ منعقد کی
کثرت رائے یہی ہوئی کہ اسقدر عظیم الشان فوج سے یکایک بھڑ کر مٹ ہونا
نادانی ہوگی۔ کلایو کو اُن سے اتفاق ہوا۔ اس واقعہ کے گذر جانے
بعد اسنے کہا کہ مین نے صرف ایک مرتبہ کونسل جنگ جمع کی۔ اگر مین اسکی رائے
تسلیم کرکے خاموش ہو جاتا۔ تو قوم انگریز بنگالہ کے کبھی حکمران نہ ہوسکتے

مگر مجلس برخاست ہوتے ہی پھر اسکے دل مین جوش شجاعت پیدا ہوا۔ وہ چند درختون کے سایہ مین تنہا جاکر بیٹھ گیا۔ اور ایک گھنٹہ تک کل نشیب فراز معاملہ پر غور کرتا رہا۔ وہان سے وہ یہ قصد مصمم کرکے اُٹھا کہ گو کتنا ہی زیادہ ہولناک خطرہ ہو مین جنگ کرکے بلا قسمت آزمائی کیے نہ رہون گا۔ اور حکم دیدیا کہ سب کل صبح دریا عبور کرنے کے لئے تیار ہو جاوین۔

چنانچہ دوسرے روز کل انگریزی فوج دریا پار اُتر آئی۔ اور تمام دن کے کوچ کی محنت سے ماندہ ہو آفتاب غروب ہونے کے وقت دشمن سے ایک میل فاصلہ پر فوج ایک آمبہ کے باغ مین خیمہ زن ہوئی۔ کلائیو کو شب بھر نیند نہین آئی۔ تمام رات اُسکو نواب کے عظیم الشان لشکر کے ڈھولون و بھانجون کی آواز سُنائی دیتی رہی۔ یہ کوئی جائے تعجب نہین ہے کہ جب اسکو خیال آجاتا کہ مین کسقدر بیشمار فوج سے مقابلہ کرنے کو ہون اور کیسے بڑے ملک مین فتح حاصل کرنے کے لیے جنگ کرنے کو آمادہ ہوا ہون تو اسکا دل فرداشست ہو جاتا۔

مگر سراج الدولہ کو اور بھی زیادہ بےچینی رہی۔ اسکا دل جو کمزور و تنذ تھا وحشت ناک خوفون سے پریشان تھا۔ چونکہ یہ معرکہ عظیم قریب واقع ہونے والا تھا۔ لہذا اُسکی روح قبض تھی۔ اسکو اپنے کسی سردار پر اعتماد نہ تھا۔ ہر شخص سے جو اُسکے پاس آتا اُسکو مارے جانے کا اندیشہ ہوتا۔ نہ تنہا چھوڑ دیئے جانے سے اور زیادہ ڈرتا۔ وہ نہایت آزردہ و پژمردہ ہو کر خیمہ مین بیٹھا رہا۔ اسکی یہ حالت دیکھکر کوئی نیوانی

شاعر ہوتا تو ضرور کہتا کہ اُن بے قصورون کے ارواح جو بلیک ہول
مین اخیر دم مین اسکو کوستی و بددعائین دیتین میرے اسکو حیران و
پریشان کیے ہوے تھین۔

علی الصباح ہوے۔ اسی روز ہندوستان کی قسمت کا تصفیہ
ہونے کو تھا۔ آفتاب طلوع ہوتے ہوئے ہی نواب کی فوج کی سمت سے
اس باغ کی طرف کوچ کرنے لگی جہان انگریزی فوج خیمہ زن تھی۔ چالیس ہزار
پیادے پلٹنین جو تلوار و تیر و کمان و بندوقون سے مسلح تھین میدان بھر لیا
انکے ہمراہ پچاس بڑی توپین تھین جنکو بیل و ہاتھی کھینچتے۔ چند چھوٹی توپین
جو فرنچ مددگارون کے زیر تحت تھین۔ نہایت قتل و غارتگری پھیلانے والی
تھین۔ پندرہ ہزار سوار شمالی ہند کے باشندون مین سے تھی بنگال
کے زنانی و نامرد قوم مین سے نہ تھے کلایو کی مشاق نظر نے جانچ لیا
کہ یہ سوار و گھوڑے کرناٹک کی سپاہ و گھوڑون سے زیادہ قوی مضبوط
تھین۔ اسکے پاس اس عظیم الشان فوج سے مقابلہ کرنے کے لیے صرف
۳۰۰۰ سپاہ تھی جسمین سب انگریز سردار تھے۔ اور جو انگریزی طریق پر
قواعد مین ترتیب پائے ہوئے تھی۔ انمین کل ایکہزار کے قریب گورے
تھے۔ اس چھوٹی فوج مین ۳۹ رجمنٹ کی بہادر سپاہ تھی۔ جنکے نشان پر
اکثر قابل فخر علامات اعزاز کے جو ولنگٹن کی زیر کمان ہونے کے ایام مین
اسپین و گسونی مین حاصل ہوئی تھین۔ اب یہ بھی لکھا ہوا ہے۔
ہندوستان مین سب سے اول قدم بڑھانے والے۔

جنگ توپون کے داغنے پر شروع ہوئی جسمین نواب کی توپین
کچھ بھی نقصان نہ کر سکین۔ مگر انگریزون کی چند چھوٹی توپون نے دشمن
کی فوج مین بہت سپاہیون کو گرا دیا۔ سراج الدولہ کے کئی عالی افسر
اول وار مین مارے گئے۔ فوج مین پریشانی و اضطراب پھیل گئی۔
ہر لمحہ اسکا خوف زیادہ ہوتا گیا۔ ایک سردار نے جو انگریزون سے
سازش کیئے ہوئے تھا۔ اسکو مشورہ دیا گیا کہ اب فوج کو ہٹا لینا مناسب
ہے۔ چونکہ وہ خود خوف سے لرز رہا تھا۔ لہذا اسکو نامعقول و دغابازی کی
صلاح پسند آئی۔ اور اُسنے فوج کو پیچھے ہٹ آنے کا حکم دیدیا۔ پس یہ حکم
اسکی بربادی کا اصل سبب ہوا۔ کلایو نے فوراً یہ موقع پاکر اپنی فوج کو
قدم بڑھانے کا حکم دیا۔ قواعددان فوج کے بہادرانہ حملون کے سامنے
بے ترتیب و بیست ہمت انبوہ بھاگنے لگا۔ نواب کی کل فوج کے قدم
میدان سے اُکھڑ گئے۔ فرنچ لوگون کی چند سپاہ البتہ مقابلہ کرنے کو جمی
رہی۔ مگر بھاگنے والون کے شمار سے عاجز آکر انکو بھی ہٹ جانا پڑا۔
صرف ایک گھنٹہ کے عرصہ مین سراج الدولہ کی فوج ایسی پراگندہ
ہوگئی کہ اُسکے پھر جمع ہونے کی کوئی امید باقی نہ رہگئی۔ شکستہ فوج
مین سے صرف ۵۰۰ قتل ہوئے۔ مگر اسکے لشکر کے کل خیمے و توپین اسباب
و بیشمار گاڑیان و مویشی فتحیابون کے ہاتھ لگے۔ صرف ۲۲ سپاہ کے قتل
و ۵۲ کے زخمی ہونے کے نقصان سے کلایو نے قریب ساٹھ ہزار سپاہ
کی فوج و پراگندہ کر دیا۔ اور ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کو

زیر تحت کرلیا جو وسعت و آبادی مین گریٹ برٹن سے زیادہ ہے۔
میر جعفر نے جنگ کے درمیان انگریزون کو مدد نہین دی مگر جبکہ اسنے دیکھ لیا کہ قطعاً انگریزون کی فتح ہو چکی۔ اپنی فوج کو علیحدہ کرلیا اور انگریزون کو فتح کی تہنیت کہلا بھیجی۔ دوسرے روز صبح کو انگریزی لشکر نہایت خائف ہوا کہ دیکھیے میرے ساتھ کیسا سلوک ہوتا ہے یہ خوف جاتا رہا۔ جبکہ اسکی تعظیم کرنے کے لیے فوج سلامی اُتارنے کے لیے کھڑی ہوئی۔ مگر جلد اُسکا خوف دور ہو گیا جب کہ کلایو آیا اور نہایت خندہ روئی سے اُسکو بنگال و بہار و اڑیسہ کا نواب کہکر مبارکباد دیا۔ و بغلگیر کیا۔ اور اُسکے عذر و معاذرت کو نہایت شفقت کے ساتھ سُنا اور مشورہ دیا کہ اب بلا تاخیر مرشد آباد کو کوچ کرنا چاہیے۔

سراج الدولہ تیز رفتار سانڈنی پر سوار ہو کر چوبیس گھنٹہ کے درمیان مرشد آباد پہونچا۔ وہان اسنے اپنے وزرا کو جمع کرکے مشورہ طلب کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ جو اُنمین نہایت تجربہ کار و دانشمند تھے اُنھون صلاح کہ آپ اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کر دین۔ ان سے بجز تخت سے اُتارے جانے و حراست مین رہنے کے اور کوئی خطرہ نہین مگر اسنے اس صلاح دینے والون کو دغاباز و نمک حرام کہا۔ چند نے کہا کہ ان سے دوبارہ مستعد ہو کر جنگ کرنا چاہیے۔ اسنے اس صلاح کو تسلیم کیا۔ اور فوج کی درستی کے لیے فوراً حکم دیا۔ مگر اسمین اسقدر جرأت تک نہ رہی کہ کسی مرد کا قصد پر ایک روز تک تو قوی رہتا۔

اسکو یہ خبر سنکر کہ میرجعفر آگیا نہایت خوف ہوا۔ ایک غریب آدمی کا بھیس بنا کر اور ہاتھ مین جواہرات کا ایک ڈبا لیکر وہ شب کو محل کی کھڑکی سے اوتر کر صرف دو آدمیون کو ہمراہ لیکر دریا کی راہ پٹنے روانہ ہوا۔

چند روز بعد کلایو صرف دو سو گورہ و تین سو دیسی سپاہی ہمراہ لیکر مرشد آباد پہونچا۔ اسکے رہنے کے لیے ایک محل خالی کر دیا گیا جسکے گرد اسقدر وسیع باغ تھا کہ اُسکی کل سپاہ وہان بفراغت و آرام مقیم ہو سکے۔ میرجعفر کو گدی نشینی کی رسم رسم فوراً ادا کی گئی۔ کلایو نے نواب کو خود گدی پر بٹھایا۔ اور مشرق کی قدیم رواج کے مطابق جواہرات کی نذر پیش کی اور حاضرین دربار کو مبارکباد دیا کہ آپ لوگ خوش قسمتی سے ایک سخت ظالم کے پنجہ سے اسطور رہا ہوئے۔ اس موقع پر اسکو ایک مترجم کی مدد سے بولنا پڑا یہ قابل لحاظ ہے کہ باوجود اسکے کہ اُسکو ہندوستان مین رہتے اسقدر عرصہ ہو گیا تھا۔ اور باشندگان کے حالات و دیسی حکام کی طرز حکومت سے اسقدر آگاہ تھا۔ اور اپنی سپاہ کو ایسی شفقت و محبت کے ساتھ عزیز تھا۔ مگر تاہم اسنے تا عمر ہندوستان کی کوئی زبان بولنا نہین سیکھا تھا کہتے ہین کہ وہ دیسیون سے بولنے مین پوچھکر زبان کے چند الفاظ استعمال کرتا تھا جسکو اسنے طفلی مین پیرزن سے سیکھا تھا۔

نواب سے اب کہا گیا کہ جو وعدے اسنے دوستون و مددگارون سے کیے تھے اُنکو پورا کرو۔ چنانچہ جگت سیٹھ کے مکان پر

جو ہندوستان مین سب سے زیادہ مالدار کوٹھی وال تھا ایک مجلس منعقد ہوئی تاکہ سب تصفیہ ہوجاوے۔ امین چند بھی وہان آیا جسکو یقین تھا کہ کلایو کی میرے اوپر نہایت شفقت ہی جو اسکے ساتھ آج تک ظاہرا نہایت مہربانی کے ساتھ سلوک کرتا۔ اسکا یہ فریب بنگالیون سے بھی زیادہ تھا۔ سفید کاغذ پر کا عہدنامہ پڑھا گیا۔ کلایو نے کرنیفٹن کیطرف مخاطب ہوکر۔ جو کمپنی کا ایک ملازم تھا انگریزی مین کہا کہ اب امین چند پر اصل راز کھولدینا چاہیے۔ کرنیفٹن نے ہندوستانی مین کہا۔ امین چند سرخ کاغذ پر کا عہدنامہ تمھین سبزباغ دکھانے کے لیے تھا۔ تمھین کچھ نہ ملیگا۔ یہ سنکر امین چند غش کھاکر گرپڑا۔ وہ کچھ عرصہ بعد ہوش مین آیا۔ مگر اُسکا دماغ ابتر ہوگیا۔ اُسکے نوکر پالکی مین ڈالکر مکان پر لیگئے۔
کلایو کو اگرچہ ویسے لوگون کے ساتھ بے ایمانی کرنے مین ذرا تامل نہین ہوتا۔ تاہم وہ محض بے رحم نہین تھا۔ کہتے ہین کہ اسکو اُسکی حالت زار پر نہایت ترس آیا۔ چند روز بعد اسنے امین چند سے ملاقات کری و مہربانی کے ساتھ گفتگو کی و مشورہ دیا کہ کہین تیرتھ جاترا کراؤ تاکہ تبدیل آب وہوا سے طبیعت درست ہوجاوے۔ بلکہ باوجود اسقدر فریب دغا ہوجانے کے اسکو پھر ملازمت سرکاری مین داخل کرنے کے لیے آمادہ ہوگیا۔ مگر اس یکایک صدمہ عظیم ہونے کی روسے وہ بدبخت بنگالی روزبروز پراگندہ دماغ و مجنون ہوتا گیا۔ وہ جو اول اپنی عقل کی تیزی و حماقت کی سادگی کے لیے مشہور تھا اب اپنی دولت کو تقویت و سہولیت کے ساتھ

صرف کرنے لگا۔ وہ اب نہایت زرق برق وامیرانہ پوشاک و قیمتی جواہرات پہنتا۔ اس صورت سے چند ماہ زندہ رہکر فوت ہو گیا۔

ہم کچھ ضرورت نہ سمجھے کہ اس کارروائی کے نیک و بد ہونے کے بارے مین مفصل رائے ظاہر کرین۔ اگرچہ جون ملکم صاحب نے اسکے بیجا و درست ثابت کرنے مین اپنی کل دلائل صرف نہ کی ہو تین — وہ بلاشک افسوس ظاہر کرتا ہے کہ مصلحت موقع کے لحاظ سے جعلی دستخط بنانے کی ضرورت پیش آئی۔ مگر اُسکی دانست مین انپر کوئی الزام عائد نہین ہو سکتا۔ جنھون نے فریبی کو فریب دیا۔ وہ خیال کرتا ہے کہ انگریزون پر فرض نہ تھا۔ کہ ایسے ایک شخص کے ساتھ ایمانداری کے ساتھ برتاو کرتے جسنے انکے ساتھ بے ایمانی کی۔ اگر وہ اس دغاباز بنگالی کے ساتھ اپنا قول و قرار پورا کرتا تو اُسکی کامیابی دیکھکر اکثر لوگون کو ایسے فریب کے کام کرنے کے حوصلے پیدا ہوتے۔ ہم اس معاملہ پر اخلاق کے سخت قواعد کے مطابق بحث نہ کرینگے۔ یہ محض فضول ہو گا۔ اگرچہ یہ معاملہ مصلحت آمیز ہی سمجھا جاوے۔ اور اسمین کسی راست دلیل سے کام نہ لیا جاوے۔ تاہم ہم اپنا یقین ظاہر کرتے ہین کہ کلایو کے سخت غلطی کی نہین سنگین جرم کیا۔ باوجود اسکے کہ ذاتی منفعت کو نقصان بھی پہونچتا۔ تاہم یہ اصول (کہ ایمانداری سب سے عمدہ مصلحت ہی) نہایت درست و مناسب ہے۔ اگرچہ یہ ممکن ہے کہ ایک دو آدمی ایسے نکل آوین جو بے ایمانی و وعدہ خلافی سے قلیل عرصے کے لیے اقبالمند ہو گئے ہون

لر ایک ہم بھی ایسی سرکار و ریاست کو نہین جانتے جسکا کام ایک روز بھی
بے ایمانی سے نکل سکا ہو۔ برٹش انڈیا کی تواریخ مین اس حقیقت کا اظہار ہے
د دغا سے دغا کو جتنا مصلحت آمیز نہین اسکو سر کرنے کے لیے سب سے
عمدہ ہتیار راستی ہے۔ عرصہ دراز تک انگریز حکام نے جنکے گرد ایسے
دشمن و دوست موجود تھے جو کسی قول و قرار کے پابند نہ تھے۔ صداقت
و سچائی کے ساتھ کام کرتے رہے جسکا نیک انجام ہمیشہ ظہور مین آتا گیا
اور جو نہایت دانائی کا ثابت ہوئی۔ اگر سچ پوچھیے تو انگریزون کی عقل و
قوت نے ہندوستان مین انکی عملداری پھیلانے مین اسقدر مدد نہین دی
جسقدر انکی راستی و سچائی نے دی۔ عہد شکنی و جھوٹی قسم و فریب سے
جو حاصل ہونا ممکن ہوتا وہ اسکے مقابل محض ناچیز ہوتا۔ جو انگریزی سرکار نے
اس اطمینان کے ملک مین پیدا کر دینے سے حاصل کیا ہے کہ وہی ایک
حکومت ایسی ہے جسکی بات پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ دیگر لوگون کے نہایت
سنجیدہ قول و قرار و قسم و ضمانت پر اسقدر اعتبار نہین ہوتا جسقدر
ایک انگریز اہلکار کے ہان یا ہات پر ہوتا ہے۔ کسی بڑی قوی و مضبوط
قلعہ کے رہنے والون کو اسقدر امن و حفاظت نہین ہو سکتی جسقدر ایک
ایسے سردار کو قاتل ملک کے درمیان گذرتے ہوئے ہوتی ہے جسکی سرکار انگریز
کفیل ہے۔ مشرق کے زبردست بادشاہ وقت ضرورت پر بہت زیادہ
سود قرض دینے کے وعدہ پر عام سے قرض مانگتے ہین۔ تاہم کوئی اپنا
روپیہ کھو دینے پر جرأت نہین کرتا۔ سرکار انگریز صرف بڑا سے نام چار روپیہ فیصدی

سال سو سے زیادہ نہین تھین۔ تاہم لوگ اپنا کروڑون روپیہ زمین سے نکالکر اسکے حوالہ کئے ہوئے ہین۔ دشمن بادشاہ ہمارے سپاہیون کو بہت سیم وزر کی طمع دکھا کر کہتے ہین کہ کمپنی کی ملازمت ترک کرکے چلے آؤ مگر کمپنی انکو مدت دراز کی ملازمت کے بعد صرف گذرا وقات کے لیے قلیل پنشن دینے کا وعدہ کرتی ہے۔ مگر ہر سپاہی جانتا ہے کہ کمپنی کا وعدہ پتھر کی لکیر ہے۔ اور سب بے بنیاد ولغو ہین۔ وہ جانتا ہے کہ اگر مین سو سال تک زندہ رہونگا تاہم میری نان خشک وتمک ایسا ہی محفوظ وبے خطر بنا رہیگا۔ جیسا گورنر جنرل کی تنخواہ وہ جانتا ہے کہ کوئی دیگر سرکار ایسی نہین ہے کہ جو باوجود نہایت سنجیدہ وعدون کے میرے ہی کام ہو جانے پر مجھے خندق مین بھوک سے مرتے ہوسے نہ ترک کردیگی بہت ایسے حکام ہین جنپر کوئی اعتبار نہین کرتا۔ ایک قابل اعتبار سرکار کے ہونے مین اسکو بہت موقع وفائدے حاصل رہتے ہین۔ ایشیا کے درمیان ہمین یہ فائدہ حاصل ہے۔ یہ ہمارا کامل یقین ہے کہ اگر سرکار انگریز پیر دو پشت سے سرجون ملکم صاحب کے اصول کے مطابق کاروائی کرتی جیسا کہ امین چند کے معاملہ مین درست قرار دیگئی ہے۔ اور جھوٹے وکمینے لوگون کے ساتھ دغا وفریب وعہد شکنی وجعلسازی کے ساتھ برتاو کرتی۔ تو بڑی زبردست ہمت ولیاقت بھی ہماری عملداری کو ہندوستان مین قائم نہ رکھ سکتی۔

سرجون ملکم صاحب تسلیم کرتے ہین کہ سخت ضرورت کے لحاظ سے

کلایو کی یہ کارروائی قابل معافی قرار دیجا سکتی ہے۔ مگر ہم خیال کرتے ہین
کہ وہ عہد شکنی محض فضول و غیر مصلحت آمیز تھی۔ ہم اسکو سب طرح بیجا
و زبون سمجھتے ہین۔

صرف امیچند ہی کی جان اس انقلاب مین نہین گئی۔ سراج الدولہ
چند روز بعد بھاگنے کے گرفتار ہوکر میر جعفر کے روبرو لایا گیا۔ دہشت سے
لرز کر باواز بلند گریہ وزاری کرکے اور زمین پر گرکر اسنے رحم کے لیے التجا
کی جسکو کہ اسنے خود کبھی ظاہر نہین کیا تھا۔ میر جعفر کو ذرا پس و پیش ہوا
کہ کیا کرنا چاہیے۔ مگر اسکا بیٹا میرن جسکی عمر ۱۷ سال کی تھی جو کمزوری دماغ
و وحشت مین اس کمبخت قیدی کے مشابہ تھا نہایت سنگدل تھا۔ سراج الدولہ
ایک پوشیدہ مکان مین کردیا گیا جہان چند عرصہ بعد جلادون نے پہونچکر
اسکا سر تن سے اُتار لیا۔ اسمین انگریز بالکل شریک نہ تھے۔ میر جعفر بخوبی
واقف تھا۔ کہ وے ہرگز اسطور قیدی کے قتل ہونے کو روا نہ خیال کرینگے
چنانچہ اسکو معذرت کرنی پڑی کہ وہ ہم سب کا نہایت قاتل دشمن تھا لہذا
مین جوش انتقام کو ضبط نہ کرسکا۔

اب کمپنی و ملازمان کمپنی کے اوپر بے انتہا دولت کی بارش ہونی
شروع ہوئی۔ نقد اسی لاکھ روپیہ براہ دریا مرشد آباد سے قلعہ
ولیم کو روانہ کیا گیا۔ اس خزانہ کو پہونچانے کے لیے سو کشتیان متعین تھین
سپاہیون نے خوب فتح کے باجے بجائے۔ اور گیت گاتے و نشان اُڑاتے
ہوئے سفر دریا ختم کیا۔ کلکتہ جو چندماہ قبل اُجاڑ و ویرانہ تھا۔ اب نہایت

آباد و سرسبز نظر پڑنے لگا۔ تجارت بحال ہو گئی۔ ہر انگریز بنگلہ پر امیری و دولت کے نشانات نمایان ہونے لگے۔ کلایو کے حاصلات کی کچھ انتہا نہ تھی۔ مگر اسنے اعتدال کو مدنظر رکھا۔ کل خزانہ بنگالہ اسکے ہاتھ مین تھا۔ جسقدر چاہے لے لے۔ سونے اور چاندی کے سکے اور جواہرات کے ڈھیر چنے ہوے تھے۔ ان مین چند قسم کے یورپ کے سکے بھی موجود تھے جو کسی یوروپین جہاز کے آنے کے قبل وہان موجود تھے۔ براہ خشکی ڈچ لوگ مشرق سے خوشبودار مصالحے اور قیمتی پارچے خرید کر لیجاتے تھے۔ انکے ذریعہ سے وہ سکے یہان پہونچے۔ مرشدآباد کے خزانہ مین کلایو سونے و چاندی و لعل و ہیرے و دیگر بیش قیمت جواہرات کے انبوہ کے درمیان چلتا تھا۔ اسکو بالکل آزادی تھی۔ کہ جسقدر چاہے لے لے۔ مگر اسنے صرف بیس تیس لاکھ روپیہ کی مالیت قبول کی۔

میر جعفر سے کلایو کے روپیہ لینے کا معاملہ سولہ[16] سال بعد پارلیمنٹ مین پیش ہوا۔ اس پر نہایت سخت نکتہ چینی ہوئی اور برا کہا گیا۔ سر جان ملکم نے نہایت گرمجوشی سے کلایو کی جانب داری کی۔ فتح مند سردار کے دعیون نے اسکے منفعت کو رشوت ستانی و ظالمانہ لوٹ سے تعبیر کیا۔ کہ ایک کمزور دوست و رفیق سے تلوار کی وحشت دلا کر زبردستی لی گئی۔ بخلاف اسکے حامیان کلایو نے بیان کیا کہ وہ منفعت مثل انعام و بخشش و عطیہ کے تھی جسکا لینا و دینا دونون قابل تعریف ہے۔ اور اسکو ان انعامات سے تشبیہ دی۔ جنکو غیر سرکارون نے مارلبورو و نلسن و ولنگٹن کو عطا کیا۔

راقم سوانح عمری کلایو تحریر کرتا ہے کہ مشرق مین نذرانہ لینے کا قدیم دستور ہے۔ اور تاہنوز کوئی قانون پارلیمنٹ سے نافذ نہین ہوا تھا۔ کہ انگریزی اہلکار متعینہ ہند اس رواج مشرق سے مستفید نہ ہون۔ مگر ہماری دانست مین یہ دلیل بالکل درست نہین ہے۔ یہ تسلیم کرتے ہین کہ کلایو نے اپنے مالکان کا نقصان وہرج کرکے اپنا فائدہ نہین کیا۔ مگر تاہم۔ ہم اسکو بری الزام نہین خیال کرتے۔ اگرچہ اسکی کارروائی خود زبون نہ تھی۔ تاہم دوسرون کے لیے بدتمثیل ہوئی۔ یہ حقیقت صاف ظاہر ہے کہ ایک سپاہی کو صرف اپنی سرکار کا نوکر ہونا چاہیے اور کسی دوسرے کا نہین۔ لہذا یہ لازم ہے کہ جو کچھ معاوضہ وہ اپنی خدمات کا پاوے۔ یا تو خود اپنی سرکار سے پاوے۔ یا اسکی مرضی ومنظوری سے دوسرون سے پاوے۔ اس قاعدہ کا لحاظ ذرا ذرا نذرانہ مثل ایک فیتا یا تمغہ یا کروس وغیرہ کے پانی مین ہونا چاہیے۔ مگر یہ کب ممکن ہے۔ کہ ایک گورنمنٹ کیخدمت وفاداری وایمانداری سے ہو یا اسکا فائدہ ہو جبکہ اسکی فوجون کے سردارون کو بلا اسکی اجازت کے بادشاہ وامیرون سے زر کثیر نذرانہ مین وصول کرنیکا اختیار ہو۔ یہ دلیل پیش کرنا محض لغو وبیہودہ ہے کہ اسوقت تک ایشیائی بادشاہون کے نذرانہ قبول کرنی کی ممانعت کے بارے مین پارلیمنٹ سے کوئی قانون نافذ نہین ہوا تھا۔ ہم صرف ایک ایسے قانون کی بنا پر جو مابعد جاری ہوا کلایو کے چلن کو زبون نہین کہتے۔ بلکہ عام سمجھ وقانون کی بنا پر برا کہتے ہین۔ ہم جانتے ہین کہ کوئی قانون ایسا موجود نہین ہے جسمین ممانعت ہو کہ وزراے انگلینڈ

غیر ملک کے بادشاہون سے تنخواہ نہ لین - مگر تاہم وہ وزیر جو خفیۃً فرانس کی سرکار سے کوئی رقم بطور نذرانہ قبول کرے - تو وہ اپنے فرائض کے خلاف کرنے کا قصوروار ہوگا - اور قابل سزا سمجھا جائیگا - سرجون ملکم - کلائیو کے چلن کو ڈیوک آف ولنگٹن کے چلن سے تشبیہ دیتا ہے - صرف بطور دلیل فرض کیجے کہ ۱۸۱۵ء کے یورشش کے بعد ڈیوک آف ولنگٹن اُسوقت جب کہ فتحیاب فوج کو لیے ہوئے فرانس پر قابض تھا - بادشاہ یولس ہشتم دہم سے ۲۰ لاکھ روپیہ بطور نذرانہ خاندان بوربن کے خدمات کرنے کی شکرگزاری کی علامت مین منظور کرلیتا - تو فرمائیے اسکے بارے مین کیا خیال جاتا - گو کتب قوانین مین کوئی دفعہ اس قسم کے نذرانہ قبول کرنے کی ممانعت مین نہ جب موجود تھی نہ اب ہے -

یہ بھی تسلیم ہونا چاہیے کہ کلائیو کے معاملہ مین چند امورات ایسے ہین جنکی وجہ سے اسپر کم الزام عائد ہوسکتا ہے - اسنے اپنے تئین بادشاہ کا سپہ سالار نہین سمجھا بلکہ کمپنی کا - کمپنی نے اشارون سے اپنے گماشتون کو مجاز کردیا تھا - کہ دیسی نواب وراجون کی فیاضی اور دیگر اور بھی زیادہ معیوب نامعقول وسیلون سے اپنے تئین مالامال کرتے رہین - یہ ہرگز ممکن نہین کہ جب ادائے فرائض و منفعت جا و بیجا کے بارے مین خود مالکون کو لحاظ نہین تو نوکر کو ہو - اگرچہ کلائیو نے اپنے مالکون کو اپنی حاصلات سے آگاہ نہین کیا - اور نہ اُن سے منظوری کی التجا کی - تاہم اسنے اُسکو اس طور احتیاط کرکے پوشیدہ بھی نہین کیا کہ گویا اُسنے کوئی کار نامناسب کیا ہے

بخلاف اسکے اسنے علانیہ یہ اقرار بھی کیا کہ نواب کی سخاوت و فیاضی نے مجھے دُلتور بنا دیا۔ آخرش مین ہمین یہ بھی کہنا چاہیے۔ کہ جب ہم خیال کرتے ہین کہ اسطور اُسکو لینا واجب نہ تھا۔ تاہم ہم یہ بھی کہتے ہین کہ باوجود کل اختیارات و آزادی ہوسکنے کے اسنے اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ جسقدر وہ چاہتا لیتا۔ مگر اسنے بہت کم منظور کیا۔ یہ کچھ کم قابل تعریف نہین ہے۔ اسنے صرف ۲۰ لاکھ روپیہ منظور کیا۔ مگر وہ وقت ایسا تھا۔ کہ اگر وہ ذرا زبان ہلا دیتا۔ تو ۲۰ سے ۴۰ ہو جانا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ انگلینڈ مین بیٹھے ہوے کلایو کی طمع و غارتگری پر لعن طعن کرنا بہت آسان ہے۔ مگر اسکے سوا الزام لگانے والون مین ایک بھی ایسا نہ نکلیگا جو مرشدآباد کے خزانہ کو اپنے ہاتھ مین پاکر طمع کو ضبط کرسکے اسدرجہ اعتدال کو مدنظر رکھتا۔

میر جعفر تخت پر صرف اسی سردار کی مدد سے قائم رہ سکتا تھا۔ جسنے اسکو وہان تخت نشین کیا۔ وہ محض ناواقف لڑکا نہ تھا اور نہ امیرانہ ناز و نعم مین پرورش ہوا تھا۔ لہذا وہ ایسا نالائق وکمزور نہ تھا جیسا نواب سابق تھا۔ مگر تاہم اسمین وہ کل لیاقت واوصاف نہ تھے۔ جو ایسی بھاری بادشاہت کے انصرام کے لیے درکار ہوسکتے ہین۔ اسکا بیٹا میرن وسراج الدولہ تھا۔ وحشیانہ حال کو دیکھکر اکثر لوگ گھبرا گئے تھے۔ اکثر سردار نے نواب کے خلاف ہوکر

باغی ہو گئے۔ مالدار و زرخیز صوبہ اودھ کے نائب السلطنت مغل بادشاہ
نے جو دیگر سردارون کے مثل آپ خود مختار بادشاہ ہو گیا تھا بنگال
پر حملہ کرنے کی دھمکی دی۔ ایسی حالت مین بجز کلایو کی زبردست
لیاقت و قوت کے اور کوئی نہین دیکھ پڑتا تھا۔ جو نواب بنگال کی
حکومت کو قائم رکھ سکے۔ مین ایسے نازک وقت پر انگلینڈ سے چند
مراسلات صادر ہوئے۔ جو پلاسی کی فتح کی خبر پہونچنے کے قبل صادر
ہوئے تھے۔ صاحبان ڈائرکٹر نے بنگال کے درمیان اپنی آبادی پر
ایک ایسے انتظام قائم کرنے کا قصد کیا۔ جو نہایت پُر دقت و لغو تھا۔
اور زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ اس نئے بندوبست مین کلایو کے لیے
کوئی عہدہ مقرر نہین کیا گیا۔ اِن عہدہ دارون سے جو اس نئے انتظام
مین حکام منتخب ہوئے تھے۔ ان بیہودہ و فضول احکام کی تعمیل نہ کر سکی
و ذمہ داری اپنے اوپر لیکر کلایو سے التجا کی کہ کل عالی اختیارات کسو وقت
آپ اپنے ذمہ رکھیے۔ وہ راضی ہو گیا۔ چند روز بعد کلایو کے عالی حاکم
بنے رہنے کا حکم آگیا۔ گویا ملازمان کمپنی نے اپنے مالکان کی مرضی اول ہی
جان لی تھی۔ ڈائرکٹرون نے کلایو کی عظیم الشان فتح کی خبر پاکر اسکو
شکرگزاری و قدردانی کی علامت مین اپنی بنگال کی عملداری کا گورنر مقرر
کیا۔ اسکو اختیارات ایسے انتہا ہو گئے۔ ڈپلیو کو دکھن مین اسقدر
کبھی حاصل نہین ہوئے تھے۔ میر جعفر اس سے نہایت خائف تھا۔
ایک مرتبہ نواب نے ایک عالی مرتبہ کے دیسی سردار سے کچھ سخت کلام

جسکے ساتھیون نے کمپنی کے سپاہیون سے کچھ دنگہ و تکرار کیا تھا۔
نواب نے کہا "میان ہوش کی دوا کرو کیا تمکو ابھی یہ جاننے کو باقی ہے
کہ کرنل کلایو صاحب کون ہین۔ اور خدا نے اسکو کیا مرتبہ بخشا ہے
یہ سردار میر جعفر کا قدیم دوست تھا۔ اور ٹھٹھول طنزاً بے ساختہ
کہنے لگا "ابھی حضرت مجھے کیا جاننے کو باقی ہے۔ مین کرنل صاحب کا
مقابلہ کرونگا۔ مین صبح انکی گدھیا کو تین سلامین کرکے روز کھاٹ سے
اُٹھتا ہون"۔ بلاشک یہ کچھ مبالغہ نہ تھا۔ ویسی اوریورپین سب
کلایو کے زیر قدم تھے۔ انگریز سمجھتے تھے کہ وہی ایک شخص ہے جو
میر جعفر کو اسکے عہد و قول کا پابند رہنے کو مجبور کرسکتا ہے۔ اور
میر جعفر خیال کرتا تھا کہ وہی ایسا زبردست ہے جو مجھسے دنگہ باز
و سرکش رعایا اور دست انداز ہمسایون سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

یہ بیان کردینا حق ہے کہ کلایو نے اپنے اختیارات کو نہایت
لیاقت و مستعدی کے ساتھ اپنے ملک کی بہتری و فائدہ مین استعمال
کیے۔ کرناٹک کے شمالی ملک مین اسنے ایک چڑھائی کی۔ یہان فرنچ
لوگون کی حکومت تاہنوز قائم تھی۔ اُنکو وہان سے خارج کردینا ہی نہایت
ضرور تھا۔ یہ مہم ایک افسر بنام فورڈ کے سپرد کی گئی۔ یہ شخص تاہنوز
مشہور نہ تھا۔ مگر کلایو کی تیز و باریک نظر نے دریافت کرلیا تھا
کہ اسمین اعلیٰ درجہ کی لیاقت جنگ موجود ہے۔

جبکہ فوج بنگال کا ایک بڑا حصہ یہان دور دراز ملک کو

بروانہ کردیا گیا - مغربی سرحد پر ایک خطرہ عظیم نمایان ہوا - دہلی مین مغل اعظم رعایا نسکے ساتھ مین مقید تھا - اسکا بیٹا شاہ عالم با بعد جو مدت دراز تک اول مرہٹون اور بعدہ انگریزون کے ہاتھ مین مثل کٹ پتلی کے ناچتا رہا اپنے والد کے محلون سے شب کو مفرور ہو گیا - ہندوستان مین تا ہنوز اسکے خاندان شاہی کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی - چند زبردست بادشاہ مثل نواب اودھ اُسکی خاطرداری کرنے پر آمادہ تھے - شاہ عالم کو اپنے ساتھ بہت آوارہ سپاہ کرلیتا - جو اسوقت ہندوستان کے مختلف حصون مین مثل کھیون کے جھنڈ کے گھومتی تھی - کچھ دشوار نہ تھا - چالیس ہزار آدمی کی فوج جسمین مختلف اقوام و مذہب کے لوگ مرہٹا و جاٹ و روہیلہ شامل تھے اسکے گرد جمع ہو گئی - اسنے قصد کیا کہ بنگال کے تخت پر سے اس نواب کو اُتار کر جو بلا کسی جائز حق و دعوے کے انگریزون سے بٹھا دیا گیا ہے کل بنگال و بہار و اڑیسہ مین اپنی حکومت چلاون -

یہ خبر سُنکر میر جعفر کے ہوش باختہ ہو گئے - اسکے ذہن مین صرف یہی تدبیر آئی کہ نذر کیشر شاہ عالم کے نذر کرکے ملک کو حملہ سے باز رکھے یہی حکمت اکثر پیشتر ان سے کی گئی تھی - جو دریا گنگا کے مواتہ کے زرخیز بحیرہ ملک پر حکمران تھی - مگر بہادر و ہمت ور کلایو نے اس تجویز کو بالکل ناپسند کیا - اور ایسی بزدلی پر حقارت ظاہر کی - اسنے نواب کو لکھا ۔ اگر آپ شاہ عالم کو آج روپیہ دیکر منا لینگے - تو کل ہی نواب اودھ و مرہٹے وغیرہ ملک کے وعدہ و دغا بھرے سے حملہ آور ہو کر دھمکی دیکر آپ سے روپیہ چاہینگے

اور ناک مین دم کردینگے - یہان تک کہ آپ کے خزانہ مین انکو دینے کے لیے
ایک پیسہ بھی نہ رہیگا - آپ انگریزون کی وفاداری و انکی فوج پر کامل بھروسہ
رکھین - بجز دشمن کو آنکھ دکھانے کے اور کوئی تدبیر مناسب نہین ہوسکتی
اسیطور اُسنے حاکم پٹنہ کو جو نہایت بہادر سپاہی تھا - اور جسکی کلایو
نہایت قدر و منزلت کرتا تھا لکھا "دشمن سے کوئی شرط و عہد نہ کرنا - اخیر
دم تک شہر کی حفاظت کرتے رہنا - خوب مطمئن رہو - انگریز آپکے قوی و
وفادار و سچے دوست ہین - جسکو وہ ایک مرتبہ ہاتھ دیتے ہین کبھی اُسکو
ترک نہین کرتے ہین" اُسنے اپنے قول کو پورا کیا - شاہ عالم نے پٹنہ کو گھیر
لیا - اور قریب تھا کہ حملہ کرکے اسمین داخل ہو - جب کہ اُسکو خبر لگی کہ کرنل
کلایو اپنی فوجون کو لیے ہو جھپٹا چلا آتا ہے - کل انگریزی فوج مین
جو پٹنہ کے قریب پہونچ رہی تھی ۴۵۰ گورے اور ۲۵۰۰ تلنگے تھے
مگر کلایو و انگریزون کے نام کی دہشت اسوقت تمام مشرق مین چھا گئی
تھی - اُنکے نشانون کو دور سے دیکھتے ہی دشمن کی فوج مین تہلکہ پڑ گیا -
اور کسی کی ہمت نہ پڑی کہ آگے قدم بڑھاوے - چنانچہ وہ سب جان
بچا کر بھاگ نکلے - چند فرانسیسی سپاہ نے جو شہزادہ کے ہمراہ تھی اُسکو
مشورہ دیا - کہ جنگ کرکے قسمت آزمائی کرنا لازم ہے - مگر سب کو اپنی
جان عزیز تھی - کسی نے نہ سُنا - قلیل عرصہ مین یہ عظیم الشان فوج جو دریا
مرشد آباد کو سنبھالے چین کیے ہوئے تھی - صرف انگریز کے نام کی دہشت سے
ایک آن مین درہم برہم ہو گئی -

فتحیاب قلعۂ ولیم کو واپس آئے۔ اب میر جعفر کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ جیسا اول خوف تھا۔ اسنے نہایت شکرگزاری کی علامات مین اپنے محافظ کے ساتھ نہایت دریادلی ظاہر کی۔ کلکتہ کے جنوب کی کل زمینداری جسکی مالگزاری کمپنی کو ہر سال تین لاکھ روپیہ دینا پڑتی مین میر جعفر نے کلایو کو عین حیات کے لئے بخشدی۔ یہ ایسی عمدہ و عالی شان جاگیر انگلینڈ کے اول درجہ کے امیر کے پاس بھی شاذ و نادر ہی نکلیگی۔

ہم خیال کرتے ہین کہ اس عطیہ کے قبول کرنے مین کلایو نے کوئی ناجائز کام نہین کیا۔ یہ ایک اس قسم کا نذرانہ تھا جو کسی حالت مین پوشیدہ نہین رہ سکتا۔ اب خود کمپنی اسکی اسامی ہوگئی۔ اور جب اسنے کلایو کو مالگزاری دینا تسلیم کرلیا۔ تو گویا میر جعفر کی بخشش کو پسند کرلیا۔

مگر میر جعفر کے دل مین جوش شکرگزاری زیادہ عرصہ تک نرہا۔ اسکو آپ یہ خیال گزرا کہ یہ ممکن ہے کہ جس زبردست و قوی مددگار نے مجھے تخت نشین کیا وہ جب چاہیگا برطرف بھی کردیگا۔ لہذا اب اسکو یہ تلاش ہوئی کہ اسکے مقابلہ کی کوئی دوسری زبردست قوت نصیب ہو۔ جو وقت ضرورت پر میرے حامی دار ہوکر انگریزون کو ہٹا سکے۔ وہ بخوبی واقف تھا کہ دیسیون مین کوئی ایسا نہین رہا جو انگریزون کا بکامیابی سامنا کرسکے۔ فرانسیس لوگون کا اب بنگال مین نام و نشان باقی نرہیگا۔ قوم ڈچ کی شہرت ایکزمانہ مین مشرقی

بہت زیادہ ہو گئی۔ مگر تاہنوز ایشیا مین یہ کسی کو نہین معلوم ہوا تھا۔ کہ یورپ
مین ملک ہولنڈ کی قوت کو بہت زوال آگیا ہے۔ دربار مرشدآباد اور چنسرا کی
کوٹھی ڈچ کے درمیان کچھ خفیاً خط و کتابت ہوئی۔ چنسرا سے نہایت تاکیدی
مراسلات گورنمنٹ بٹویا کو روانہ ہوئے کہ فی الفور ایک ایسی فوج درست
کرکے روانہ کرو جو بنگال مین انگریزونکا مقابلہ کر سکے حکام بٹویا بھی نہایت
آرزومند تھے کہ اپنے ملک کی عملداری کو ترقی دین۔ اور ایسی دولت حاصل
کرین جیسی حال مین انگریزون کو میسر آئی ہے۔ لہذا انھون نے چند جہازون پر
ایک زبردست فوج بنگال کو روانہ کی۔ سات جنگی جہاز یکایک دریا ھگلی مین
نمایان ہوے۔ کل فوج ۱۵۰۰ سپاہ کی تھی جسمین نصف یوروپین تھی۔ عین
موقع سمجھکر ڈچ لوگون کی یہ یورش ہوئی کلایو نے فرنچ لوگون کا مقابلہ
کرنے کے لیے بہت فوج کرناٹک روانہ کر دی تھی۔ اب جو فوج اُسکے پاس
موجود تھی ڈچ لوگون کی فوج سے شمار مین کمتر تھی۔ اسپر آشکارا ہو گیا تھا
کہ میرجعفر خفیاً حملہ آوران سے سازش کیے ہوے ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا
کہ اگر ایسی سرکاری فوج پر حملہ کرون جس سے ہماری صلح ہے۔ تو سخت ناراضی
ہوگی۔ چونکہ فی الحال فرانس کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے۔ اگر ہولنڈ کے ساتھ
بھی چھیڑ دیجائگی۔ تو وندلسے انگلینڈ نہایت غضبناک ہونگے۔ اور مجھے
سزا دینگے۔ اسنے حال مین ڈچ کمپنی کی معرفت اپنا روپیہ یورپ روانہ کیا تھا
لہذا اسکو دل منظور تھا کہ انکے ساتھ جھگڑا شروع نہ ہو۔ مگر اسنے یہ بھی بخوبی
سمجھ لیا کہ اگر یہ جنگی جہاز دریا مین بڑھکر چنسرا کی فوج قلعہ کے ساتھ اپنی سپاہ کو

ہٹا دینگے تو میر جعفر بھی اپنی فوج کو اُنکے ساتھ ملا دیگا۔ اس حالت میں انگریز سخت خطرہ میں مبتلا ہو جائینگے۔ اور تعجب نہیں کہ اُنکی عملداری و اختیار وہاں سے جاتا رہے۔ اسنے معمولی ہمت و جوانمردی کے ساتھ ڈچ لوگوں سے مقابلہ کرنے کا قصد کیا۔ اور اسمین اُسکے افسروں سنے دل سے تائید کی۔ خصوصاً کرنل فورڈ نے جسکو اس کارروائی کے ضروری کام سپرد ہوئے۔ ڈچ لوگوں سنے زبردستی دریا کی راہ سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کی۔ مگر انگریزوں سنے دونوں سمندر و خشکی کی راہ سے انکا مقابلہ کیا۔ دونوں جگہ دشمن کی فوج زیادہ تھی۔ مگر تاہم اُسکو شکست فاش ہوئی۔ اُنکے جہاز گرفتار اور فوج پراگندہ کر دیگئی۔ بلحقیقت کل یورپین سپاہ جو کل فوج کی جان تھی یا تو قتل ہو گئی یا گرفتار کر لی گئی۔ فتحیاب چنسرہ میں داخل ہوئے۔ وہاں کے حکام اب شکست کھا کر عاجز ہو گئے تھے۔ کلایو کی شرائط کو منظور کرنے پر راضی ہو گئے۔ ان سے عہد کر لیا گیا کہ وہ کوئی قلعہ تعمیر نہ کریں۔ اور بجز اسقدر سپاہ کے جو شہر کی حفاظت کیلیے ضرور ہو کوئی فوج نہ رکھیں۔ اور یہ صاف صاف شرط ہو گئی کہ جسدم وہ ان شرائط کے خلاف کرینگے فوراً بنگال سے نکال دیے جاوینگے۔

اس فتح عظیم کے تین ماہ بعد کلایو۔ انگلینڈ روانہ ہوا۔ وطن میں عالی اعزاز و انعام و خاطرداری اسکے لیے موجود تھے وسے اسکے مرتبہ و عہدے و حوصلے کے لحاظ سے بہت زیادہ تھے وہ آیرلینڈ کا امیر قرار دیا گیا اور اسکو ایک دوسرے خطاب پانے کی امید ہو گئی

جورج سوئیم جو ابھی تخت نشین ہوا تھا۔ اس سے نہایت خاطر داری کے
ساتھ ملا و عزت کی۔ وندا اسنے اُسکے حال پر نہایت شفقت کی پٹ صاحب
جسکا رعب و داب پارلیمنٹ مین بہت زیادہ تھا۔ اسکے عزت کرنے مین نہایت
سرگرم تھا۔ جسنے اس قابل یادگار زمانہ کی رونق افزوئی مین اسقدر مدد کی
تھی۔ اس آتش زبان نے پارلیمنٹ کے درمیان کلایو کو خداداد
لیاقت کا سپہ سالار اور جنگ مین ایسی عالی خوبی رکھنے والا سپاہ
بیان کیا کہ جسکی بہادرانہ کارروائیون پر خود شہنشاہ پروشیا کو بھی حیرت
ہوگئی۔ اگرچہ پٹ صاحب کی تقریر بالکل کسی رپورٹ مین درج نہین ہوئی
مگر چونکہ یہ الفاظ زمانہ کے اول مدبر ملک کی زبان سے نکلے لہذا وہ ضرب المثل
ہوگئے۔ اور بنگال مین کلایو تک پہونچے۔ جسپر اسکو کمال ناز و فخر
ہوا۔ فی الحقیقت ولف کے بعد کوئی انگریز سپہ سالار ایسا نہین ہوا۔
جسپر قوم انگلشیہ نازان ہو۔ ڈیوک اف کمبرلنڈ بدنصیب تھا۔
صرف ایک فتح جو اسنے حاصل کی زیادہ سختی ہونے کے باعث شکست سے
بھی بدتر ہوئی۔ اسمین اسکی بہت بدنامی ہوئی کنوے اگرچہ پیشہ جنگ مین
خوب ہوشیار تھا۔ مگر اسمین مستعدی و لیاقت نہ تھی۔ گنبی اگرچہ ایماندار
و فیاض دل تھا۔ مگر اسمین ذہانت و تربیت نہ تھی۔ سکول کو اپنے
کسی ہمسر سے لیاقت و واقفیت مین کم نہ تھا۔ مگر اسپر ایک ایسا الزام
عاید ہوا جو ایک سپاہی کو ہرگز شایان نہین ہے۔ ایک پردیسی سردار
نیہرلان ہوکر انگریزون نے منڈن و سبرگ مین فتح حاصل کی۔ مگر

یہ ایک طبیعی سے کہ لوگون نے اپنے ایک ہموطن کپتان کی نہایت فخر کے ساتھ قدر و منزلت کی جسکی ذاتی لیاقت و ہوشیاری کی بدولت فتوحات عظیم حاصل ہوئین۔ جنپر عالی جرمن استاد فن جنگ رشک کرسکتے ہین۔

اب کلایو کی دولت اسقدر زیادہ تھی کہ وہ انگلینڈ کے اول درجہ کے امرا کی ہمسری کرسکتا تھا۔ ہنوز اس قسم کے ثبوت موجود ہین کہ اسنے ۱۸ لاکھ روپیہ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی اور ۴ لاکھ انگریزی کمپنی کی معرفت وطن روانہ کیے۔ اور رقمین جو اسنے دیگر سوداگرون کے ذریعہ سے روانہ کین بہت زیادہ ہین۔ اسنے جواہرات کی خریداری مین بھی بہت روپیہ لگایا۔ اسوقت ہندوستان سے روپیہ روانہ کرنے کا ایک یہ بھی عام دستور تھا۔ صرف مدراس ہین ہی اسنے ڈھائی لاکھ کے ہیرے خریدے۔ علاوہ بہت زیادہ روپیہ نقد ہونے اسکے پاس علاقہ تھا۔ جسکی آمدنی خود اسکے اندازے کے مطابق دو لاکھ ستر ہزار روپیہ سالانہ تھی اسکی کل سالانہ آمدنی سرجون ملکم کے اندازے کے مطابق ۴ لاکھ تھی یہ تخمینہ بہت کم تھا۔ جورج سوم کے عہد مین اسقدر آمدنی والے رئیس ایسے کم تھے جیسے اب دس لاکھ سالانہ آمدنی والے ہین۔ یہ البتہ بلا مبالغہ کہہ سکتے ہین کہ کسی پیشہ مین کسی انگریز کو کبھی صرف ۳۴ سال کی عمر مین اسقدر بے انتہا دولت نصیب نہین ہوئی۔

یہ نہ بیان کرنا کلایو کے حق مین نا انصافی ہوگی کہ اسنے اتنی دولت کو نہایت عمدہ و قابل تعریف طور پر استعمال کیا۔ جب کہ فتح پلیسی ہونے سے

وہ مالامال ہوا۔ اسنے ایک لاکھ روپیہ اپنی بہنون کو بخشدیا۔ اور بقیہ
اپنے دیگر غریب دوست رشتہ دارون کو بھی دیا۔ اور اپنے کارندہ کو
حکم دیدیا کہ آٹھ ہزار روپیہ سال میرے والدین کو دیدیا کرو۔ اور
باصرار اُسکو تاکید کردی کہ ایک گاڑی و گھوڑا ضرور رکھیں۔ علاوہ ازین
اسنے اپنے قدیم افسر لاکہرٹس کے لیے جو نہایت تنگ حال تھا۔ پانچ ہزار
روپیہ سال مقرر کردیا۔ کل رقم جو ۱۸۱۹ء تک اسطور تقسیم کی پانچ
لاکھ سے کم نہ تھی۔

اب اسکو شوق ہوا کہ پارلیمنٹ مین داخل ہو۔ زیادہ تر اسی
نظر سے علاقہ خریدے۔ چنانچہ ۱۸۱۸ء کے انتخاب مین
وہ پارلیمنٹ مین داخل ہوا۔ اور اسکے زیر تحت و اختیار اسقدر لوگ
ہوگئے کہ انکی مدد و تائید ہر موقع پر اسکے لیے کارآمد ہو سکتی تھی
انگلینڈ کے نظم ونسق مین اسنے دلچسپی نہین کی۔ اول اسکو فوکس
کے ساتھ محبت ہوئی بعدہ پٹ کی وفات کے کاسلرای نے اسکو
کشش کرلیا۔ مگر اخیر مین جورج گرنول کے جانبدارون مین ہوگیا
شروع ۱۸۲۰ء مین جب کہ نالائق فتنہ انگیز والکینگ کی ناجائز و بیجا
تدبیر پالیسی کے باعث عام کی توجہ مائل تھی۔ شہر کے لوگ ایک واقعہ پر
خوب قہقہا اڑاتے تھے۔ ضمیمہ سرچرچ ۱۸۱۹ء جو اپنے ... کی
سرفرازی کے باعث عام شائستہ لوگون مین داخل ہوگیا تھا جسکی نسبت
کے بیچے وہ اپنی شروع دہقانی عادتون کے باعث لائق نہ تھا

ایک مرتبہ دربار شاہی مین پیش ہوا۔ بادشاہ نے ازراہ الطاف
خسروانہ دریافت کیا کہ آپکا پسر اسوقت کہان ہوگا۔ ضعیفہ نے
ایسے زور سے کہا کہ کل حاضرین نے سُنا۔ کہ وہ بہت جلد شہر مین
پہونچیگا تب جہان پناہ کو ایک ووٹ اور ملجایگا۔

دراصل مسٹر کلایو کے کُل خیالات اسی ملک کیجانب رہتے تھے
جسمین اُسنے سپاہی و منتظم ہو کر نہایت عالی شہرت و عزت حاصل کی۔
اور انگلینڈ مین اسی ملک کے انتظام کے بارے مین اسکی راے
وزنی سمجھی جاتی تھی۔ کمپنی کے اختیارات کو ہمارے زمانہ تک بدڈھنگ
بے ترتیب ہین گو خوشگوار ہین۔ مگر کلایو کے زمانہ مین نہایت
ناگوار و مکروہ تھے یہ بورڈ آف کنٹرول (مجلس جانچ) نہ تھا۔
ڈایرکٹر عموماً تجار و سوداگر تھے جو انتظام مملکت کے قواعد سے
محض ناآشنا تھے۔ اور اس ملک کے ضرورتون سے بالکل ناواقف تھے
جو یکایک عجیب طور پر انکے زیر تحت ہو گیا۔ کورٹ آف پروپرایٹر
کو جب کسی کام مین دخل دینا منظور ہوتا حسب دلخواہ کرلیتا۔ زمانہ حال
کی بہ نسبت اس کورٹ مین زیادہ شرکا تھے۔ اور انکے اختیارات
بھی بہت زیادہ تھے۔ ہر پانچ ہزار روپیہ کے حصہ دار کو راے دینے کا
اختیار تھا۔ انکی جلسین نہایت شور و شر اور مباحثہ اور بھی زیادہ تیزی
و تندی کے ساتھ ہوتے۔ نہایت ضروری و اہم معاملات کے
تصفیہ رشوت ستانی و دغا و فریب کے ساتھ ہوتے۔ جعلی ووٹ

کر لیجاتین ۔ کلایو نے خود دس لاکھ روپیہ کمپنی کے سرمایہ
مین لگا دیا جس سے وہ دیگر حصہ دارون پر حاوی رہتا۔

زمانۂ حال کی بہ نسبت زمانۂ سابق مین ہندوستان کے معاملات پر
انگلینڈ مین زیادہ دلچسپی لیجاتی تھی۔ اور اسکا سبب یہی ظاہر ہے۔
اب ملازمت مین صرف نوجوان داخل ہوتے ہین۔ انکی ترقی نہایت
آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔ اُن مین سے وہ نہایت خوش قسمت سمجھا جاتا
ہے جو ۴۵ سال کے سن مین دس ہزار روپیہ کی پنشن پاکر اور دو تین
لاکھ روپیہ تنخواہ سے بچاکر وطن واپس آتا ہے۔ انگریز اہلکار بلا شک
ہندوستان سے بہت دولت کماکر لیجاتے ہین۔ مگر اب اتنا نہین ہے
کہ کوئی یکایک زر کثیر جمع کر لے۔ اب جو روپیہ جمع ہوتا ہے تو محنت
و ایمانداری کی کمائی سے آہستہ آہستہ جمع ہوتا ہے۔ صرف پانچ یا چھ
عالی ملکی عہدہ تجربہ کار مدبران ملک انگلینڈ کے واسطے ہندوستان مین
مخصوص ہین۔ عہدہ رزیڈنسی و سکرٹری و بورڈ و صدر دیوانی پر صرف
وے مقرر ہوتے ہین جنھون نے مدت دراز تک کمپنی کی ملازمت کی ہو۔
دوسرے شخص کو یہ عہدے نہین دیے جاتے۔ گو وہ کیسا ہی عالی
درجہ کا لائق اور کسی زبردست حاکم کا رشتہ دار کیون نہ ہو۔ یہ ادین
کے لیے مخصوص رکھے گئے ہین جو بتدریج ادنے عہدہ سے ترقی پاتے
ہوئے وہان تک پہونچتے ہین ۔ ۔ سال قبل ہندوستان سے وطن کو
زمانۂ حال کی بہ نسبت کم روپیہ جاتا تھا۔ مگر جسقدر جاتا تھا صرف ایک

قلیل شمار عہدہ دارون کے ہاتھ مین جاتا۔ اور بعض اوقات زر کثیر چند ماہ کے درمیان ہی ایک کے ہاتھ لگ جاتا۔ ہر انگریز اُسکی کچھ ہی عمر ہو۔ ہندوستانین خوش قسمت عہدہ دار ہونے کی توقع کر سکتا تھا۔ اگر ایک لیڈن ہال اسٹریٹ مین کوئی خوش تقریر کرتا یا میر مجلس کمپنی کی حمایت مین کوئی عمدہ رسالہ لکھتا تو وہ فوراً کمپنی کی ملازمت مین داخل ہو کر ہندوستان مین روانہ کر دیا جاتا۔ اور تین چار سال مین کلایو۔ یا پگوٹ کے مانند امیر ہو وطن واپس چلا آتا۔ اسی طور دفتر ہند انگلینڈ مین ایک قمار خانہ تھا جہان ہر شخص کو قسمت آزمائی کرنے کا موقع حاصل تھا۔ اور خوش قسمت جیتنے والے کے لیے نوابون کی دولت موجود تھی۔ جب کہ عام پر جوش ہوا کر دنیا کا ایک حصہ ایسا موجود ہے جہان ایک روز ایک لفٹنٹ کرنیل کو ایک ایسی جاگیر نذر مین میسر آئی جو آمدنی مین ارل آف بلتھ یا مارکیوس اٹت سر وکنگہم کے علاقہ کے مساوی ہے۔ اور جہان دو تین لاکھ روپیہ انگریزی اہلکار کو صرف ذرا زبان ہلانے پر ملجاتا۔ تو ہر کس و ناکس کے دلین پر جوش آرزو و بے اضطرابی پیدا ہوتی کہ کسی ترکیب سے وہ سونے کی چڑیا ہاتھ آجاوے۔ اور وہ یکایک دولتور بنجاوے اور سب کے دل مین وجہ رکے اور اوسط و کم منافع سے نفرت ہوگی۔

دفتر ہند مین ایک زبردست فرقہ کا سردار و سرغنہ ایک شخص بنام سلیون مدت تک رہا۔ اسکو کلایو کے ساتھ سخت حسد و رشک تھا اسکے دلین سابق گورنر بنگال کی اس گستاخی پر سخت ملال

وغصہ تھا کہ اسنے ڈائرکٹران کمپنی کی اکثر حکم عدولی کی تھی - کلایو کے
انگلینڈ واپس آجانے پر طرفین ہردو فریقین کے درمیان میں ملاپ
کرا دیا گیا - مگر دونون کے دلون مین سخت کدورت بھری رہی - ان
ایام مین سالبسال کل ڈایرکٹر منتخب ہوا کرتے تھے ۱۷۶۳ کے
انتخاب مین کلایو نے اس زبردست وحاوی فرقہ کی قوت کو شکست
کرنے کی کوشش کی - اسمین نہایت شور وغل وطمطراق کے ساتھ مباحثہ
ہوا جسمین سلیوین فتحیاب ہوا - لہذا اسنے اب اپنا انتقام لینے کی
کوشش کی - اکثر انگریز قانون دانون کی رائے مین کلایو کو
میرجعفر کی بخشی ہوئی جاگیر سے مالگزاری پانا جائز و درست تھا - یہ
بخشش بنگال مین اس حاکم سے کلایو کو عطا ہوئی جس سے کمپنی کو
اسکو خاص علاقہ ملے تھے - اور مدت دراز تک کمپنی کلایو کو
بلا عذر مالگزاری ادا کرتی آئی - اور کسی حصہ کا اعتراض نہین کیا -
ڈائرکٹرون نے اب سخت بے انصافی پر کمر بستہ ہو کر اس سے وہ جاگیر
چھین لینے کا قصد کیا - لہذا کلایو کو انکے خلاف عدالت مین [illegible]
کرنا پڑا -

اسوقت یکایک کاروبار مین اشد ابتری ہو گئی - بنگال سے
ہر جہاز مین وہان کی خوفناک بد انتظامی کی خبرین آتے تھین - صوبہ کی
حکومت ایسی درہم برہم اور ابتر ہو گئی تھی - کہ ایک قدم آگے چلنے کی
امید باقی نہ رہ گئی تھی - ایسے ملازمان سرکاری کے گروہ سے

کیا بہتری کی توقع ہوسکتی تھی جنکے سامنے ہردم ایسی طمع موجود تھی
جسکو کلایو نے اکثر تبہ لکھا ہے کہ خون و گوشت برداشت
نہین کرسکتا۔ اور جنکے اختیارات ایسے نادرشاہی تھے۔ کہ کسی کی
مجال نہ تھی جو اُنپر اعتراض کرسکے۔ اور جو ایک ایسی کمپنی کو جوابدہ
تھے جو راشی و دغاباز و آشفتہ حال شرکا سے بنی ہوئی تھی اور
کہ جو ایسے دور و دراز مقام پر واقع تھی کہ ایک مرسلہ کے جواب آنے جانے
مین ڈیڑھ سال کا عرصہ درکار ہوتا تھا۔ چنانچہ کلایو کے بنگال سے
روانہ ہونے کے پانچ سال کے درمیان انگریزون کی بدنظمی اس درجہ
تک پہونچ گئی کہ انسانیت کی حد سے خارج ہوگئی۔ بنگال مین چار طرف
انکے ظلم و لوٹ و مار سے واویلا مچ گیا تھا۔ رومن حاکم ایک دو سال
مین اپنے زیر حکومت صوبہ سے اسقدر زر کثیر کھینچتے تھے۔ کہ کمپنی
کے کنارے سنگ مرمر کے محل و حمام تعمیر کرا سکین۔ و نادر خوشبوئین
و نادر گانے والے پرندون کے گانے اور اقسام اقسام کے سامان
و چرند و پرند دل بہلاو کے لیے مہیا کر سکین۔ اسپین کے نائب السلطنت
مکسیکو یا سیسیا کے باشندگان کی سخت بددعائین و لعنت و ملامت
کمائے ہوے شہر مین زرق برق و بھڑکیلی کوچ گاڑیون کی قطارین نکالتے
جنکے گھوڑون کے سم مین چاندی کے نال جڑے رہتے داخل ہوتے تھے۔
انگریزی اہلکار اپنے ظلم و بے انتہا طمع مین ان سب سے بڑھ گئے۔ اگر
وہ اصل شی جسکو نفس رحمی کہتے ہین کمپنی کے ملازمون مین موجود تھی اگرچہ

سب بے رحمی سے ایسے نتایج نہ پیدا ہوتے جیسے انکے یکایک دولتمند ہو جانے سے بے قاعدہ اصول و آرزو و شوق سے پیدا ہوئے انھون نے اپنے آوردہ میر جعفر کو تخت سے اُتار کر دوسرے شخص میر قاسم کو نواب بنایا۔ مگر یہ کچھ انسانیت رکھتا تھا۔ اگرچہ وہ خود اپنی رعایا پر ظلم کرتا۔ مگر اسکو یہ برداشت نہ تھی کہ غیر لوگ ایسے کامون کے لئے ستاوین جنسے اسکو کوئی فائدہ حاصل نہین۔ بلکہ جس سے اسکی آمدنی بالکل بند ہونے کے قریب پہونچ گئی ہو۔ انگریزون نے اپنی مرضی کے موافق میر قاسم کو اُتار کر پھر میر جعفر کو بٹھا دیا۔ میر قاسم بہت انگریزون کو قتل کرنے سے اپنا انتقام لیکر نواب اودھ کی پناہ مین بھاگ آیا۔ اسکی یہ شقاوت و بیرحمی بیلاک ھول کے قتل سے کچھ کم نہ تھی۔ ہر ایسی تبدیلی ہونے پر جو کچھ اول نواب کے خزانہ مین باقی ہوتا نئے نواب اپنے تخت پر بٹھانے والے کے درمیان تقسیم کر دیتا۔ کل آبادی ملک کی انکے لیے شکار ہو گئی جنھون نے اسکو تخت نشین کیا۔ اور جو جب چاہین اسکو برطرف کر سکتے سب کی جان و مال انکے اختیار مین تھی جو چاہتے کرتے کوئی انسے بولنے والا نہ تھا۔ ملازمان کمپنی نے کل ملک کی اندرونی تجارت اپنے خاص اجارہ مین کر لی۔ وہ باشندگان کو گران خریدنی و ارزان فروخت کرنے پر مجبور کرتے۔ و نواب کے اہلکاران پولیس و عدالت و خزانہ و مالگزاری کا ذرا لحاظ نہ کرتے۔ اور نہ ذرا خوف کھاتے انھون نے ایک گروہ و لیسی ملازمون کا اپنی حفاظت مین ایسا تیار کر رکھا تھا

جوجہان جاتے غارتگری و خوف نازل کرتے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ انکو
ظلم و ستم سے باز رکھے۔ ہر گماشتہ ملازم کمپنی فرعون بے سامان تھا
اور سمجھتا تھا کہ جو میرے مالک کے اختیارات ہین وہ میرے ہی ہین۔
اور ہر اہلکار کمپنی سمجھتا کہ جو اختیارات کمپنی کے ہین وہ میرے ہی ہین۔
اسطور بہت جلد بڑی دولت کلکتہ مین جمع ہو گئی۔ مگر ۳۰ ملین بنی انسان
نہایت مصیبت کی حالت مین مبتلا تھے اگرچہ وے مدت سے ظلم و ستم برداشت
کرنے کی عادی تھے۔ مگر اس درجہ خرابی و ابتری و ایذا رسانی کبھی نہین
ہوئی تھی۔ انکو کمپنی کی ذرا سی انگلی سراج الدولہ کی کمر سے زیادہ موٹی ثابت
ہوئی قدیم حکام کے زمانہ مین انکے لیے ظلم و ستم سے محفوظ رہنے کے لیے
ایک نکاس تھا۔ جب جور و ظلم قوت برداشت سے تجاوز کر جاتا تو وہی
باغی بنکر و شور و شر برپا کر کے اس موجودہ حاکم کو گدی سے اتار دیتے۔
مگر انگریزی سرکار سے اسطور بھی گلو خلاصی نہین ہو سکتی تھی۔ یہ سرکار اگرچہ
دیگر ناشایستہ وحشیون کے مثل ظالم تھی۔ مگر کل ہنر شایستگی سے قوی و مضبوط
بنی ہوئی تھی۔ وہ خون کا پیاسا دیو کے حکومت کے مثل تھی نہ ظالم
انسان کے سخت مایوسی مین بھی نازک و زنانہ بنگالیون کی جرأت نہین ہوتی
کہ انگریزی نسل کے دیو سے مقابلہ کرنے کی جرأت کرین۔ جو حال مین اپنی
ہوشیاری و قوت کے باعث اپنے شمار سے دس گونہ شمار کے اوپر
فتحیاب ہو چکی تھی۔ اس بدبخت فرقہ بنی انسان نے کبھی مقابلہ کرنے کی
جرأت نہین کی۔ بعض اوقات وہ نہایت صبر سے ظلم و ستم برداشت کر کے

خاموش ہورہتے ۔ بعض اوقات گورے رنگ کے انسان سے اپنی
جان بچاکر بھاگ جاتی۔ جیسے انکے باپ دادے مرہٹون سے بھاگ گئے تھے
انگریز مسافر کی پالکی اکثر ویرانہ وخاموش گانون کے درمیان ہوکر گذرتی۔
جسکے باشندے گورے رنگ کے انگریز کی آمد کی خبر پاتے ہی اپنے گھر
ترک کرکے بھاگ جاتے۔

بنگال کے پروسیی حکام سے کل ہمسایہ حکام کو طبعی نفرت ودشمنی
تھی۔ وہ سب سے مقابلہ کرنے کو مستعد تھے۔ انگریزی فوج ہر جگہ شمار مین
کم ہوتی۔ مگر ہر جگہ فتحیاب ہوتے۔ اکثر افسر جنھون نے کلایو کے زیر نگرانی
تعلیم حاصل کی تا ہنوز اپنے ملک کی بہادری قائم کیے ہوے تھے۔ اس زمانہ
کا ایک مسلمان مورخ لکھتا ہے "اس قوم کی مستعدی ودل کی مضبوطی و
بے خوف بہادری مین ذرا کلام نہین۔ انہین کامل بہادری کے ساتھ نہایت
ہوشیاری واحتیاط بھی ہے وہ لوگ صف آرائی وقواعد مین بے نظیر
ہین۔ پس اگر انکو ایسی عالی جنگی لیاقت کے ساتھ ان بندگان خدا کی رضامندی
وبہبودی کے ساتھ حکومت کرنے کا سلیقہ حاصل ہوتا۔ اور رعایا کو
آرام وآسایش پہونچانے کا ذرا بھی خیال ہوتا تو تمام دنیا مین کوئی قوم
ان سے زیادہ لائق وقابل پسند نہوتی۔ انکی عملداری مین رعایا ہر جگہ
ظلم سے گریہ وزاری کرتی نظر آتی ہے۔ حد درجہ کی محتاجی ومصیبت
مین مبتلا ہے۔ اے خدا تو اپنی مصیبت مین فدہ بندون کی مدد کر اور
انکے سخت ظلم سے انکی پناہ کر۔"

یہ غیر ممکن ہے کہ جنگی افسر بھی مدت تک ان خرابیون سے جو گورنمنٹ کے دیگر افسرون مین موجود ہو جاتے مین بیزار رہے۔ سخت گیری و لوٹ مار و آرام طلبی و عدول حکمی و سرکشی کی طبیعت عہدہ داران ملکی سے جنگی تک مین پھیل گئی۔ اور افسرون کی یہ کیفیت دیکھکر سپاہیونکا بھی یہی حال ہوگیا۔ یہ خرابی رفتہ رفتہ اس درجہ تک ہو چکی کہ ہر نشست مین سازشین ہونے لگین۔ جب کسی ایک سپاہی کو سزاے موت ہوئی تب سب کو ذرا خوف ہوا۔

آخرش کو بنگال کی ایسی کیفیت سنکر انگلینڈ مین بے چینی ہونے لگی متواتر تبدیلیاں ہوئین۔ باشندے لوٹے گئے۔ تاہم کمپنی کو کوئی فائدہ نہوا۔ ہر جہاز مین دو چار قسمت ور ہندوستان سے خوب دولت کما کر آئے۔ اور عظیم الشان مکانات تعمیر کرائے۔ اور بڑے علاقہ خریدے مگر کمپنی دیوالیہ ہی ہوئی تھی۔ سرحد پر جنگ بپا ہوئی تھی۔ فوج مین بغاوت ہو رہی تھی۔ پیراشرو دربار کے مثل زیادتیون کے قوم کی نہایت بدنامی و ذلت ہو رہی تھی۔ یہ حالت سنکر وہ جو ہندوستان کے معاملات سے آگاہ تھے۔ نہایت خائف ہوے۔ عام نے بھی شور و غل مچانا شروع کیا۔ کہ کلایو ہی اس سلطنت کو جسکی اُسنے بنا ڈالی ہے۔ محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اور کوئی ایسا لائق نہین ہے جو اُن ہولناک خرابیون کو رفع کرسکے۔

کورٹ آف پروپرایٹر کے اجلاس مین نہایت تندی کے ساتھ

یہ خیال ظاہر کیا گیا۔ سب فرقے کے شرکا نے اپنے ذاتی تصفیہ و تکرار کو
فراموش کر کے اور اپنے منافع کے خیال کو برطرف کر کے ہموار ہو کر
کہا کہ اس موقع پر کلایو کی ضرورت ہے۔ لہذا اسپر سب نے اتفاق راے
ظاہر کی۔ کہ اسکی جاگیر کے بارے مین جو ظالمانہ کارروائی ہوئی ہے
ترک کر دیجاوے۔ اور اُس سے منت کیجاوے کہ ہندوستان
واپس جا کر کل انتظام مین اصلاح کرے۔

اسکے بعد کلایو نے مجلس مین کھڑے ہو کر کہا "اپنی جاگیر
کے بارے مین صاحبان ڈائرکٹرے مین مناسب تصفیہ کرنے پر
راضی ہون۔ وہ معاملہ باسانی طے ہوسکتا ہے۔ مگر اس سے زیادہ ایک
اور مشکل ہے۔ وہ یہ ہے کہ تاوقتیکہ میرا بد خواہ سلیون کمپنی کا ممبر مجلس
رہیگا مین کبھی سرکار بنگال کے کام کو اپنے ہاتھ مین لینے کی جرأت نہ کرونگا
یہ مین نے واجب سمجھکر آشکارا کر دیا" یہ سُنکر مجلس مین نہایت شور
و غل شروع ہوا۔ سلیون نے کچھ کہنا چاہا مگر ایسا ہنگامہ و بکھیڑ
ہوا کہ کسی نے اُسکا ایک لفظ تک نہ سُنا۔ عنقریباً کل شرکا موجودہ
کلایو کے جانب دار تھے سلیون نے بذریعہ ٹکٹ تحریری راے
طلب کرنے کی کوشش کی۔ مگر کمپنی کا یہ ایک قاعدہ تھا کہ تاوقتیکہ
نو شرکا تحریری راے نہ دین۔ اسطور پر عام مجلس کی راے نہین
لیجاسکتی۔ اگرچہ مجلس مین کئی سو شرکا موجود تھے۔ مگر تاہم اُنمین نو
اشخاص ایسے نہ نکلے جو سلیون کی اس درخواست کو منظور کرتے۔

لہذا اسی روز کلائیو بنگال کا گورنر و کمانڈر انچیف مقرر ہوا- مگر اسنے اپنے عہدے کے فرائض کو ہاتھ مین لینے سے انکار کیا- تاوقتیکہ ڈایرکٹرون کا نیا انتخاب نہ ہو جاوے- نہایت جدو کد کے ساتھ یہ کارروائی ہوئی- آخرش کو کلائیو فتحیاب ہوا- سلیون جو دفتر ہند مین کلیہ مالک تھا- کرسی میر مجلس سے برطرف کر دیا گیا- اور ایک بھی شریک نے اسکے بدستور اس عہدہ پر رہنے کی راے نہ دی اب جو میر مجلس و نائب میر مجلس مقرر ہوئے وے کلائیو کے دوست تھے-

ایسی صورت مین کلائیو تیسری و اخیر مرتبہ ہندوستان کو روانہ ہوا- مئی ۱۷۶۵ء کو وہ کلکتہ پہونچا- اور کل گورنمنٹ کا اپنے اول قیاس سے بھی زیادہ ابتر و بے ترتیب پایا- میر جعفر جسکا سب سے بڑا پسر میرن اول فوت ہو چکا تھا- اب جبکہ کلائیو ہندوستانکی راہ مین تھا انتقال کر گیا- اہلکاران کے نام اول سخت حکم آ چکے تھے کہ دیسی نواب و راجاؤن سے ایک حبہ تک نذر مین قبول نہ کرین- مگر طامع نڈر ہو کر اور اپنے دور و دراز کے ناواقف و غافل مالکون کے احکام کی کچھ پرواہ نہ کر کے انھون نے اب پھر تخت بنگال کا نیلام شروع کیا- قریب چودہ لاکھ روپیہ کے کمپنی کے سب سے زبردست ملازمان کے درمیان تقسیم کیا گیا- اس رشوت کے لحاظ سے نواب متوفیہ کا ایک شیر خوردہ پسر تخت پر بٹھایا گیا- اس قابل لعنت و قبیح کارروائی کی

خبر کلایو کو کلکتہ پہونچنے پر معلوم ہوئی۔ جہاز سے اوترنے کے
چند روز بعد اُسنے اپنے ایک دوست کو خط لکھا تھا جس سے اسکے دل کا
افسوس و آزردگی ظاہر ہے۔ اور ہولناک ابتری کا حال آشکارا ہوتا ہے
جب یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ الفاظ ایک نہایت زبردست دل و شجاع کے
قلم سے لکھے گئے ہین اور جسکو مبالغہ کرنے کی ذرا عادت نہ تھی تو دل پر
نہایت اثر ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے " اے افسوس قوم انگلشیہ کا نام
لیا غارت ہوگیا و ڈوب گیا۔ جب مین انگریزون کی اولنامورسی کا خیال
کرتا ہون تو اپنے جوش رنج کو ضبط نہین کرسکتا۔ بے ساختہ میری چشم سے
اشک جاری ہوجاتے ہین۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عزت و شہرت اب
پھر کبھی حاصل ہوگی یا نہین تاہم خداوند خدا کو جو سب کے دل کے حال کو
جانتا ہے۔ اور جسکو مین آئندہ اپنے اعمال کا جواب دہ سمجھتا ہون
گواہی دیکر کہتا ہون کہ صدق دل سے میرا یہی قصد ہے کہ ان ہولناک خرابیون
کو رفع کرون یا اسی کوشش مین جان دیدون۔ یا خدا تو میرا شاہد ہے میری
یہ نیت ہرگز نہین ہے کہ بیجا طور پر نند حاصل کرنے کی جستجو کرون "

کونسل منعقد ہوئی کلایو نے انکے سامنے بیان کردیا کہ میرا
قصد مصمم ہے کہ کل انتظام مین بخوبی اصلاح کرون۔ اور جو کچھ اختیارات
ملکی و جنگی مجھے عطا ہوئے ہین انکو پورا پورا استعمال کرون۔ جونسٹن
جو کل مجلس مین سب سے نالائق اور نڈر تھا۔ کچھ مخالفت کرنے پر
آمادہ ہوا کلایو نے اسکو بولنے سے روک کر دھمکی دیکر دریافت کیا

کہ آیا آپ کو نئی گورنمنٹ کے اختیارات پر کلام ہے۔ جونسٹن ڈر گیا
اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی اعتراض نہین ہے۔ کل شہر کا کا رنگ فق ہو گیا
اور پھر کسی نے کوئی عذر نہ کیا۔

کلایو نے اپنے عہد کو پورا کیا۔ وہ صرف ڈیڑھ سال
ہندوستان مین رہا۔ اور اس قلیل عرصہ مین نہایت اہم و وسیع و زبردست
اصلاح کی جیسی بہت کم دیگر مدبران ملک سے ظہور مین آئی ہو گی۔ اپنی زندگی
کے اُس حصہ کو وہ نہایت فخر کے ساتھ بیدیاد کیا کرتا تھا۔ اسوقت اسکے اختیار
تھا کہ جسقدر دولت کثیر اسکے پاس موجود تھی اسکو تین مرتبہ اور زیادہ
کر لیتا۔ اگر وہ انصاف کو مد نظر رکھتا ان خرابیون کی طرف سے چشم پوشی
کر لیتا۔ جنکو دور کرنے کا اُسنے بیڑا اُٹھایا تھا۔ اِسکے اختیار مین تھا کہ
بے مدد بزدل قوم کو بنگالہ کے انگریزون کے زور و ظلم و لوٹ و مار پر
ترک کر کے ان سب کو رضامند رکھتا۔ وہ بدبخت لوگ نہین جانتے تھے
کہ وہ جزیرہ کہان پر واقع ہے۔ جہان سے ہمارے خون کے پیاسے
چلے آتے ہین۔ اور نہ اُن بیچارون کو کوئی ذریعہ حاصل تھا کہ جس سے
اُنکی فریاد ین پندرہ ہزار میل سمندر کے پار پہونچ سکتین۔ کلایو بخوبی
جانتا تھا کہ جب مین بسرگرمی اصلاح شروع کرونگا تو سب قسم کی بد لوگ
میری مخالفت پر کمربستہ ہو جاوینگے۔ وہ اچھی طرح سمجھے ہوئے تھا
کہ وہ سے سنگدل و بے ایمان و خونخوار جو وطن سے یہ امید کر کے چلے
تھے کہ چند ماہ کے درمیان اسقدر دولت کثیر حاصل کر لینگے کہ باقی زندگی

نہایت امیری عیش و آرام سے کیٹنگی اور علاقہ خرید لینگے۔ ناپوس
ہوکر سخت دشمنی کرینگے۔ مگر اسنے پختہ قصد کرلیا تھا کہ مین لاکھون بنی
انسان کو انکے ظلم و ستم سے رہا کیے بغیر نہ رہونگا۔ لہذا اسنے جنگ
پالیسی سے تیز تر جنگ کے لیے اپنے دلکو مضبوط کیا۔ اول کامیابی ہونے
کی ذرا امید نظر نہ آئی۔ مگر جلد ہی کل مزاحمت اسکے زبردست آہنی ہاتھون
کے سامنے دور ہوگئین۔ ولیپیون سے نذرانہ قبول کرنی کی سخت ممانعت
کردی گئی۔ ملازمان کمپنی کی خانگی تجارت بالکل موقوف کردیگئی۔ کل انگریز
آبادی ان تدابیر سے سخت مخالف بنگئی۔ مگر یہ گورنر اپنے بندوبست سے
کسی خوف کے باعث ذرا تجاوز کرنے والا نہ تھا۔ اسنے غور کیا کہ اگر قلعہ
ولیم کے متعین میرے ماتحت خلاف ہین۔ تو مین دوسری جگہ کے ملازمان
سول کو طلب کرلونگا۔ لہذا اسنے نیا بندوبست چلانے کے لیے مدراس
سے چند عہدہ دارون کو طلب کرلیا۔ اولاً اسنے ان سب کو جو اس سے
مخالفت کرتے تھے موقوف کردیا۔ باقی عہدہ دارون نے خوف زدہ
ہوکر مخالفت کرنا ترک کردیا اور پھر کسی نے آنکھ سامنے کرنے کی جرأت
نہین کی۔

مگر کلایو نہایت دوراندیش و عاقل تھا۔ اسنے سمجھ لیا کہ یہ کل
خرابیان ایک ایسے سبب کے باعث ہین کہ جب میرا مضبوط ہاتھ ہٹ جائیگا
تو پھر بدستور سابق پیدا ہوجاوینگی۔ کمپنی ملازمان کی تنخواہ کم رکھنے مین
نہایت غلطی کرتی تھی۔ انکی تنخواہ اسقدر قلیل تھی کہ گرم ملک مین ایک

یورپین کو بجلی و تندرستی رکھنے کے کل سامان مہیا کرنے کے لیے کافی نہ تھی۔ قلیل تنخواہ سے ایک پیسہ بچانا غیر ممکن تھا۔ یہ قرین قیاس نہین کہ اوسط لیاقت کے اشخاص بھی اپنی زندگی کا عمدہ زمانہ گرم ملک مین جلاوطن ہو کر محض خشک نان کے لیے صرف کرنا گوارا کرین۔ شروع سے یہ سب سمجھے ہوئے تھے کہ گو کمپنی کی ملازمت مین تنخواہ براے نام ہے مگر ہر کس و ناکس کو خانگی و ذاتی تجارت سے مالامال و امیر ہونے کا اختیار ہے یہ دستور کمپنی کی تجارت کے لیے نہایت مضر تھا۔ بادشاہ جیمس اول کے زمانہ مین اس نہایت عاقل صاحب غور ٹومس روئی صاحب نے ڈائرکٹرز کو صلاح دی تھی کہ اس خرابی کو رفع کرین۔ اُسنے کہا تھا "کل خانگی تجارت کی ممانعت کرو تب کمپنی کا کاروبار بہتر طور پر ہوگا۔ مین جانتا ہون کہ یہ سختی ہے اور سب ملازمان کمپنی کو ناگوار ہوگا۔ سب علانیہ کہتے ہین کہ ہم اسقدر دور و دراز ملک مین صرف قلیل تنخواہ کے اوپر نہین آتے ہین۔ مگر یہ عذر انکا دور ہو جائیگا۔ جب انکو معقول تنخواہ دوگے۔ اس صورت مین آپ پر روشن ہوگا۔ کہ اس عمدہ تدبیر سے بجاے نقصان ہونے کے کسقدر کمپنی کو فائدہ ہوگا۔"

باوجود اس عمدہ و نیک صلاح کے کمپنی نے اپنے قدیم دستور کو ترک نہ کیا۔ اور ملازمان کی تجارت پر چشم پوشی کرتی رہی۔ ہر ممبر کونسل کی تنخواہ صرف تین ہزار روپیہ سالانہ تھی۔ مگر یہ عام مشہور تھا کہ ایسا عالی عہدہ دار ہندوستان مین اس رقم سے دس گنا خرچ کرتا ہے

اور یہ ہرگز توقع نہین ہوسکتی کہ وہ ہندوستان مین تو ایسی عیش و آرام کے ساتھ رہتے اور وطن واپس آنے کے لیے کچھ روپیہ نہ بچا کر رکھتے بنگال فتح ہونے کے قبل اسطریق سے اگر کوئی نقصان تھا تو صرف یہی تھا کہ سرکار کمپنی کو اپنے حصون کا کم منافع ملتا۔ مگر اب کمپنی ملک کی حاکم ہوگئی تھی۔ گو اسکے نوکر ہنوز کوٹھی والے و سوداگر ادنی واعلے کہلاتے تھے۔ مگر در اصل وہ اب وسیع ملک کے حاکم اعلی و ماتحت تھے۔ انکو اب کامل حاکمانہ اختیارات حاصل تھے انکی معمولی تنخواہین عالم کو منظور تھین۔ کہ بہت ناکافی ہین۔ قدیم رواج و اپنے مالکان کی ظاہرا اجازت سے انکو دیگر وسائل سے روپیہ کمانے کے اختیارات حاصل تھے۔ پس یہی اصل باعث اس ہولناک ظلم و رشوت ستانی کا ہوا جسکے سبب سے تمام بنگال مین واویلا مچا ہوا تھا۔ و غارتگری طاری تھی۔ کلایو نے خوب سمجھ لیا کہ ایک انسان کو اختیارات عظیم دیدینا اور پھر یہ توقع کرنا کہ وہ مفلسی و محتاجی مین رہے محض لغو و بیہودہ ہے۔ اسنے انصافا گو نہ غور کرلیا کہ کوئی اصلاح مؤثر و دائمی نہین ہوسکتی۔ تاوقتیکہ اسکے ساتھ ملازمان ملکی کمپنی کے مشاہرہ مناسب و معقول نہ مقرر کیے جاوین۔ مگر ایک بڑی بھاری یہ دقت پیش آئی کہ وہ بخوبی سمجھتا تھا کہ ڈائرکٹران کمپنی اپنے خزانہ سے ایک حبہ زیادہ دینا منظور نہ کرینگے۔ چنانچہ صرف ایک تدبیر اس مدبر کے لیے رہگئی جسکی بابت اکثر لوگون نے اسکی رسوائی کی۔ مگر ہماری دانست مین

اُسکی وہ کارروائی نہایت واجب و مناسب تھی۔ اسنے ملازمان کی
تنخواہ اضافہ کرنے کے لیے نمک کا اجارہ مقرر کر دیا جو آج تک سرکار
انگریزی کی آمدنی کی ایک خاص مد چلی آتی ہے۔ اس آمدنی سے اُسنے کل
ملازمان کی حسب حیثیت و درجہ تنخواہ زائد مقرر کر دی۔ وہ سب نہایت
انصاف کے لحاظ سے ہوئی۔ اسکی وجہ سے دشمنون نے اُسپر
الزام لگایا کہ خانگی تجارت جسکے دور کرنے کے لیے وہ روانہ
کیا گیا تھا اسنے اسطور اور زیادہ بڑھائی جو جو وعدہ سب کیے تھے۔
اُنکو شکست کیا اور جو ہدایتین اسکو کی گئی تھین اُنکا ذرا لحاظ نہین کیا
مگر ہر شخص جسکو ذرا بھی عقل و تمیز ہوگی تسلیم کریگا کہ جس طریق کو اسنے
مقرر کیا اور جسکو نیست و نابود کیا۔ ان دونون کے درمیان ذرا بھی
مناسبت نہین۔ وہ شے دیگر و شے دیگر کلائیو کے پیدا ہونے کے
قبل ہندوستان کے حکام کے لیے اجارہ نمک ہمیشہ سے ذریعہ آمدنی
چلا آیا ہے۔ اور اُسکی وفات کے بعد تک جاری رہا۔ ملازمان سول
اس آمدنی مین سے ایک حصہ پانے کے انصافاً مستحق تھے کلائیو
نے اگر کوئی نیا بندوبست کیا تو صرف یہی کیا۔ کہ اس آمدنی مین سے
انکی تنخواہین مقرر کین۔ اسنے اس ترکیب سے اس ظلم و ستم کو دفع کرکے
جسکے ذریعہ سے قلیل عرصہ مین کمپنی کے لوگ زر کثیر رعایا کے خون سے کھینچکر
چلدیتے تھے۔ انکے لیے ایک ذریعہ مہیا کر دیا۔ کہ وہ ہا یمان مشرق مین
کچھ مناسب روپیہ وطن کے جانے بچا سکین۔ مگر افسوس بعض انسان کیسے

بے انصاف و بے تمیز ہوتے ہین کہ ایک ایسی تدبیر کو زبون و نامعقول بیان کرتے ہین جو کل اصلاح و کامیابی کی کا مل بنا ہے - اور طرفہ یہ ہے کہ جو امور در اصل اسکی عمدہ کارروائی مین داخل ہین اُنکا کسی نے خیال نہین کیا -

اسنے ملازمان ملک کی مخالفت دفع کرکے سب مناسب بندوبست کر دیا - مگر ملازمان جنگی مین ایسی اصلاحین جاری کر دینا آسان نہ تھا جبتک ڈائرکٹران چند قسم کی تخفیف فوج مین کر دیگئی جسکے باعث ایک ایسا طوفان عظیم برپا ہوا کہ جسکو قیصر یا و شاہ بھی بخوشی بر داشت کرنے کی جرأت نہ کرتا - ایک ایسے ملک کے درمیان جسپر صرف بزور شمشیر حکومت ہوتی ہے ایسے لوگون کی مخالفت کرنا جنکے ہاتھ مین شمشیر کی قوت ہے نہایت مشکل اور اہم ہے - دوسو انگریز عہدہ داران نے ملکر گورنمنٹ کے خلاف سازش کی اور ایک ہی روز اپنے عہدون سے استعفا دینے مستعد ہو گئے - انکو یقین تھا کہ اس دہمکی سے کلائیو سے جو ہم چاہینگے منظور کرا لینگے - وہ ہرگز گوارا نہ کریگا کہ فوج جسپر مشرق مین سرکار انگریز کی عملداری کا دارمدار ہے بلا تجربہ کار افسرون کے رہجاوے - انکو ذرا معلوم نہین تھا کہ کیسے زبردست طبیعت والے سے ہین سروکار پڑا ہے کلائیو کے پاس چند افسر ایسے تاہنوز موجود تھے جنپر وہ اعتبار و بھروسہ کرسکتا تھا - اسنے فورٹ سینٹ جورج سے چند افسرون کو طلب کرلیا سوداگرون سے گماشتون تک کو جو اسنا رکہ

بوقت پر اسکی مدد پر تیار تھے فوجی عہدون پر مقرر کر دیا - اور حکم بھیجدیا کہ جو افسر استعفا دے وہ فوراً کلکتہ کو روانہ کر دیا جاوے - سازش کرنیوالون کو اب معلوم ہوا کہ ہماری تدابیر کل ناکامیاب ہوتی جاتی ہین - گورنر اس تماش کا انسان نہین ہے کہ کسی دھمکی مین آکر خائف ہو - سوا اسکے اپنے کام پر مستعد تھے کل سپاہی جنپر کلایو کا بڑا رعب داب تھا کامل وفادار بنے رہے - سرغنہ ان سازش کے گرفتار ہوے اور انپر مقدمے قائم ہوئے اور حراست مین کر دیے گئے - باقیون نے عاجز اور مایوس ہو کر منت کی کہ ہمارے استعفے واپس کیے جاوین - چند نے اشک بہا کر توبہ کی کلایو نے نوجوان عہدہ دارون پر رحم کیا - مگر سرغناؤن پر بہت سختی کی - وہ سختی ذاتی رنجش و ضد وکد سے بری تھی - جبکہ وہ انصافاً اپنے عہدہ کے فرائض کو بے رو رعایت ادا کرتا - ذاتی ذلت و بے ادبی کا بشجاعت ذرا لحاظ نہ کرتا - ایک سازش کنندہ پر عہدہ دار کو قتل کرنے کی بندش کرنے کا الزام لگایا گیا - مگر کلایو نے اسکی ذرا پروا نہ کی - اور یہ کہکر ٹال دیا " وے افسر انگریز شریعت آدمی ہین قاتل نہین ہین "-

اسنے اس طور نہایت کامیابی کے ساتھ ملازمت جنگی و ملکی مین بخوبی اصلاح کرکے دیسی نواب و راجاؤن سے بھی صلح کر لی - اسکے ہندوستان مین قدم رکھنے پر بھی سب کے دل مین تہلکہ پڑ گیا - اور صلح کرنے پر آمادہ ہوگئے -

اُسوقت نواب اودھ بہار کی سرحد پر فوج لیے پڑا تھا۔ اکثر افغان
و مرہٹے اُسکے ساتھ آکر ملگئے تھے۔ اور کامل اندیشہ تھا کہ کل دیسی حکام
اسکے ساتھ ملکر انگریزون سے خلاف ہو جاوین گے مگر کلایو کا نام سنتے ہی
سب نے مخالفت ترک کر دی۔ دشمن صلح کا طلبگار ہوا اور اپنی رضامندی
ظاہر کی کہ جو شرائط گورنر تجویز کرے ہمین بسر و چشم منظور ہونگی۔

۱۰ اُسوقت گورنمنٹ بنگال کا نیا بندوبست ہوا تھا۔ تاہنوز وہان
انگریزی سرکار کے اختیارات کی کوئی معینہ حد نہین تھی۔ اختیارات
کے حد قائم کرنے کا قاعدہ یہان قدیم زمانہ سے نہ تھا۔ بنگال مین
انگریزون کے اختیارات اسوقت ایسے تھے جیسے مغربی رومی سلطنت
کی کمزوری کے اخیر ایام مین اُنکے درمیان غیر ملک والے سردار ریسیمر
اور اودیسر وغیرہ کے تھے جو جب چاہتے کمزور بادشاہون کا جو
قیصر و اگسٹس کے عالی نامون سے ممتاز تھے تخت سے اُتار کر برطرف
کر دیتے۔ یہی حال اب ہندوستان مین تھا۔ طاقت ور پردیسیون نے
سب اختیارات قانون اپنے ہاتھ مین کر لیے۔ تھیوڈورلٹ نے اپنی
مصلحت سمجھی تھی کہ دور دراز کے صاحب بزنطیم سے حاکم اٹلی ہونے
کی سند حاصل کرے اسطرح کلایو نے دربار دہلی سے اُن اختیارات
کے پانے کی درخواست کی جو درحقیقت اب اُنکے ہاتھ مین تھے۔ مغل بادشاہ
بالکل بے مدد و ناچار تھا۔ اگرچہ وہ نہایت شاکی تھا۔ مگر تاہم انگریزون
سے اس باعث راضی تھا کہ وے چند فارسی حروف کی تحریر کے عوض

جسمین اسکا کوئی ہرج نہ تھا نقد روپیہ دینے کو تیار تھے - مگر یہ ممکن نہ تھا
کہ بلا اُنکی مرضی اُنسے ایک بھی روپیہ جبراً لے سکتا - وہ دونون کے درمیان
قول وقرار ہو گئے - اور برائے نام بادشاہ ہندوستان نے کمپنی کے
نام باین مضمون پروانہ عطا کر دیا کہ وہ بنگال وبہار اور اڑیسہ مین آمدنی
سرکار وصول کرے - اور اسکا کل بندوبست کرے -

ابتک نواب تھا جسکو انگریزون کے مقابل کچھ اختیار نہ تھا -
ایک مرتبہ کلایو نے قصد کیا کہ اس پتلے کو اُٹھا دے - مگر پھر اسنے ایسی
مصلحت سمجھی کہ دیگر سرکاران یورپ کے ساتھ کاروبار کرنے مین نواب کا
نام رکھنے مین سہولت ہوگی - اسنے خیال کیا کہ فرینچ وڈیچ و ڈینش لوگ
ایک ہمسر تجارتی کمپنی کے بہ نسبت نواب کے اختیار کو جلد تر تسلیم کرینگے -
کیونکہ وے شروع سے اسکی تعظیم کرتے آئے ہین - یہ تدبیر اُسوقت مناسب
تھی مگر بعدہ فضول ولغو ثابت ہوئی لہذا برطرف کر دیگئی - میر جعفر کا
وارث تا ہنوز اپنے خاندان کے قدیم دار الخلافت مرشد آباد مین سکونت پذیر
ہے - اور ابتک نواب کے لقب سے کہا جاتا ہے - اور کچھ قدیم حشمت وشان
رکھتا ہے - سولہ لاکھ روپیہ سال کی پنشن سرکار سے اسکو تا ہنوز ملتی ہے
اُسکی گاڑی کے ساتھ نقرئی عصا لیے ہوسے چوبدار چلتے ہین - اُسکی
ذات ومکان قانون کے عملدرآمد سے بری ہے - مگر اسکو کوئی پولیٹکل
اختیار حاصل نہین - وہ دراصل اب ایک اسیر یا پنشنی مین
داخل ہے -

دوسرے مرتبہ ملک کا انتظام کرنے مین کلایو کے لیے
آسان تھا کہ اسقدر زر کثیر جمع کر لیتا جسقدر یورپ مین کسی رعایا کے پاس
نہ نکلتا۔ وہ بلا کسی امیر رعایا پر ظلم وستم کیے ہوے تین لاکھ روپیہ
سالانہ بطور نذر وصول کر لیتا۔ ہمسایہ ولیسی حکام اسکی مہربانی حاصل
کرنے کے لیے جو وہ چاہتا بخوشی دیدیتے۔ مگر وہ خود نہایت سختی کے
ساتھ اس قاعدہ کا پابند رہا جو اسنے دیگر عہدہ داران کی رہنمائی کے
لیے مقرر کیے۔ راجہ بنارس نے نہایت بیش قیمت ہیرا اسکو نذر دینے کو
پیش کیا۔ نواب اودھ نے ایک ڈبا نہایت بیش بہا زمرد و جواہرات
کا کلایو کے روبرو پیش کرکے اسکو منظور کرنے کے لیے اصرار
کیا۔ مگر اُسنے بخاطر وادی و اخلاق اسکو قبول کرنے سے انکار کیا۔
اور زیادہ تعریف یہ کہ اسنے اسبات کا کبھی ذکر تک نہین کیا۔ اسکی
وفات کے بعد یہ امر ظاہر ہوا وہ نہایت احتیاط سے اپنی تنخواہ اور
تجارت نمک کے حصہ اور ان نذرانہ کا جنکو نہ دینا رواج مشرق کے
مطابق کمینہ پن خیال کیا جاتا ہے صحیح صحیح حساب رکھتا۔ جو کچھ زر
ان ذریعون سے وہ کماتا اپنے صرفہ مین لاتا جو زائد بچتا اپنی معینی و دوستون
مین تقسیم کر دیتا جو اسکے ہمراہ ہندوستان آئے تھے اسکو اس امر کا
فخر تھا۔ اور جہانتک ہم امتیاز کر سکتے ہین اسکا یہ فخر بجا تھا کہ دوبارہ
ہندوستان مین آنے پر بجاے اسکے دولت کو ترقی ہونے کے اسکا
تنزلی ہو گی۔

ایک بڑی رقم فی الحقیقت اسنے قبول کرلی - میر جعفر اپنے اخیر دم مین اسکو چھ لاکھ روپیہ کا مال واسباب وجواہرات وقف کرگیا - فوائد جو نذرانہ قبول کرنے کی ممانعت کے بارے مین ہین صرف زندون سے متعلق تھے نہ کہ مرحوم کی میراث سے - اسنے اس روپیہ کو لے تو لیا - مگر اپنی ذاتی تصرف مین نہ لگایا - اسنے کل رقم کو کمپنی کے حوالا اس غرض سے کردیا - کہ اُسکا منافع ان افسرون وسپاہ کو ہمیشہ دیا جاوے جو نوکری کرنے سے معذور ہو جاوین - وہ جو تا ہنوز اسکے نام سے کہی جاتی ہے اس فیاضانہ عطیہ کی بدولت قائم ہو۔

۱۸ ماہ ہندوستان مین رہنے کے بعد اسکی صحت جسمانی مین اسقدر خلل پیدا ہوا کہ یورپ واپس جانے کی ضرورت پیش ہوئی - جنوری ۱۷۶۷ء مین اسنے اس ملک کو جسمین اسنے اسقدر زبردست انقلابات پیدا کیے ہمیشہ کے لیے ترک کیا -

اسمرتبہ اسکے وطن واپس آنے پر مثل اول مرتبہ کے ہموطنون نے اظہار خوشی نہین کیا - بے شمار مقدمات اُسپر تیار کیے گئے جنکے باعث اُسکی زندگی کے باقی ایام تلخ ہوگئے - اور افکار و رنج نے اسکی جان لے لی - اُسکے قدیم دشمنون کا دفتر ہند مین تا ہنوز برا زور تھا - اور اب انکے ساتھ اور بہت ایسے لوگ شریک ہوگئے تھے - جنکی تندی ہو مخالفت اُن سے بھی زیادہ تھی - ان کل ڈاکوون و رہزنون و ظالمون کے گروہ سے جنکے ہاتھ سے اُسنے بنگال کو بچایا تھا - نہایت کینہ و بغض وانی کینہ جتلا

اسکو ذبح و تنگ کرنیکے لیے کمر باندھی - اُن مین سے اکثر نے صرف
اس نیت سے کمپنی کے حصہ خریدے کہ انکو اس شخص سے جسکی مستقل مزاجی
و نیک نیتی سے انکے ظلم و رہزنی کو بند کر دیا تھا - انتقام لینے کا بخوبی
موقع حاصل ہو - صرف اسکو گالیان دینے و بدنام کرنے کے لیے جھوٹے
اخبارات جاری کیے گئے - گو اور وقت مین سچائی و اصل لیاقت کے
سامنے یہ فن و فریب نہ چلتے - مگر اُس وقت جھوٹ و لغویت سے عالم جھوک
مین آگئے -

ہندوستان مین ان انقلابت عظیم کے برپا ہونے سے انگریزون
مین ایک نیا فرقہ پیدا ہوگیا - جنکو انکے ہموطن نوابون کے نام سے
پکارتے تھے - انکی پیدائش کسی امیر و قدیم خاندان سے نہ تھی - یہ
شروع عمر مین کمپنی کی ملازمت مین داخل ہو کر ہندوستان گئے تھے جہان
انھون نے زر کثیر جمع کیا - اور اب وطن واپس آکر نہایت امیری و شان
و حشمت سے رہتے تھے - یہ ایک طبعی امر ہے کہ جب انسان کو شرفا و عمدہ
لوگون کی صحبت نہین ہوتی تو بہت کمینی خصلتین بڑھ جاتی ہین جو سب کو
ناگوار ہوتی ہین - اور اُسکو قابل لعنت بنا دیتی ہین - یہ بھی طبعی ہے کہ
ایشیا مین مدت دراز تک بود و باش رکھنے کے باعث ایک انسان
مین ایسی عادات و شوق پڑ جاتے ہین جو اُنکو ناگوار اور حیرت مین
ڈالنے والے ہوتے ہین - جو کبھی یورپ سے باہر نہین گئے - یہ بھی ایک
قدرتی بات ہے کہ جب مشرق مین انکو اختیارات عظیم و اعزاز نصیب ہوگئے ہون

تو وہ وطن واپس آکر نامعلوم لوگان کے مانند رہنا پسند نہ کریگا۔
اور جب اسکے پاس روپیہ ہے اور کوئی اختیار و عالی مرتبہ حاصل نہین
تو ضرور وہ اپنی دولت کا ایسی طور پر اظہار کریگا جو دوسرونکو اُکی بیجا
و ست درازی معلوم ہو۔ جہان یہ کمپنی کے امیر ملازم سابق رہتے وہان
ضرور قدیم امرا خاندان وانکے درمیان کچھ نہ کچھ قصہ و تکرار پیدا ہوتے
یہ حال مدت تک رہا۔ اس زمانہ کے بیس سال بعد برلٹ صاحب نے لکھا ہے
مشرق سے آئے ہوئے انگریزون کو نہایت ناگوار ہے کہ وطن مین
ہماری عزت و تکریم ہمارے دوست کے ایک چوتھائی برابر بھی نہین ہے
چنانچہ انگلینڈ مین یہ دولت ور نواب جلد ایک ایسا فرقہ
ہوگیا۔ جو سب کی آنکھون مین کھٹکنے لگا۔ ان مین سے بعض نے مشرق
مین عالی لیاقت کا اظہار کیا۔ اور سرکار کے لیے بڑے بڑے کام
کیے۔ مگر وطن مین انکی لیاقت و خدمات سے کوئی وقعت نہ تھا۔
وے اونی نامعلوم خاندانون مین پیدا ہوئے۔ اور اب نئی
دولت پاکر کسی کو مال نہین سمجھتے۔ اور نہایت فضول خرچی کے ساتھ
صرف کرتے۔ اور اپنے قرب وجوار مین ہر شی کا نرخ تازہ آمدہ سے
لیکر اونی جائداد تک بڑھا دیتے۔ اور انکے نوکرون کی وردی
بڑے امیرون کے نوکرون سے زیادہ بھڑکیلی و چمکیلی رہتی۔ اور انکی
کوچ گاڑیان لارڈ میر کی گاڑی سے زیادہ نفیس و قیمتی ہوتین۔ اور
انکے بد انتظام خانہ داری کے باعث دیہات کے نصف نوکر ابتر و خراب ہو گئے

اور یہ بھی امیر باوجود استعدد شان و حشمت رکھنے کے شرفا کے مثل چلن نہین رکھتے اور انکی خصلتین تا ہنوز کمینہ لوگون کی سی ہوتی ہین - ان حقیقتون غمی کی وجہ سے وہ فرقہ جسمین وہ پیدا ہوئے اور وہ عالی فرقہ جسمین وہ اب شمار کیے جانیکی جستجو کرتے ہین یکسان طور پر ان سے نفرت و حقارت کرنے اور حسد کی نگاہ سے دیکھنے لگے - مگر جب کہ یہ افواہ ہوئی کہ یہ دولت جسکے سامنے بڑے بڑے قدیم امیرون کی امارات پھیکی پڑ گئی تھی رشوت ستانی و بے ایمانی اور حقدارون کو واجب حق سے محروم کرنے و کل صوبے کے لوٹنے و غارت کرنے و عام مین مصیبت پھیلانے سے حاصل ہوئی تو کل عام و اعلیٰ ہوا و مین غضب و غصہ پیدا ہوا - ان نوابون مین وہ سب عیوب تھے جنکی خرابیان اکثر ناٹک کے تماشون مین دکھاتی ہین - پر اخلاق و ایماندار و شریف لوگون کو انکی غریبیونکا خون چوسکر دولت جمع کرنے پر نہایت کراہیت تھی - اور کفایت شعار انکی فضول خرچی پر دانتون مین انگلی دبتے تھے - وضعدار لوگ انکی بیہودہ فضولی پر ناک بھون سکوڑتے اور انکو محض گنوار و بے سلیقہ سمجھتے - الغرض ہر قسم کے لوگ مسخرون سے لیکر مصنف و حکیمون تک سب انکو یکسان برا کہتے - یہ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا کہ عنقریب کل قصہ و فسانہ جو تیس سال کے درمیان شائع ہوئے انھین حضرات کے کردار کے بیانات سے رنگے ہوئے ہین - فوٹ صاحب نے اپنے ایک ناٹک مین ایک ایسے ہندوستانسے آئے ہوئے انگریز سردار کی تصویر کھینچی جو نہایت اوباش و کمینہ خصلت و ظالم و اپنے لڑکپن کے دوستون کو پاس

بٹھانے سے شرمندہ تھا۔ خاندانی امراسے حقارت کرنا۔ مگر ان مین شمار کیے جانے کی نہایت آرزو رکھتا۔ و خوشامدیون و بھڑوون مین اپنی دولت کو صرف کرنا۔ و کمپنی سے میر مجلس کو غیر ملک کے عجیب گلون کے گلدستے وینا۔ اور جاہل و نا واقف لوگون کو لاکھون روپیہ و جاگیر کے تذکرون سے متحیر کرنا۔ مکنزی صاحب نے اپنے فسانہ مین نہایت نازک خیالی و سخن آرائی سے ایک دہقانی خاندان کا تذکرہ لکھا ہے۔ جو ہندوستان مین یکایک دولت کثیر حاصل کر کے امیر ہو گیا تھا۔ اور اب خاندانی امراو بزرگون کے طور و طریق کی نقل کر کے عام کی نگاہون مین خوار و حقیر بنا ہوا تھا۔ شاعر کوپر نے نہایت بلند خیالی و فصاحت سے جو خوبی مین ایرانی شعرا سے کم نہیں ہے۔ ہندوستان پر ظلم و ستم ہونے کو قومی جرائم مین بیان کیا ہے جسکی سزا خدا نے انگلینڈ کو مدت دراز تک مصیبت جنگ جاری رہنے۔ اور اپنے قرب کے سمندرون مین شکست ہونے و سلطنت امریکہ ہاتھ سے نکل جانے سے دی۔ اگر ہمارے ناظرین مین سے کوئی صاحب کسی پرانے کتب خانے مین ۴۰ سال کے چھپے ہوے قصہ و فسانہ (ناولس) تلاش کر کے و انکی دھول جھاڑکر پڑھنے کی تکلیف گوارا فرمائین۔ تو ضرور ہے کہ انمین کسی پرانے وحشی مزاج نواب کا ذکر ہوگا جسکے پاس دولت کثیر تھی۔ و ہنوز سنگدل نہایت کمینہ تھا۔

عام لوگون کے خیالات انگریز نوابون کے بارے مین ایسے ہورہے تھے۔ ان سب نوابون مین جسکا ذکر سب سے اول سب سے لائق ہے

زیادہ دولتمند تھا۔ اسکے دولت کی نمایش اسطور پر ہوئی کہ جس سے بار غرک
کو نفرت پیدا ہوسے نرہی۔ وہ محلہ برلکی اسکواير مین نہایت تزک و احتشام
کے ساتھہ رہتا۔ اسنے ایک عالی شان محل سراوپ شایر مین اور دوسرا
کلیر مونٹ مین تعمیر کرایا۔ اسکے اختیارات ورعب داب پارلمنٹ مین
بڑے بڑے خاندانون کے مطابق تھے کسطور ممکن ہوسکتا ہے کہ ایسی
صورت مین حسد پیدا نہ ہو۔ اسکے چند رشتہ دارون مین دولت نے
وہی کل خرابیان پیدا کردین جنکا مکنہ ہے صاحب نے ذکر کیا ہے
باوجود عمد عالی اوصاف رکھنے کے وہ خود ان عیبون وکمزوریون سے
بری نہ تھا۔ جو کل انگریز نوابون کے فرقہ مین پائی جاتی تھین۔ اور جن پر
زمانے کے شعرا ومصنفان نے طنز کی ہے۔ جب وہ اپنے کام پر متعین
ہوتا۔ تو نہایت سادہ رہتا۔ ہمیشہ گھوڑے پر سوار وردی پہنے ہوئے
رہتا۔ کبھی ریشمی کپڑا نہین پہنتا۔ و نہ کبھی پالکی مین سوار ہوتا۔ اور نہایت
سادہ غذا کھاتا۔ مگر جب اسکو فوج کا کام نہ رہتا۔ وہ اس پرہیزگاری
وسادگی کو ترک کرکے کل سامان عیش وآرام مہیا کرکے مثل نوابون کے
شان وحشمت سے رہنے لگتا۔ اگرچہ اُسکی صورت خوشنما نہ تھی۔ مگر تاہم
بہادرانہ وسردارانہ وضع اُسکے چہرے پر درستی تھی۔ وہ زرق برق امیرانہ
پوشاک کا شائق تھا۔ اور اپنے توشکخانہ کو عمدہ و نادر ایشیائی لباس سے
بھرے رہتا۔ سرجون ملکم سے اسکے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہمتے ایک چٹھی دیکھا
ہے جسمین اسنے حکم دیا ہے کہ دوسو کمیزین نہایت نفیس تیار کرکے روانہ کرو

چاہیے جسقدر روپیہ انہین صرف ہو اسکا کچھ خیال نہین ہے - اس بارت
و وضع دارہی کا مقابلہ اسسے میتھو عنایت بھی نہ کر سکتا -
اس قسم کے چند نقص جو مبالغہ کے ساتھ عام پر ظاہر کیے گئے
تو انکو کلایو کی جانب بدگمانی و بدظنی پیدا ہو گئی - گر چہ ان
اسکا مضائقہ نہ تھا - نہایت بے رحمی و ظلم کی حکایتین جنمین سے
اکثر محض بے بنیاد تھین - دشمنون نے اُسکے بارے مین عام مین
اُڑائین - چنانچہ اسکو عام کے لعن طعن صرف انھین کامون کے
سبب سے برداشت نہ کرنی پڑی - جو خود اسنے ایک دو مرتبہ کیے تھے
بلکہ ان سب بداعمالون کے باعث بھی جو دیگر انگریزون سے ہندوستان
مین سرزد ہوئے تھے - جبکہ وہ وہان موجود تک نہ تھا - بلکہ ان سب
بدکرداریون کے مرتکب ہونے کا الزام اسپر عائد کیا گیا - جنکو اپنے
مسدود کرنے کے لیے سخت کوشش کی تھی - اور انکے کرنے والون کو
سزائین دی تھین - جن خرابیون کو رفع کرنے کے لیے اسنے نہایت
ایمانداری و قصد مصمم کے ساتھ جنگ عظیم کی تھی انکے برپا کرنے کا ناحق
الزام اسپر لگایا گیا - دراصل وہ ان کل بدیون و کمزوریون کا مجسم اوتار
سمجھا گیا جو ایشیا مین روپیہ کمانے کے لیے جانے والے انگریزون
سے واجبا و غیر واجبا منسوب کی گیئن - ہمنے اکثر ضعیف لوگون کو جو
اُسکے حال سے ذرا واقف نہین ہین - گر چہ اپنی نوجوانی کے تعصب کو
تا ہنوز قائم کیے ہوئے ہین اسکو مجسم شیطان کہتے ہوئے سُنا ہے -

جونس صاحب ہمیشہ اسکے بارہ مین ایسی کریہ زبان استعمال کرتا۔
براون صاحب نے جسکو کلایو نے اپنے باغ کی قطع بنانے کے لیے لگایا
تھا۔ اسکے مکان مین ایک صندوق دیکھا جسمین ایک مرتبہ خزانہ مرشدآباد
بھرا ہوا تھا۔ اُسکو بار بار حیرت ہوتی تھی کہ کس صورت مین اس گنہ گار کا
ضمیر اُسکو چین سے سوتے دیتا ہوگا۔ جبکہ ایسی شے اسکے سونے کے کمرے
کے اسقدر نزدیک رکھی ہے۔ مقام سہے کے کسان نہایت خوف سے
اس عالیشان عمارت کو دیکھتے تھے جو کلیرمونٹ مین تعمیر ہو رہی تھی۔
اور باہم کانا پھوسی کرتے تھے کہ اس سخت گنہ گار و بدذات امیر نے
اس غرض سے اپنے محل کی دیوار اسقدر زیادہ چوڑی بنوائی ہے کہ مبادا
شیطان اسکو معہ جسم کے اُٹھا لیجاوے۔ اور ایسا ایکدن ضرور ہونے
کو ہے۔ ان مُنہ پھٹ جاہل کسانون مین جو ایسی خوفناک حکایتین برکے
وہیان سے سنتے۔ ایک نالائق بدشکل لڑکا بنام بنٹ تھا جو مابعد
ولیم ہنٹنگٹن کے نام سے مشہور ہوا ہے۔ تعصب و خام خیالی کے ساتھ
جب اس فریبی کی بدذاتی شامل ہوگئی تو کلایو کے چلن و سرگذشت
زندگی کے بابت بیحد بنی تھی۔ اتہام و خوفناک حکایتین مشہور ہوئین
اس اثنا مین کلایو نے جو زور بنگال کی اصلاح انتظام مین
لگایا تھا رفتہ رفتہ کم ہوگیا۔ اسکی پولیسی زیادہ تر ترک کردی گئی۔ وہ
کل خرابیان جنکو اُسنے رفع کیا تھا۔ از سرنو پیدا ہوگئین۔ آخرش کو وہ
ابتری جو بد انتظامی سے پیدا ہوئی ایک ازغیبی آفت کے نازل ہونے سے

اور زیادہ ہوگی جو نہایت عمدہ انسانی انتظام سے بھی دور نہین ہو سکتی
سنہ ۱۸۶۶ع مین بارش بالکل نہین ہوئی۔ زمین خشک پڑی رہی۔ تالاب و دریا
سوکھ گئے۔ اور قابل قحط تھے ایسے ملک مین جہان ہر خاندان اپنی زمین
کے ٹکڑے کی پیدا وار پر گذر کرتا ہے کل وادی دریاے گنگ مین سخت
مصیبت طاری کردی۔ ہزارون بنی انسان فاقہ سے مرنے لگے۔ نازک
و شریف عورتین جنھون نے زنانہ خانہ سے کبھی قدم باہر نہین رکھا تھا
اور نہ عام کے سامنے منھ سے نقاب اُٹھایا تھا۔ شرک کے کنارے
بیٹھ کر نہایت ترسناک طور پر گریہ وزاری کرکے اپنے بچون کے لیے
راہ گیرون سے ایک مٹھی چاول مانگتی تھین۔ دریا ہگلی مین روز ہزارہا
لاشین انگریز فتحیابون کے بنگلون و باغون کے نیچے ہوکر بہتی نظر آتی
تھین۔ کلکتہ کی کل سڑکین مردون و مرتے ہوئے لوگون سے بھری
ہوئین تھین۔ لاغر و کمزور بچے ہوئے لوگون مین اسقدر طاقت باقی
نہ تھی کہ اپنے مردہ رشتہ دارون کی لاش کو اُٹھا کر چتا مین جلانے
کے لیے دریا کنارے لیجاوین۔ یا گدھون و چیلون کو اُڑا دین۔ جو
بروز روشن مردہ انسانون کی لاشون کو کھاتے تھے۔ یہ صحیح شمار نہین
کیا گیا کہ کسقدر آدمی مرے ہونگے۔ مگر اسمین ذرا شک نہین کہ لاکھون
بھوک سے مر گئے یہ خبر جب انگلینڈ پہونچی تو ہندوستان کے معاملات
کے بارے مین عام کی اور زیادہ توجہ ہوئی۔ اور تمام ملک مین گھبراہٹ
پھیل گئی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مالکان کو اپنے منافع کی نہایت فکر ہوئی

سب لوگون کو جنکے دل مین ذرا بھی انسانیت کا جوش تھا بدبخت رعایاے ہند کی مصیبت پر کمال رنج و افسوس تھا - ترس کے ساتھ اب غصہ پیدا ہوا یہ افواہ اڑی - کہ ملازمان کمپنی نے ملک کی کل پیداوار چاول کو اپنے اجارے مین کر لینے سے یہ آفت عظیم رعایا پر برپا کی ہے - اور کہ انہون نے اصل خرید سے ۱۰۰ و ۱۲۰ مرتبہ زیادہ قیمت پر چاول فروخت کیے اور کہ انگریزی اہلکار نے جو اول ایکہزار روپیہ کا بھی مالدار نہ تھا - اس مصیبت عظیم کے درمیان چھ لاکھ روپیہ روانہ کیے - ہم ان اتہامات کو محض بے بنیاد سمجھتے ہین - یہ اغلب ہے کہ کمپنی کے ملازمان نے کلایو کی روانگی کے بعد چاول کے تجارت کرنے کی جراٗت کی ہو - اور کہ ایام قحط مین بہت زیادہ منافع حاصل کیا ہو - مگر یہ خیال کرنے کی کوئی معقول وجہ نہین ہے کہ انھون نے ایک ایسی مصیبت نازل کی ہو یا بڑھائی ہو - جیسکی ازغیبی ہونے کے کل اسباب نمایان ہین - شور و غل و اتہام جو اس موقع پر پیدا ہوے ایسے لغو و بے بنیاد ہین جیسے خود انگلینڈ مین گرانی کے ایام مین گرانی برپا کرنے کا الزام غلہ فروشون پر بڑھی عورتین لگایا کرتی ہین - یہ غوغا اسقدر زور و شور کا ہوا کہ ایڈم اسمتھ کے مثل غافل تک دھوکے مین آگیا - اور نہایت تعجب یہ کہ اس مصیبت واقعات کی وجہ سے کلایو پر عام کا غصہ منجر ہوا - قحط برپا ہونے کے کئی سال قبل وہ انگلینڈ واپس آگیا تھا - اسکے کسی اعمال سے اور مصیبت قحط سے ذرا نسبت نہ تھی - اگر ملازمان کمپنی نے تجارت چاول کی تو

انھون نے کلایو کے مقرر کیے ہوئے قواعد کے محض خلاف کیا جب وہ گورنر تھا اُسنے خانگی تجارت ملازمان کمپنی کو دور کرنے کے لیئے سخت تدابیر کین۔ مگر تاہم وہ اپنے ہموطنون کی نگاہ مین جیسا کہ صدر مین ذکر ہو چکا ہے مجسم ظلم وستم تھا۔ اور فرقہ نوابان مین اول شمار ہوتا تھا۔ جبکہ وہ سرے مین محل تعمیر کرا رہا تھا اسپر قحط بنگالہ کی ذمہ داری عائد ہو رہی تھی۔

تاہنوز مشرقی عملداری کے باعث پارلیمنٹ نے کچھ توجہ نہین کی تھی۔ جورج ثانی کی وفات کے بعد پدرپے کیبنٹ ایسی کمزور ہوئی جنکے انتظام ناقص ثابت ہوئے۔ شاہی خاندان کی سازش وادار اختلافت کے دنگہ وفساد وامریکہ کی بغاوت کے باعث وزرا کو ذرا مہلت نہ تھی کہ معاملات ہند کیجانب توجہ کرین۔ جب کبھی انھون نے کمپنی کے کسی معاملہ مین دخل دیا تو بے دل وبے پروائی سے جسکا کچھ عمدہ نتیجہ نہوا جورج سوم کے عہد مین ولیم چیتھم صاحب نے کمپنی پر بہادرانہ حملہ شروع کیا۔ مگر اُسوقت اُسکو ایسی مہلک بیماری ہوگئی جس سے اسکی سب تدبیرین بیحاصل ہو گئین۔

آخر ش کو ۱۷۸۳ء مین یہ سب پر روشن ہوگیا کہ پارلیمنٹ اب معاملات ہند سے غفلت نہین کر سکتی پٹ صاحب ۔فرقہ وگ کے درمیان ۱۷۸۳ء مین تنازعہ ہونے کے بعد اُسوقت سکے مثل غافل ومضبوط ضدا کبھی نہین ہوئے تھے۔ کوئی یورپ یا خانگی معاملہ اُسوقت

ایسا پیش نہ تھا جسپر ونڈا کی زیادہ توجہ درکار ہوتی۔ وہ طوفان برپا ہونے
کے بعد اب چند روز امن تھا۔ مڈل سکس کے انتخاب کی اضطرابی
اب طے ہو گئی۔ اور امریکہ کی ناراضی سے فی الحال خانہ جنگی ہونے کا احتمال
نہ تھا۔ کمپنی کے خزانہ خالی ہونے سے سخت وقت پیش تھی۔ لہذا
ونڈا کو مجبوراً اسپر توجہ کرنی۔ کل طوفان جسکے اسباب تو مدت سے جمع
ہو رہے تھے یکبارگی کلایو کے اوپر ٹوٹ پڑا۔

اُسکی حالت فی الواقع نہایت قابل رحم تھی۔ تمام ملک کو اُسکے
نام سے نفرت و دفتر ہند مین ہر شخص کو اُس سے دشمنی تھی۔ اور سب سے
زیادہ قاتل دشمن اُسکے وہ دولتمند ملازمان کمپنی تھے جنکے سخت ظلم و ستم
و لوٹ مار کو اُسنے روکا تھا۔ اُسکو اب اپنے نیک و بد اعمال دونوں
کے سبب سے مصیبت اُٹھانی پڑی۔ ہندوستان کی ابتری و اصلاح
دونوں کے باعث چار طرف اُسکے دشمن بنے ہوئے تھے۔ منتظمان
ملک کی اُسوقت ایسی کیفیت ہو رہی تھی کہ اُسکو کسی فرقہ کے ساتھ ہونے
مین امداد کی امید نہین ہوسکتی تھی۔ فرقہ جورج گرنول جس سے وہ متعلق
تھا۔ گورنمنٹ کے خلاف تھا۔ مگر تاہم وہ دیگر مخالف فرقون کے شریک
حال نہ تھا۔ اُسکو لارڈ چیتھم اور لارڈ رکنگھم کے ساتھیون
سے کچھ سروکار نہ تھا۔ جورج گرنول کا اُسوقت انتقال ہو گیا۔
اور اُسکے ساتھی درہم برہم ہوگئے چونکہ کلایو پارلیمنٹ کے کسی
زبردست فرقہ سے متعلق نہ تھا۔ لہذا اُسکو صرف اپنے شرکا کی امداد کا

بھروسہ تھا جنکو اُسنے پارلیمنٹ مین منتخب کرایا تھا۔ اسکے دشمن جو کہ
دراصل اسکے نیک اوصاف کے دشمن تھے نہایت تند و خونخوار تھے
انھون نے بھی قصد مصمم کیا تھا کہ کلایو کی کل دولت و شہرت کو غارت
کرین۔ انکی یہی منشا تھی کہ وہ پارلیمنٹ سے نکال دیا جاوے۔ و اسکی
کل جایداد ضبط کرلیجاوے۔ اور اسمین بھی شک نہین کہ اسقدر ہونے پر
بھی وے اپنے انتقام کو پورا ہوا سمجھتے یا نہین۔ وے اُسکے خون کے
پیاسے تھے۔

کلایو کا پارلیمنٹ مین بحث کا طریق بھی ایسا ہی بہادرانہ
تھا جیسا میدان جنگ مین تھا۔ اگر دشمنون کا شمار دوستون کی نسبت
بہت زیادہ تھا۔ اور سب نے اُسکو تنگ کر دیا تھا۔ اور چہار طرف سے
محاصرہ ہو چکا تھا۔ سب ہاتھ سے نکلجانے کا خطرہ تھا۔ تاہم بجاے
صرف بندش بچاوکے بندش پابند ہونے کی اسنے بہادری سے دشمنون پر
حملہ کرنا شروع کر دیا۔ معاملات ہند کے بحث کی شروع مین ہی وہ اُٹھا
اور ایک نہایت فصیح و مکمل تقریر مین اپنے تئین اُن الزامات سے بری
کیا جو اسپر ناحق لگائے گئے تھے۔ کہتے ہین کہ اسکی تقریر سے سامعین
کے دل پر نہایت اثر پیدا ہوا۔ لارڈ چیتھم جو صرف اب اپنی اصل کا
سایہ رہگیا تھا۔ اس روز اجلاس پارلیمنٹ مین موجود تھا۔ اُسنے اقرار
کیا کہ ایسی پُرجوش و موثر خوش تقریر سے پہلے مینے کبھی نہین سُنی تھی۔
بعدہٗ وہ وقیع کلایو کے ہدایت کی مطابق طبع ہوئی۔ اسنے

صاف عیان ہے - کہ اسمین پختہ سمجھ و بہادرانہ طبیعت و مباحثہ و خوش
تقریر کرنے کی عمدہ لیاقت موجود تھی جو کسیقدر تعصب سے اور دیا وہ درست
ہوسکتی تھی - اس موقع پر اسنے اپنے اخیر انتظام کے واجب و درست
ثابت ہونے کے بارے میں تقریر کی تھی - اُسنے پارلیمنٹ مین اسقدر
اثر پیدا کیا کہ اسکے دشمنون نے اخیر بندوبست پر حملہ کرنے سے دستکش
ہونا مصلحت سمجھا - اور اول و شروع کارروائیون پر عیب گیری پر اکتفا کیا
بدبختی سے اسکی اول کارروائیون مین چند نکتہ ایسے تھے جنکو
اُسکے دشمن عام پر ظاہر کرکے اسکے شہرت مین داغ لگا سکتے تھے - عام
راے سے ایک کمیٹی معاملات ہند پر تحقیقات کرنے کے لیے منعقد
ہوئی - اس مجلس نے نہایت بدنیتی سے اُن کل واقعات کی چھان کی
جو سراج الدولہ کی شکست سے لیکر میر جعفر کے تخت نشین ہونے تک
ہوئے تھے - کلایو سے فرداً فرداً امورات پر سوال کیے گئے - جسپر
اُسنے بعدہ نہایت تلخی سے شکایت کی کہ مجھ پلیسی کی سی جنگ عظیم کے فتح
کرنے والے کے ساتھ ایسا بدسلوک کیا گیا - جیسا کہ ایک بھیڑی کے
چرانے والے کے ساتھ ہوتا ہے - اسکے جوابات کی صفائی و بہادری
سے صاف عیان ہے کہ جھوٹ و دغا سے اسکو نہایت پرہیز تھا - مگر تاہم
مشرق مین اپنے عہد و پیمان کے درمیان اسنے دغا و فریب کرنے سے
گریز نہین کیا تھا - اسنے تسلیم کیا کہ ہان امین چند سے جو فریب مینے
کیا اسکی مجھے ذرا شرم نہین ہے - خدا نخواستہ آج ایسا موقع پھر پیش آجاے

تومین پھر ایسے کام کرنے مین ذرا تامل نہ کرونگا۔ اسنے تسلیم کیا کہ مجھے
میر جعفر نے معقول نذرین دین۔ مگر میری سمجھ مین اُسکے نذر قبول کرنے
مین عزت و اخلاق کے خلاف کوئی امر نہین ہوا۔ برعکس اسکے کلایو
نے بے عرض و بے لگاؤ کل تعریف کا واجباً دعوی کیا اسنے نہایت فصاحت
و بلاغت کے ساتھ اسموقع کا تفصیل وار بیان کیا۔ جو فتح کے باعث اُسکو
حاصل ہوا تھا۔ بڑے بڑے راجہ و نواب اُسکے ابرو کیطرف ہاو وآثار کو ہردم
دیکھتے رہتے تھے۔ ایک بڑے دولتور امیر کو اندیشہ تھا کہ مبادا
وہ اُسکو لوٹے جانے کا حکم دیدے۔ نہایت تونگر کوٹھی وال اُسکی
خوشنودی خیال کرنے کے لیے ایک دوسری کی ہمسری کرتے۔ سونے
و جواہرات کے بھرے ہوئے خزانہ اُسکے سامنے کھول دیے گئے۔
اسنے پر جوش ہو کر کہا "اے صاحب میر مجلس بخدا اس وقت مین متحیر ہو کر
آپکے روبرو کھڑا ہون کہ مین نے اُسوقت نہایت اعتدال ظاہر کیا"
تحقیقات ایسی طول و طویل ہوئی کہ قبل اسکے ختم ہونے کے دونون
ہوس اف لارڈس اور ہوس اف کامنز کے ایام اجلاس ختم ہوگئے
دوسرے اجلاس مین بھی تحقیقات جاری رہی۔ آخرش کو کمیٹی نے اپنا
کام ختم کیا۔ جو منصف و بے طرفدار لوگون نے سب کا صاف انجام سمجھ لیا
یہ صریح ظاہر تھا کہ کلایو سے چند اعمال بد ایسے سرزد ہوئے۔ جو
بلا پاک قانون و قواعد سے منحرف ہوئے۔ واجب نہین قرار دیے جا سکتے
مگر اسمین قباکلام نہین کہ اچھے عالی لیاقت و چند عالی اوصاف بھی تھے

اسنے اپنے وطن و ہندوستان کے لیے عالی خدمات کین۔ دراصل اسپر یہ کل تھا و اس سبب سے برپا نہین کیے گیے کہ اسنے میر جعفر سے بہت روپیہ نذرانہ لیا۔ اور امین چند سے دغا کی بلکہ اس سبب کہ اسنے لوگون کی طمع و ظلم کو روکنے کے لیے سخت مخالفت کی۔

معمولی قوانین فوجداری مین مجرم کے لیے رعایت نہین ہے ایک شخص کیسا ہی لائق ہو مگر تاہم ذرا سے خلاف قانون کارروائی کی سزا سے محفوظ نہین رہ سکتا۔ اگر ایک شخص ایک شنبہ صبح کو شراب بیچنے کا قصوروار ہو تو اُسکا بچاو یہ دلیل پیش کرنے سے نہین ہو سکتا کہ اسنے اپنی جان کو خطرہ مین ڈالکر اپنے ایک شخص کی جان بچائی۔ اگر اسنے اپنی پچھے کی گاڑی مین نیو فونڈ لنڈ کا کتہ جوتا ہو تو اسکی حمایت مین یہ نہین دلیل ہو سکتی کہ اسنے جنگ واٹرلو مین زخم کاری کھایا تھا۔ مگر اسطرح ایک ایسے انسان کا انصاف نہین ہو سکتا جو بڑے بڑے غیر معمولی لالچون سے آزمایا جا چکا ہو۔ اور جو معمولی مزاحمتون سے مبرّا تھا۔ ایسے اشخاص کا انصاف موجودہ لوگون سے ایسا ہی ہونا واجب ہے جیسا آیندہ نسلون سے۔ اُنکے اعمال بد کو فی الحقیقت نیک نہ کہنا چاہیے۔ مگر کل نیک و بد کو بخوبی میزان عقل مین وزن کرنا چاہیے۔ لیکن اگر اعمال نیک وزن مین اعمال بد سے زیادہ ہون تو فتوی صرف رہائی ہی کا نہ ہونا چاہیے بلکہ تعریف کا بھی۔ دنیا کی تواریخ مین کوئی حاکم محض بے قصور و قابل تعریف نہین قرار دیا جا سکتا۔ اگر کوئی انکے صرف ایک یا دو نامناسب کام پر ہی نظر دالے

بروتس بجا و بندہ اسکوٹ لینڈ مورس جسنے جرمنی کو مخلصی بخشی و ولیم
جسنے ہولنڈ کو آزاد بنایا - اور اسکی نہایت قابل قدر اولاد جسنے انگلینڈ
کو ظالم کے ہاتھ سے رہا کیا وہی جسنے بادشاہ کی نابالغی مین مثل مہربان
پدر کے ملک کا انتظام کیا دکوسمو جسکو اوسکی رعایا شفیق پدر کے مثل
سمجھتی تھی دھنری چہارم والی فرانس و پیٹر اعظم شاہ روس یہ سب
کوئی بھی بے داغ نہین ہوئے - ان مین سے کوئی باوجود مربی بنی انسان
ہونے کے ایسا نہین ہے جس سے کوئی بھی اعمال بد سرزد نہین ہوا -
مگر مورخ فراغ دل ہوتے ہین - صرف ایک دو کار بد کے لحاظ سے عالی
بزرگون کے بے شمار اعمال نیک کو فراموش نہین کرتے - اور نہ اُنکے
احسانات کو فروگذاشت کرتے ہین -

سمجھدار غافل لوگون نے ایسی ہی خیالات کلایو کے معاملہ پر ظاہر
کیے - اگرچہ وے اسکو محض بے قصور نہین سمجھتے تاہم اُنکی ورا مرضی نہ تھی کہ
وہ کمینہ خصلت و بعضے حاسدون کے حوالہ کردیا جاوے جو اُسکو وق و تنگ
کرکے جان لینے پر آمادہ تھے - لارڈ نارتھ اگرچہ کلایو کا دوست نہ تھا -
مگر یہ نہین چاہتا تھا کہ وہ غایت درجہ دق کیا جاوے - جبکہ تحقیقات جاری
تھی کلایو جسکو چند سال قبل خطاب نائٹ اف دی باتھ عطا ہوا تھا
بادشاہ ھنری کے گرجے مین نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ممتاز کیا گیا -
قلیل عرصہ بعد اسکو لارڈ اجنٹ سروپ شائر کا لقب بخشا گیا - جب وہ
جورج سویم کی ملازمت سے شرفیاب ہوا تو شاہ نے ازراہ الطاف خسروانہ

اسکو علیحدہ خاص و عام مین طلب کیا اور نصف گھنٹہ تک انتظام ہند کے بارے نہایت شفقت سے گفتگو کرتا رہا۔ جب کلایو نے اپنی خدمات اور عام لوگون کی بدسلوکیون کا ذکر کیا۔ تو بادشاہ نے نہایت افسوس ظاہر کیا۔

آخرش کو الزامات ایک مقرری صورت بن ہوس آف کامنز کے روبرو پیش ہوئے ینڈگون نے میر مجلس کمیٹی تحقیقات تھا۔ جو نہایت عاقل و وضع دار و عزت دار و مصنف ورقم پسندیدہ ناٹک مشہور تھا۔ اور جسکی اس زمانہ مین نہایت قدر ہوتی تھی الزامات کلایو کو پیش کیا۔ شرکا گورنمنٹ کی اختلاف رائے تھی اس زمانہ مین کل معاملات علانیہ طور پر طے ہوتے تھے۔ بجز اُنکے جنکو گورنمنٹ تو پیش کرتی یا جسکی وجہ سے گورنمنٹ پر الزام آنے کا اندیشہ ہوتا تھرلو صاحب اٹورنی جنرل کلایو کے مخالفین مین تھا۔ ودربین صاحب سولیسٹر جنرل نے جو کلایو کا دوست تھا نہایت عمدہ دلائل و فصاحت سے اُسکی حمایت کی۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہوا کہ چند سال بعد تھرلو صاحب وارن ہیسٹنگس کا نہایت سرگرم و حامی و مددگار ہوا۔ جبکہ ودربین صاحب اس مدبر اعظم کا جو بالکل بے عیب نہ تھا مخالف بنا کلایو نے نہایت مضبوطی و شگفتگی کے ساتھ اپنے بچاؤ مین تقریر کی۔ اسنے اپنے کل کار عظیم اور جو ظلم اسپر ہوئے تھے شمار کر لیے۔ اور کل صاحبون کو یہ یاد دلا کر کہ اسوقت آپکو میری عزت کا تصفیہ نہین کرنا ہے بلکہ اپنی قوم کی عزت کا کرنا ہے اجلاس سے اُٹھ کر چلا گیا۔

هوبراف کامنوسٹ نے یہ راے ظاہر کی کہ کل جو کچھ فوج سرکاری کی بدولت حاصل ہوا ہے وہ صرف سرکار کا ہے۔ اور کہ یہ نا جائز ہے کہ کوئی اہلکار سرکاری اس حاصل شدہ شے کو اپنے ذاتی کام مین لاوے اسنے یہ بھی راے ظاہر کی کہ شروع سے کل انگریزی اہلکاران نے بنگال مین اس قاعدہ کے خلاف کیا۔ دوسرے روز مسٹر کا ایک قدم اور آگے بڑھے۔ اور راے ظاہر کی کہ کلایو نے ان اختیارات کے ذریعہ سے جو کمانڈر فوج انگریزی کی حیثیت سے اسکو حاصل تھے میر جعفر سے بہت روپیہ لیا۔ اسپر ہوس کو تامل ہوا۔ انھون نے قضیہ منطقی کو تسلیم اُسکے نتیجہ نکالنے سے گریز کیا۔ جب کہ یہ راے تسلیم ہوئی کہ کلایو نے اپنے اختیارات کو بُرے طور پر استعمال کیا اور دیگر ملازمان سرکاری کے لیے بد مثال قائم کی تو اول ہوس نے تسلیم ہوا۔ آخر شش کو تمام شب زور شور سے مباحثہ ہونے کے بعد صبح کو وڈ ربرن نے یہ راے منظور ہونے کے لیے پیش کی کہ لارڈ کلایو نے اپنے ملک کے لیے نہایت قابل قدر خدمات کین چنانچہ یہ راے بلا کسی اختلاف کے منظور ہوئی۔

ہماری راے مین اس قابل یادگار حرکت کا نتیجہ پارلیمنٹ کی عزت و نیکنامی و اعتدال و امتیاز کے لائق ہوا۔ اسکو ظلم کرنے کے لیے کوئی ترغیب نہ تھی۔ اس سے جنکس و لکینز کے الزامات کے فیصلہ مین صحیح انصاف نہ ہوا ہو مگر کلایو کا معاملہ کسی فیاض فرقہ کے متعلق نہ تھا

چنانچہ اسکے تصفیہ مین سرکار نے وہی نیک نیتی و نیک خواہش ظاہر کی۔ جو انگریز
سرکار کے ایک ایسی [illegible] مطلب سے جو حضرت کے تعصب ولوث ہوا امید
ہوسکتی ہے۔

برٹش پارلیمینٹ کی منصفانہ وشایستہ کارروائیان سرکار فرانس سے
مقابل کیجاتی ہین۔ لوئیس پنجاہم کی بدبخت سرکار نے عنقریب ان کل فرنچ
افسرون کو [illegible] سپہ سالار مردانہ [illegible] جنھون نے مشرق مین اپنے ملک کے لیے
[illegible] کی ہین۔ لیبوردنی قید مین ڈالا گیا۔ اور چند سال وہان تکلیف
برداشت کرنے کے بعد رہا کیا گیا۔ تو قلیل عرصہ مین مرگیا۔ ڈپلی سے
اسکی کل دولت چھین لیگئی۔ چنانچہ وہ ذلیل وشکستہ دل ہوکر فوت ہوا
لیلی کے منھ مین ڈاٹ دیدی گئی۔ جب عام کے سامنے وہ پھانسی دیا گیا
مگر عام رعایا انگلینڈ نے اپنے زندہ کپتان کے ساتھ وہ انصاف
کیا جو اکثر مرحوم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ انھون نے عام وعجیب اصول
قائم کردیے اور باریکی کے ساتھ بتا دیا کہ کہان اُسنے اُنسے تجاوز کیا۔
انھون نے ملائم مذمت کے ساتھ فیاضانہ تعریف بھی کی۔ اس اختلاف پر
ہنوز مصنف ولٹیر کو نہایت حیرت ہوئی۔ جو ہمیشہ انگلینڈ کے
پارلیمینٹ کا ثناخوان اور فرانس کی پارلیمینٹ کا مذمت گو رہا۔ وہ نہایت
شوق سے اخیر الذکر کے ابتری وخرابیون کا دکھاتا۔ اسوقت اسنے بنگال
کے فتح کی ایک تاریخ لکھنے کا قصد ظاہر کیا۔ اسنے اپنا ارادہ ڈاکٹر موسر سے
ظاہر کیا۔ جب وہ فرنی مین اُس سے ملاقات کرنے گیا۔ ودھرمین صاحب نے

اس معاملہ مین نہایت دلچسپی کی اور کلایو سے متقاضی ہوا کہ تاریخ کے لیے سامان مہیا کیے۔ اگر ولشیر کا یہ ارادہ پورا ہوتا۔ تو ذرا کلام نہین کہ وہ ایک ایسی عمدہ کتاب لکھتا جس مین نہایت دلکش و خوبصورت حکایتین و نہایت منصفانہ و فیاضانہ نازک خیالات و بہت رنگین بے سروپا غلطیان و موسی کی تاریخ پر بہت نوک جھونک و دروغ گو کیتھلک پادریون کی مذمت و ہجو اور اکثر عمدہ خیالات بہبودی بنی انسان انجیل سے لیکر نیک برہمنون سے منسوب کرکے تحریر ہوتے۔

اب کلایو کو اپنی دولت و عزت کے ساتھ [illegible] امن چین سے رہنے کی مہلت ملی۔ اسکے گرد اب بہت سچے دوست و رشتہ دار ہو گئے۔ ابھی تک وہ [illegible] کے لائق بنا ہوا تھا۔ مگر ایک مدت سے [illegible] مگر اب زیادہ تاریکی چھا گئی۔ شروع عمر سے اسکی عادت پڑ گئی تھی کہ جب کوئی غم یا فکر نازل ہوتی تو وہ نہایت غلطان و پیچان ہوکر اسمین ایسا غرق ہو جاتا کہ گویا غش کیحالت مین ہے۔ جب مدراس مین وہ صرف محرر تھا۔ تب اسنے دو مرتبہ خودکشی کرنے کا قصد کیا۔ کاروبار و اقبالمندی نے اسکی طبیعت پر صحت بخش اثر پیدا کر دیا تھا۔ ہندوستان مین جبکہ وہ بڑے بڑے کامون مین مشغول رہتا۔ اور انگلینڈ مین جب دولت و عالی مرتبہ اسکے دلکو خوش رکھتا۔ تو اسکی طبیعت بشاش بنی رہتی۔ لیکن اب نہ تو اسکو کوئی خواہش پوری کرنے کو باقی رہی تھی۔ اور نہ کچھ کام کرنے کو تھا۔

اُسکی چُست و تیز طبیعت بے شغلی مین ایسی پژمردہ رہنے لگی جیسے کوئی پودا
غیر موافق آب و ہوا مین ہو جاتا ہے۔ دشمنون کی مخالفت و بغض کینہ کی
کی بدسلوکی و ذلت و ہوس اُف کا منز کی مذمت گو وہ صرف براے نام
تھی اور اپنے ہموطنون کے ایک شمار گیڑ سے بے رحم ظالم سمجھے جانے کے
خیال سے اُسکو نہایت آزردہ خاطر و پژمردہ بنا دیا۔ اس عرصہ مین جسمانی
تکلیف کے رہنے سے مزاج اور بھی تند و چڑچڑا ہو گیا۔ گرم ملک مین
رہنے کے باعث چند قسم کی دردناک بیماریان اُسے لاحق ہو گئین تھین۔
اُنسے امن حاصل کرنے کے لیے اسنے افیون کھانے کی عادت ڈالی۔
چنانچہ رفتہ رفتہ اُس بدشوق نے جسکو وہ مفید سمجھے ہوے تھا اسکو محض
بیکار کر دیا۔ اخیر دم تک اسکا ذہن کبھی کبھی تاریکی کے درمیان چمک
اُٹھتا۔ اسکے بارے مین کہا جاتا ہے کہ بعض اوقات گھنٹون خاموش
و بیحرکت بیٹھے رہنے کے بعد وہ یکایک کسی بڑے معاملہ کے جاری کرنے
مین بحث کرنے لگتا۔ اور مدبر و سپاہی ہونے کی کامل لیاقت کا اظہار کرتا
اور پھر پینک مین غرق ہو کر خاموش ہو جاتا۔

ان ایام مین امریکہ کے معاملات کی صورت ایسی ہو گئی کہ جنگ کرنے کی
ضرورت ہوئی۔ وزرا کی نہایت آرزو ہوئی کہ ایسے نازک وقت پر کلایو سے
کام لیا جاوے۔ اگر وہ تا ہنوز ویسا ہی ہوتا جیسا کہ پٹنے کا محاصرہ دور کرانے
و ڈچ لوگون کے خوف سے بدر پا گنگ مین تجارت کرنے کے وقت تھا تو یہ
اغلب ہی کہ امریکہ والونکی مخالفت و باہمی نا اتفاقی اور اس ملک کی جدائی چند سال کیلیے

ملتوی ہو جاتی - مگر اب وہ کلایو نہ رہا تھا - اسکا مضبوط دل بہت قسم کی تکلیفات سے پست ہو گیا تھا - ۲۲ - نومبر ۱۷۷۴ء کو وہ خودکشی کر کے مر گیا - اُس وقت اُسکا ۴۹ سال کا سن تھا -

ایسے پر اجلال و اقبال آور شخص کے ایسے ہولناک طور پر خاتمہ ہونے پر کم عقل و گنواروں نے اپنے تمام خیالات کی تصدیق سمجھی اور جسیدر اصل ہیندار دو ہین لوگون نے بھی مذہب و فلاسفی کے اصولات کو بھلا دیا - فراموش کر دیا کہ اس غمناک واقع کو انتقام لینے و گنہگار ضمیر سے منسوب کیا - مگر ہم بالکل دوسری نظر سے اس واقع کو دیکھتے ہین - یہ عالی دماغ کمال سیری سے غارت ہو گیا - عزت بگڑنے و ذلت کے اندیشہ و قاتل امراض اور اُنکے اور زیادہ قاتل علاج نے ملکر اسکا کام تمام کیا - بلاشک کلایو نے بڑے قصور کیے - اور ہمنے بھی اُنکو پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہین کی - مگر جب وے اُسکے عالی لیاقت کے مقابلہ وزن کیے جاتے ہین اور اُن بڑے بڑے لالچونکا لحاظ کیا جاتا ہے جو اُسکے گرد موجود تھے - تو وے ایسے نہین معلوم ہوتے کہ آیندہ نسلون مین تعظیم کے ساتھ یاد کیے جانے کی عزت سے اسکو محروم کرین -

اسکے اول مرتبہ ہندوستان مین وارد ہونے کی تاریخ سے مشرق مین انگریزون کے بہادری کی شہرت پھیلی - اُسکے آنے کے قبل اُسکے ہموطن محض دوکاندار گنے جانے سے نفرت کیجاتی - اور فرنچ لوگ نہایت بہادر سمجھے جاتے تھے - اور خیال کیے جاتے تھے کہ فتح و حکومت

کے لیے وے پیدا ہوئے ہین۔ کلایو کی لیاقت و ہمت نے اس
خیال کو لوگون کے دلون سے محو کر دیا۔ ارکٹ کی محافظت کی تاریخ
سے ایک سلسلہ مشرقی فتوحات کا شروع ہوا۔ جو غزنی فتح ہونے پر ختم
ہوا ہمین یہ فراموش بھی نہ کرنا چاہیے۔ اسکی عمر صرف ۲۵ سال کی تھی
جبکہ وہ اول فوج کی کمان پر مقرر ہوا۔ اس عمر مین بہت کم کمانڈر لیسے
مشہور ہوئے ہین۔ یہ سچ ہے کہ سکندر و کونڈی و چارلس دوازدہم
نے اس عمر سے کم مین بڑے معرکہ عظیم سر کیے۔ مگر اُن شہزادون کے
ساتھ تجربہ کار و جنگ آزمودہ سپہ سالار موجود تھے۔ جنکے مشورہ و صلاح
و کارگزاری کی بدولت فتحیات گرینکس و روکری و نروا حاصل ہوئین
کلایو خود ناتجربہ کار نوجوان تھا اور جو افسر اسکے ہمراہ تھے وہ
اس سے زیادہ ناتجربہ کار تھے۔ اسکو نہ صرف اپنے تئین درست کرنا
پڑا بلکہ اپنے افسران و سپاہ سب کو تربیت دینی پڑی۔ صرف ایک انسان
ہم جانتے ہین جسنے اسقدر کم سنی مین ایسی عالی لیاقت جنگ ظاہر کی۔
وہ نپولین بونا پارٹ تھا۔

کلایو کے دوسری مرتبہ ہندوستان مین وارد ہونے کی تاریخ
سے انگریزون کی ترقی ملک و عروج شروع ہوا۔ اسکی چستی و قصد مصمم
و ہمت کی بدولت چند ماہ کے درمیان وہ ملک و حشمت انگریزون کو نصیب
ہوئی۔ جو ڈپلیو کے خواب و خیال مین بھی نہ آئی ہوگی۔ کسی زمانہ مین کبھی
روم کے سب سے اول فتحیاب سپہ سالار نے ایسا ایک وسیع ملک نہ فتح نہین کیا

جو زراعت و مالگزاری و آبادی مین کلایو کے فتح کی برابر ہو - اور
نہ کبھی روم مین اسقدر غنیمت پاک راہ ہو کر انبوہ کثیر سے بھرے ہوے
بازارون مین دکھا کر جوپیٹر کے مندر مین رکھی گئی - انیٹوکس و تگرینس
کی شہرت اس انگریز نوجوان کے کار عظیم کے مقابل بے آب ہو گئی -
کلایو کی فوج شمار مین رومی فوج کے نصف بھی مساوی نہ تھی -

کلایو کے سویم مرتبہ ہندوستان مین وارد ہونے کی تاریخ سے مشرق
مین ہمارے انتظام ملک کی صفائی و درستی شروع ہوئی - جب وہ ۱۷۶۵ء
مین کلکتہ مین جہاز سے اترا تب تک بنگال ایک ایسی جگہ خیال کیا جاتا تھا جہان
انگریز صرف قلیل عرصہ مین مالدار ہونے کو بھیجے جاتے تھے - اور یہ کسی کو جاننے
کی فکر نہ تھی کہ کس وسایل سے وہ زر کماتے ہین - اسنے اول بیخوف ہو کر ظلم و ستم
و رشوت ستانی کو بکلی دفع کرنے کے لیے جنگ عظیم کی - اس جنگ کے کرنے
مین اسنے اپنی آرام و شہرت و دولت سب کو نہایت جوانمردی سے قربان کر دیا
جس خیال ضعف سے ہم اسکے اول عیوب و نقص کو نہین چھپاتے - اسیکے
لحاظ سے ہمپر یہ اقرار کرنا بھی واجب ہے کہ نئے انتظام مین اعلے درجہ کی نفس کشی
و فیاضی و بےغرضی و نیک نیتی ظاہر کر کے اسنے اپنے اول قصورونکا نہایت شریفانہ
عوض پیدا کر دیا - اگر کمپنی اور اسکے نوکرون کی ابتری و خرابی دور کر دی گئی -
اور اگر ہندوستان مین غیر ملک والون کی حکومت دیسی راجا و نوابون کی حکومت
کے بہ نسبت کم ناگوار و قابل برداشت کر دی گئی ہو - اور اگر ان رہزن انگریزون
لٹیرون کے بعد جو تمام بنگال مین خون و غارتگری پھیلائے ہوئے تھے

ایسے شریف اہلکارون کی جماعت آئی ہو جو لیاقت و دلیری سے زیادہ راستبازی و بے غرضی ہو فیاضی طبعی و خیر خواہی بنی انسان کے لیے مشہور ہون - اور اگر ہم منرو صاحب والفسٹن صاحب مٹکاف صاحب کے مثل عالی رتبہ بزرگون کو دیکھین جو فتحیاب افواج کے کمانڈر ہوکر اور بادشاہون کو تخت پر بٹھا کے اور اتار کر اپنے پر اجلال و اعزاز مفلسی پر ایسے ملک سے قاصر ہو کر جہان ایک زمانہ مین مرشد گئے و بے ایمان لوگ بے انتہا زر طلائے کما کر لیجاتے تھے وطن واپس آتے ہوئے دیکھین - تو ہم خیال کرتے ہین کہ کلائیو نہایت تعریف کا مستحق ہی - فتحیابون کی فہرست مین اسکا نام عالی مرتبہ پر ہے - مگر اسکا نام دوسرے نمبر فہرست مین بھی ہے - یعنی ان عالی بزرگون مین جنہون نے بنی انسان کی فلاح و بہبودی کے لیے محنتین کین - اور ستم اٹھائے - تواریخ مین اس سپاہی کا مرتبہ لوکونس وٹریجن کے ساوی سمجھا جائیگا اور اس اصلاح کنندہ کی ویسی ہی تعظیم و تکریم ہوگی جیسے ملک فرانس مین ٹرگوٹ کے نام کی کرتے ہین - اور جیسے ہندوون کی آیندہ نسلین ولیم بنٹنک کے نام کی کرینگے -

مترجمہ کاشی ناتھ

سرسا ضلع الہ آباد

۱۶ - اپریل ۱۸۸۹ء

اشتہارات

یہ نئی کتب آپ ہی کے دیکھنے کے لائق ہین

۱- **انگریزی ملک الشعرا شیکسپیر** انسان کے دل کے نشیب و فراز و جوش و خوشی و رنج و امید و مایوسی و محبت و فریب و صداقت وغیرہ کے تصویر پیرایہ نقل مین آ جانے مین یکتا و زمانہ ہے تمام یوروپ مین اسکے نام کی عزت ہے۔ بندہ نے اسکے کل ناٹکون کا سلیس ہندی مین ترجمہ کیا ہے۔ حصہ اول ۹ ناٹک قیمت عہ/ ر۔ حصہ دوم ۱۱ ناٹک قیمت عہ/

(۲) **کھیتی کی ودیا مول ستیارتھ پرکاش**۔ اسمین ۳ علوم یوروپ کے مطابق زمین کی زرخیزی کو ترقی دینے و اقسام اقسام کی کھاد بنانے و فصلونکے جنس تبدیل کرکے بونے کھیت جوتنے و مویشی فربہ کرنے کے آسان طریقے بیان کیے گئے ہین۔ قیمت ۱۰/ ر ہندی۔

(۳) **بدھوا بیاہ** ہندو بیوگان کا نکاح ثانی از روے دھرم شاستر جائز ثابت کرنے اور اسکے مروج نہ ہونے سے ہزارہا خرابیون کی بحث و مانع لوگون کے اعتراضات کے معقول جواب۔ قیمت ۶/ ر ہندی۔

(۴)۔ **دنیا کی مشہور پارسا و شوہر پرست عورتون** کے نہایت پر لطف و موثر نصیحت آمیز ۵ تذکرے۔ یہ نہایت قابل قدر انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے۔ (۱۰/ ر)

۵- **انسان کی اولاد مین کس ترکیب سے حسن و جمال و ذہانت و عقل و قوت پیدا کیجا سکتی ہے** یہ ایک امریکن مشہور حکیم و علم روح کے استاد کے لیکچر کا ہندی ترجمہ ہے۔ اسمین نہایت قوی و صاف علمی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ حاملہ ہونے کی حالت مین عورت کے خیالات و خواہشین و اعمال ہوتے ہین وہ خوبصورت و خوفناک اشیا و دیکھتی ہے اور انھی سب کا مجمع مجسم وہ پیدا ہوتا ہے لہذا عورتون کا با اخلاق و تعلیم یافتہ ہونا بھی انسان کی ترقی کے لیے لابد ہے۔ قیمت ۳/ ر

۶- **نیتوپدیش** ۱/ ر آئینہ تہذیب اخلاق کا ہندی ترجمہ۔

۷- **بکھیات رانیون کے جیون چرتر** ۸/ ر ہندوستان کی مشہور رانیون کا ہندی ترجمہ ہے۔

۸- **بال بیاہ** ۲/ ر بچون کی شادی کے نقصانات کا ہندی ترجمہ۔

۹- تین اتھیاسک روپک ۳/ ر تین تاریخی ناٹک کا ترجمہ ہندی ہے۔

۱۰- **کرنل اولکوٹ کے لکچر ہندوستان کی گذشتہ و موجودہ و آیندہ حالت کا** ہندی ترجمہ۔ اسمین آریہ بزرگون کے اوصاف حمیدہ و ترقی کا حال بیان کرکے سامعین کو ترقی کرنے و حب الوطن ہونے کے لیے نہایت موثر و فصاحت آمیز تصنیف کی گئی ہے قیمت ۲/ ر

۱۱- **انسان کے لیے سچی خوشی کسمین ہے**۔ یہ میرا ایک لکچر ہے اسمین کتب مقدس کے سوالون سے ثابت کیا گیا ہے کہ انسان کا رنج و راحت اسکے دل کی حالت پر منحصر ہے۔ اسکو سچی خوشی اپنے فرائض ادا کرنے و کل کام نیک ضمیر کے ہدایت کی مطابق کرنے

دنیکی و قناعت و مطالعہ تعلیم و عبادت مین حاصل ہو سکتی ہے۔ قیمت ۱؍

۱۲۔ گرام ماسٹر شالہ و گمریسٹ نوکری نایک۔ اول ناٹک مین مدارس دیہاتی کی اصل کیفیت دکھائی گئی ہے۔ دوسرے مین وہ کل خرابیان و دقتین ظاہر کی گئی ہین جو سرکاری نوکری حاصل کرنے مین پیش آتی ہین۔ ناظرین پر نقل کے پیرایہ مین روشن کر دیا گیا ہے کہ نوکری سے بدتر انسان کے لیے دوسرا پیشہ نہین ہے۔ ۳؍

۱۳۔ زبان ہندی کی ترقی کن کن صورتون سے ہونا ممکن ہے۔ یہ میرا لکچر ہے جو الہ آباد مین ایک عالی مجلس کے روبرو دیا گیا تھا ۲؍

۱۴۔ آئینہ تہذیب اخلاق۔ یہ کتاب مشہور عالم بے بدل جناب پروفیسر بلکی صاحب کی سلف کلچر کا اردو ترجمہ ہے اسکے اول حصہ مین طبعی لیاقت و غور و خوض یاد و دلیل کرنے کی قوتون کو ترقی دینے پر اثر و دلاویز تحریر یا عام جلسون مین تقریر کرنے و غیر زبانون مین کامل دستگاہ حاصل کرنے کے عمدہ و آسان طریق بیان کیے گئے ہین۔ دوم مین تندرستی و قوت دماغی کی دربان کی نسبت و کثرت کرنے کے فائدے و کھانے و پینے و سونے و غسل کرنے و ہوادار مکان مین رہنے وغیرہ کے فائدے اور طریق مفصل تحریر ہین۔ سوم مین نہایت پر اثر فصاحت سے ثابت کیا گیا ہے کہ انسان بلا نیک چلن و صاحب اخلاق ہونے کے ہر قسم اقسام کے مصائب و آفات و غم و رنج مین مبتلا و خراب و خستہ حالت مین رہتا ہے اور صاحب اخلاق مین بزرگون کی و فرمانبرداری مین اطاعت و راست بازی و ترک و کاہلی و فیاض دلی و عمدہ صفت و خوبصورتی و کمال کی تعریف کرنا و انکو حاصل کرنے کی آرزو کرنا۔ و اعتدال و کیبارگی دولت ور ہوجانے کی آرزو کی غلطی و اسکے ترک کرنے و ثابت قدمی و ہمت و کوشش و دل کو ہر زمانہ کے بزرگون کو پند و نصایح سے بھرا رکھنے و نیک صحبت و خدا سے روز دعا مانگنے کی عادت و ڈالنے کے بارے مین نہایت پر اثر طور پر نصیحتین کی گئی ہین یہ کتاب کلکتہ یونیورسٹی کے امتحان بی۔ اے اور ایف مین داخل ہے اور انگریزی علم ادب مین ایک بیش بہا رتن خیال کیجاتی ہے۔ جن صاحبون کو اس ترجمہ کے دیکھنے کا شوق ہو اسکی قیمت مع محصول ڈاک ۱۰؍ میرے پاس بھیجکر طلب فرمائین۔

۔ فروری ۱۸۸۷ع کو مجلس فیکلٹی آف ارٹس پنجاب یونیورسٹی مین یہ کتاب پسند و مقبول ہوکر قابل درس قرار دی گئی اور مترجم کو ایک انعام عطا ہوئی ہے سب سے زیادہ قابل تعریف یہ ہے کہ منشی کاشی ناتھ صاحب نے اول اخلاقی کتب انگریزی کا ترجمہ کرنا شروع کیا ہے صرف یہ کہنا کافی ہے کہ سلاست زبان و با محاورہ الفاظ انکے کمال کو ظاہر کر رہے ہین (اخبار پنجاب ۲۰ جنوری ۱۸۸۷ عیسوی)۔ اسکا ترجمہ زبان ہندی مین بھی موجود ہے۔ قیمت بھی ۱۰؍

۱۵۔ رسالہ سچی شرافت۔ یہ نہایت مشہور عالم بے بدل جناب فیض مآب اسمائیل صاحب کی اعلے تصنیف سلف ہیلپ کے ایک حصہ کا اردو ترجمہ ہے اسمین نہایت پر اثر و دلاویز طور پر تفصیل وار بیان کیا گیا ہے کہ سچی شرافت کا اصل مفہوم کیا ہے اور وہ کن کن خوبیون کی چیز ہے اسمین کیا قوت ہوتی ہے اور جو انسان اس اعلی خوبی سے آراستہ ہوتا ہے وہ کتنا صاحب طاقت و ہر دل عزیز ہوتا ہے اور اسکے حاصل کرنے کے عمدہ و مناسب وسائل و طریق کیا ہین۔ اسمین چند سچے شریفون کی مثیلین بھی درج ہین دراصل یہ رسالہ کو چاہتون کو سچا شریف و راست باز و صاحب اخلاق و نیک چلن بنانے کے لیے استاد ہے بشرطیکہ وہ اسکی نصیحتون پر عمل کرین۔ قیمت ۴؍ مع محصول ڈاک ہے جن صاحبونکو میرے اس ترجمہ کے دیکھنے کا شوق ہو جلد منگالیوین

طلب فرمائین -
منشی کاشی ناتھ صاحب اپنے ترجمون مین بہت کچھ سلاست کا لحاظ رکھتے ہین اور
ایسی نثر عاری لکھتے ہین کہ دل سے نکلے اور دل مین جانشین ہو " کوہ نور لاہور ۲۸ ام
دسمبر ۱۸۸۹ع " در اصل یہی شرافت کی یہ تصویر منشی کاشی ناتھ صاحب نے ہماری
نظر کے سامنے رکھدی ہے - اس رسالہ کی تعریف مین جسقدر کہا جاوے تھوڑا ہوگا "
دبدبہ قیصری بریلی مجلس پنجاب یونیورسٹی نے اس کتاب کو بھی پسند و مقبول فرمایا ہے -

۱۶ - ہندوستان کی مشہور نیک و شریف رانیونکا تذکرہ

اس رسالہ مین ان سب رانیون کا تذکرہ تفصیل وار تاریخی صحت کے ساتھ لکھا گیا ہے
جو شروع ایام عہد مسلمانون سے لیکر آج تک اس ملک مین نیک و مدبر و منتظم
و پارسا و شوہر پرست شجاع و عالم و فیاض طبیع و نیک سیرت مشہور ہوئی ہین یہی
رسالہ ہندی مین بھی لکھا ہوا ہے جسپر حضور اعلی سری مہاراجہ اودے پور نے راقم کو
معقول انعام عطا فرمایا ہے یہ دوبارہ بہت کچھ بڑھا کر طبع کیا گیا ہے - قیمت معہ محصول
ڈاک ۹۰ ر جن صاحبون کو اسکے دیکھنے کا شوق ہو بت ۵ سے طلب فرمائین -
" بیشک یہ کتاب ہے جس سے موجودہ زمانہ کی پاک دامن عورتین سبق و نصیحت
قبول کر سکتی ہین زبان اردو نہایت سلیس و عام فہم ہے - یہ کتاب عورتون کی عمدہ تواریخ
ہے ناظرین قدر دانی کرین " دبدبہ قیصری ۲۰ دسمبر ۱۸۹۳ع -
مجلس پنجاب یونیورسٹی نے اس کتاب کو بھی پسند فرمایا ہے -

۱۷ - بچپن کی شادی کی رسم کے نقصانات

اس رسالہ مین مضبوط دلائل و مباحثہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہماری ہموطنون مین
قبل بلوغ بچون کی شادی کر دینے کی بد رسم انکو ضعیف و کمزور و کم عمر و کاہل و پست
ہمت و بد اخلاق بنانے و عورتون کی قابل افسوس حالت رکھنے کی باعث ہے - قیمت
معہ محصول ڈاک ۲۰ ر یہ رسالہ ہندی مین بھی ہے قیمت ۲۰ ر

۱۸ - تین تاریخی ناٹک

۱ - دختر باکرہ راجہ سندھ - ۲ - رانی گنور (بھوپال)

۳ - خواب راجہ لوچی پسر سری رام چندر -

اسمین نقل کے پیرایہ مین نہایت عمدگی سے دکھلایا گیا ہے کہ شہوت کے غلبہ سے
مغلوب ہونے پر انسان بے تمیز و بے عقل و بے حیا و بے شرم ہو جاتا ہے - جو لوگ
نفس امارہ کی بیجا خواہشون کو ضبط نہین کرتے ہین دنیا مین خوار و ذلیل و بدنام ہوتے
ہین گو وہ کیسے ہی اعلی مرتبہ و شان و حشمت رکھتے ہون جن صاحبون کو ان آنکھون
کے دیکھنے کا شوق ہو قیمت ۳ ر معہ محصول ڈاک بھیجکر [illegible] طلب فرماوین یہ ہندی مین

بھی ہے قیمت ۴ ۰ر دو کتاب نہایت عمدہ ہے خصوصا اسکی کہانی نہایت دل پسند وفائدہ بخش و جوشش حب الوطنی پیدا کرنی والی ہے " بابو ہرپسین صاحب سینڈ رحیا عبارت ایڈیٹر

۱۹ سوانح عمری لارڈ کلایو بانی عملداری سرکار انگریز درمیان ہند

یہ کتاب مشہور زبردست عالم لارڈ مکالے کی تصنیف کا اردو ترجمہ ہے مصنف نے لارڈ کلایو کی سوانح عمری کے پیرایہ مین سرکار انگریزی کی عملداری کے شروع زمانہ ابتر و درہم برہم کیفیت و ملک و باشندگان کی بے مدد و ترسناک حالت و حکام انگریز کی لوٹ و ظلم و ستم اور دیسی نوابون کا انکے ہاتھ مین مثل پتلی کے ناچنا وغیرہ مثل تصویر کے نہایت خوش رنگون مین رنگا ہے گویا اس زمانہ کی حالت کی ہو بہو تصویر نظر کے سامنے کھڑی کر دی ہے۔ اس عالم تاریکی کے درمیان ایماندار و فیاض دل و رحیم اشخاص بھی مثل روشن تارون کے چمکتے ہین۔ انکی روشنی کے سایہ بھی اس کاریگر نے اپنے زبردست قلم سے ہو بہو رنگا ہے۔ دراصل لارڈ مکالے کی تصنیف اس زمانہ کی صحیح و پر زور عالمانہ قابل قدر تاریخ ہے۔ یہ ترجمہ بندہ کا کیا ہوا عام فہم و سلیس اردو مین ہے۔
قیمت - ۸ر

المشتہر
کاشی ناتھ کھتری
سرسا ضلع الہ آباد +

مطبع منشی ... پاورہا و برادران لکھنو

اس مطبع مین ہر ایک قسم کا کام پتھر اور ٹائپ کا اردو ہندی انگریزی سنسکرت وغیرہ مین طبع ہو سکتا ہے جن صاحبونکو کچھ طبع کرانا منظور ہو مالک مطبع سے تخمینہ وغیرہ طلب کر سکتے ہین